مفسدات نماز

مقتدی کا فرض، یا واجب چھوٹ جانا:

سوال (۱) اگر مقتدی کا کوئی واجب، یا فرض جماعت میں غلبہ نوم سے، یا ضعف بصارت سے ترک ہو جاوے تو کیا اس مقتدی کو نماز کا اعادہ کرنا ہوگا؟

امام کا دوبارہ نماز پڑھنا اور مقتدی کو منع کرنا:

(۲) اگر عصر کی نماز کسی وجہ سے امام صاحب دوبارہ پڑھیں تو اس جماعت کے کسی بھی مقتدی کو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ اور لوگ شامل ہوں، یہ مسئلہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے، ایک امام نے جب دوبارہ نماز پڑھی تو ان نمازیوں میں سے کسی کو بھی شامل نہ کیا گیا، البتہ اور آنے والے لوگوں کو مقتدی بنا کر جماعت ہوئی، آخر یہ مسئلہ کس طرح ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

(۱) ہاں مقتدی کو اعادہ کرنا ہوگا۔(۱)

(۲) بعض صورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے اور امام کی نہیں ہوتی ممکن ہے یہی صورت رہی ہو، اگر امام عالم بالمسائل اور متدین ہو تو اعتماد کیا جاوے، ورنہ پھر خود اس سے معلوم کر لیا جاوے، پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔(۲) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۳۱۲/۱-۳۱۳)

---

(۱) إن المؤتم لو قام ساهياً في القعدة الأولى يعود ويقعد، لأن القعود فرض عليه بحكم المتابعة حتیٰ قال في البحر: ظاهره أنه لو لم يعد تبطل صلاته لترك الفرض. (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب بهم في تحقيق متابعة الإمام، دارعالم الكتب الرياض: ١٦٦/٢، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، ترك جميع واجبات الصلاة ساهيا: ١١٠/٢، دار الكتاب الإسلامي بيروت، انيس)

(۲) تفصیل کے لیے دیکھئے: ردالمحتار على الدر المختار: ٣٤٠/٢

امام کے نیت توڑ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے:

سوال: امام کو قعدۂ اولیٰ میں سہو ہوا، مقتدیوں نے ''اللّٰہ أکبر'' کہہ کر اس کو اطلاع دی، اس نے غلطی سے نماز توڑ دی، جو مقتدی جانب یمین و یسار تھے، یا دوسری صف میں تھے، ان کو علم نہیں ہوا کہ ہمارے امام نے نماز فاسد کر دی، وہ اسی پہلی نیت پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ امام تیسری رکعت کے پورا کرنے کیلئے کھڑا ہوا ہے، اب امام نے دوسری نماز کی رکعت کا رکوع کیا، مقتدی سب امام کے ساتھ رکوع میں چلے گئے، امام نے چار رکعت پوری کر کے سلام پھیرا، مقتدیوں نے بھی چار رکعت پوری کی۔

دریافت طلب یہ ہے کہ جن مقتدیوں نے امام کے ساتھ مکرر نیت نہیں باندھی؛ بلکہ امام کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے گئے، اس صورت میں ان مقتدیوں کی نماز ہوگی، یا نہیں؟ اور یہ اول تکبیر جو امام کے ساتھ رکوع میں جاتے وقت کہی ہے، تکبیر تحریمہ ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی؛ کیوں کہ جبکہ امام نے اپنی نماز توڑ دی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگئی، پھر مقتدیوں نے دوبارہ نیت اقتدا کے ساتھ تکبیر تحریمہ نہیں کہی اور دوبارہ نماز شروع نہیں کی؛ بلکہ پہلی نماز پر بنا کی، جو کہ فاسد ہو چکی تھی اور بناء علی الفاسد فاسد ہے، لہٰذا نماز ان کی فاسد ہی رہے گی۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۸، ۴۹)

امام کی کمی رکعت کی وجہ سے سب کی نماز فاسد ہو جاتی ہے:

سوال: مغرب کی نماز میں امام نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور لقمہ نہ لیا، مقتدیوں نے تیسری رکعت کھڑے ہو کر پڑھ لی تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں امام اور مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی، پھر پڑھنی چاہیے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۶۰)

---

(۱) (وإذا ظهر حدث إمامه) وكذا كل مفسد في رأي مقتدٍ (بطلت فيلزم إعادتها) لتضمنها صلاة المؤتم صحةً وفسادًا. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۳۵۳، دار عالم الكتب، الرياض، انيس)

(۲) وإذا ظهر حدث إمامه وكذا كل مفسد في رأي مقتدٍ بطلت فيلزم إعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحةً وفسادًا. (الدر المختار)

فلو قال المصنف كما في النهر: ولو ظهر أن بإمامه ما يمنع صحة الصلاة لكان أولىٰ ليشمل ما لو أخل بشرط أو ركن، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۲/ ۳۴۰، دار عالم الكتب الرياض، ظفير)

مصحف میں دیکھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے:

سوال: نمازِ تراویح میں ایک شخص امام کے پیچھے قرآن شریف کھولے بیٹھا ہے اور اپنے قریب کے مقتدی کو جس کی نظر کلام اللہ پر رہتی ہے، مطالعہ میں مدد دیتا ہے اور وہ قرآن شریف میں دیکھ کر امام کو لقمہ دیتا ہے اور قرآن شریف دکھانے والا ایک رکعت جماعت میں شریک نہیں ہوتا، جب امام دوسری رکعت میں رکوع کرتا ہے تو وہ شریک ہوجاتا ہے اور ایک رکعت جداگانہ ادا کرلیتا ہے، اس طریق سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی ؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

درمختار میں ہے:

"وقراء ته من مصحف". (۱)

اور فاسد کرتا ہے نماز کو پڑھنا نمازی کا قرآن شریف کو دیکھ کر، پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے، اس میں بھی اندیشہ فسادِ صلوٰۃ کا ہے، لہٰذا اس طرح نہ کیا جائے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۸/۴)

دورانِ نماز منہ سے آواز نکالنا:

سوال: مصلی کو چھینک آئی اور اس نے الحمدللہ کہا، یا کوئی مصیبت کی خبر کان میں پڑی اور اس نے **إنا لله وإنا إليه راجعون** کہا، یا جمائی آئی اور اس نے **لاحول ولاقوة إلا بالله** پڑھا، یا اچھی خبر پا کر **سبحان الله** کہا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

خبرِ سارّ [خوشی دینے والی]، یا مُوجِبِ رنجش سے نماز جاتی رہتی ہے، (۲) اور اگر جمائی لی اور لاحول پڑھا ہے، یا چھینک

---

(۱) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها: ۵۸۳/۱، دارعالم الکتب الریاض، انیس

ذکروا لأبی حنیفة فی علة الفساد وجهین أحدهما: أن حمل المصحف والنظر فیه وتقلیب الأوراق عمل کثیر والثانی أنه تلقن من المصحف فصار کما إذا تلقن من غیره ...وعلیه لولم یمکن قادراً علی القراء ة الامن المصحف فصلی بلا قراءة. (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۳۸٤/۲، دارعالم الکتب الریاض، انیس)

(۲) یعنی خبر سن کر جواب دینے سے نماز فاسد ہوتی ہے۔

أخبر بما یسوؤه فاسترجع أوبمایسره فحمد الله تعالیٰ وأراد به جوابه تفسد صلاته وإن لم یرد جوابه أو أراد به اعلامه أنه فی الصلاة لم تفسد بالاجماع کذا فی محیط السرخسی ==

پر **الحمدللّٰہ** کہا اور جواب کسی کا مقصود نہیں تو نماز ہو جائے گی اور **إنا للّٰہ** مصیبت دینی پر ہے تو نماز جائز اور اگر مصیبت دنیوی پر ہو تو ناجائز اور اگر دوسرے کی چھینک پر **الحمد للّٰہ**، یا **یرحمک اللّٰہ** کہے تو نماز نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

(بدست خاص، ص:۳۰) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۷۴)

نماز میں بولنا مفسد صلوٰۃ ہے، یا نہیں:

سوال: بعد تکبیر تحریمہ کے امام کسی مقتدی کے جواب میں یہ کہے کہ گھڑی صبح سے نہیں بجتی، اب بھی نہیں بجے گی۔ اس سے نماز میں تو کچھ نقصان نہیں آتا، یا پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

اس کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے،(۱) پھر نماز شروع کرنی چاہئے اور تکبیر تحریمہ پھر کہنی چاہیے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۶/۴)

نماز میں باتیں کرنا:

سوال: نماز میں اگر ایک شخص بھول کر بات کرے تو اس سے نماز پر کیا اثر پڑتا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

نماز میں باتیں کرنا، خواہ عمداً ہو، یا نسیاناً ہو، مفسد صلوٰۃ ہے، ایسی صورت میں نماز دوبارہ پڑھی جائے۔

قال ابن عابدين: (يفسد ها التكلم) أي يفسد الصلاة ومثلها سجود السهو والتلاوة والشكر على القول عن الحموي (قوله هو النطق بحرفين، إلخ) أي أدنٰى ما يقع إسم الكلام عليه المركب من حرفين، كمافي القهستاني عن الجلابي. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها)(۲)

(فتاویٰ حقانیہ:۲۲۶/۳)

== وإذا أخبر بما يعجب فقال سبحان اللّٰه أو لا إلٰه إلا اللّٰه أو أكبر إن لم يرد به الجواب لاتفسد به الصلاة عند الكل. (الفتاوٰى الهندية، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱۰۰/۱ ،دار الكتب العلمية، بيروت، انيس)

ولو حوقل لدفع الوسوسة: أن لأمور الدنيا تفسد، لالأمور الآخرة. (الدر المختار على ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۳۸۱/۲، دارعالم الكتب الرياض، انيس)

(۱) يفسدها التكلم هو النطق بحرفين أو حرف مفهم. (الدر المختار على هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۵۷۴/۱، دارعالم الكتب الرياض، انيس

(۲) ۶۱۳/۱، دار الفكر بيروت، انيس

إذا تكلم في صلاته ناسياً أو عامدًا خاطئاً أو قاصدًا قليلاً أو كثيرًا تكلم لاصلاح صلاته ... ==

درمیان نماز میں سلام پھیر کر بات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے:

سوال: امام نے سہواً تین رکعت پر سلام پھیر دیا، کسی نے لقمہ نہیں دیا اور امام ومقتدیان میں کلام کثیر ہوا تو اب بقیہ ایک رکعت پڑھی جائے، یا چار رکعت اور کلام والی حدیث منسوخ ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جب کہ تیسری رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد امام اور مقتدیان میں کلام ہو گیا تو چاروں رکعت پھر پڑھنی ضروری ہیں؛ کیوں کہ کلام والی حدیث کی تاویل کی گئی ہے، یا منسوخ ہے، اس کے ظاہر پر عمل نہیں ہے؛ کیوں کہ کلام منافی نماز کے ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ : ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۱/۴)

حالتِ نماز میں چیخ وپکار سے نماز فاسد ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: ایک جماعت امیوں کی کسی پیر سے تعلیم پا کر نماز جہری میں قرأت سن کر اور کبھی سری میں بھی ''ہوں ہوں'' کر کے چیخ مارتے ہیں، اس سے نماز ان کی فاسد ہوگی، یا نہیں؟ اور یہ آہ اور اُف نہیں؛ بلکہ محض چیخ ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

درمختار میں ہے:

والأنين هو قوله، آه، بالقصر والتأوه هو قوله، اه، بالمد والتأفيف أُف أو تُف والبكاء بصوت يحصل به حروف لوجع أومصيبة ... لا لذكر جنة أو نارفلو أعجبته قراء ة الإمام فجعل يبكى ويقول بلٰى أونعم أو آرى لاتفسد (سراجية)لدلالته على الخشوع، الخ.

== بأن قام الإمام في موضع القعود فقال له المقتدى أقعد أوقعد في موضع القيام فقال له قم أولا لإصلاح صلاته ويكون الكلام من كلام الناس استقبل الصلاة عندنا، كذا في المحيط (الفتاوىٰ الهندية : ۹۸/۱، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مكتبة زكريا، انيس)

(۱) سورة البقرة: ۲۳۸، انيس

(ويفسدها التكلم) هوالنطق بحرفين أو حرف مفهم، كع وق أمراً ولو استعطف كلباً أو هرة أو ساق حماراً لاتفسد لأنه صوت لا هجاء له(عمده وسهوه قبل قعوده قدر التشهد سيان)سواء كان ناسيا أونائما أوجاهلاً أو مخطئاً أومكرها هو المختار، وحديث رفع عن أمتي الخطا محمول علىٰ رفع الإثم وحديث ذى اليدين منسوخ بحديث مسلم إن صلاتنا هٰذه لايصلح فيها شيئ من كلام الناس. (الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۶۱۳/۱-۶۱۴، دارالفكربيروت، انيس)

اور شامی میں ہے:

قوله لدلالته على الخشوع،أفاد أنه لو كان استلذاذاً بحسن النغمة يكون مفسداً،الخ. (۱)

پس معلوم ہوا کہ نماز میں اس طرح چیخ اور پکار کرنا اور ہوں ہوں کرنا، اگر جنت ودوزخ کے ذکر سے نہیں ہے تو مفسد صلوٰۃ ہے، (۲) لہٰذا جہلا کو اس سے بہ تشدد روکنا چاہیے کہ وہ اپنی نماز بھی فاسد کرتے ہیں اور دوسرے نمازیوں کی نماز میں بھی خلل ڈالتے ہیں، **كما جربناه.** فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۱)

نماز میں چیخنے، چلّانے اور اُچھلنے کودنے کا حکم:

سوال: ضلع بریسال میں ایک فرقہ درویش چشتیہ طریقہ کا ہے، ان لوگوں میں ایک عجیب حال یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ لوگ گاہ بگاہ چیخیں مارتے ہیں اور یہ حال نماز میں زیادہ ہوتا ہے، کبھی ہاہا کبھی ہُو ہُو کر کے چیخ مارتے ہیں، مطلب یہ کہ رنگ برنگ کی چیخیں مارتے ہیں، اگر کوئی اجنبی آدمی ان لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتو وہ ڈر کے مارے نماز کی اقتدا بھی چھوڑ دیتا ہے؛ کیوں کہ وہ عجیب آواز ہوتی ہے، لوگ اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور کوئی کبھی نماز میں سامنے کی طرف بڑھ جاتا ہے اور کبھی پیچھے کی طرف ہٹ جاتا ہے اور کبھی کود کر اوپر کی طرف اُٹھ جاتا ہے، جس میں دونوں پاؤں زمین سے علاحدہ ہو جاتے ہیں اور کبھی نماز میں تالیاں بجاتا ہے اور کبھی التحیات، یا قرأت میں سے چند لفظوں کو بلند آواز سے اور باقی خفی، ان لوگوں سے اگر دریافت کیا جائے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ افعال ہم سے بلا اختیار ہوتے ہیں۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ افعال مذکورہ شریعت میں درست ہیں، یا نہیں؟ اور ان لوگوں سے مرید ہونا اور ان لوگوں کے پیچھے نماز درست ہوگی، یا نہیں؟ اور افعال مذکورہ میں سے کون کون مفسدِ صلوٰۃ ہیں؟ تحریر فرماویں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر واقعی ان لوگوں سے یہ حرکات بے اختیار بحالتِ اضطرار صادر ہوتی ہیں، جس کو اصطلاحِ صوفیہ میں غلبۂ حال کہتے ہیں تو اس کا حکم حسبِ ذیل ہے:

---

(۱) ردالمحتار، باب ما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها: ۲/۳۷۸، انيس

(۲) عن ثابت بن مطرف عن أبيه رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي وفي صدره أزير كأزير الرحى من البكاء صلى الله عليه وسلم. (أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب في البكاء في الصلاة: ۱/۱۳۷، مكتبة حقانية)

وفي بذل المجهود، باب في البكاء في الصلاة ... بكى فارتفع بكاءه إن كان ذلك من ذكر الجنة أو لنار لم يقطعها (الصلوٰة) وإن كان ذلك من وجع أو مصيبة يقطعها. (بذل المجهود في حل أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب في البكاء في الصلاة: ۵/۱۷۵، دالكتب العلمية بيروت، انيس)

(۱) چیخنے اور چلاّنے اور قہقہہ مارنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۲) نماز میں آگے پیچھے ہٹنے سے بھی نماز فاسد نہ ہوگی، بشرطیکہ سینہ قبلہ ہی کی طرف رہے، قبلہ سے نہ پھرے اور بشرطیکہ ایک دفعہ میں مقدار صف سے زیادہ مشی نہ ہوتی ہو، گو متفرقاً زیادہ ہوجاتی ہو۔

(۳) زیادہ کودنے سے نماز باطل ہوجائے گی، لأنه کالاستدبار فی کونه منافیاً .

(۴) تالیاں بجانے سے نماز فاسد نہ ہوگی، لأنه کالتصفیح وهو مشروع للنساء.

(۵) التحیات یا قرأت میں سے اگر کسی قدر حصہ کو جہر سے پڑھ دیں تو نماز فاسد نہ ہوگی، لأنه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یجهر بالآیة أحیاناً فی الظهر.

وفی الحدیث من السنة إخفاء التشهد، قلت: وهو لیس بواجب فإذا جهر به عمداً لاتفسد فکیف إذا جهر به لعذر، قال فی مراقی الفلاح: و(لا) تفسد بحصولها (أی بحروف مسموعة) (من ذکر جنّة أو نار) اتفاقاً لدلالتها علی الخشوع، آه.

قال فی الحاشیة: لو اعجبته قراءة الإمام فبکٰی وقال نعم أو بلٰی لا تفسد ولو وسوسه الشیطان فحوقل إن لأمور الأخرة لاتفسد وإن لأمور الدنیا فسدت، آه. (ص: ۱۹۰)(۱)

قال: (ویفسدها التنحنح بلا عذر) لما فیه من الحروف وإن کان لعذر کمنعه البلغم من القراءة لایفسد وفی الحاشیة للطحطاوی: ومحل الفساد به عند حصول الحروف، إذا أمکنه الامتناع عنه أما إذا لم یمکنه الامتناع عنه فلا تفسد به عند الکل کالمریض إذا لم یمکنه منع نفسه عن الأنین والتاه؛ لأنه حینئذٍ کالعطاس والجشاء إذا حصل بهما حروف، آه. (ص: ۱۸۹)(۲)

وفیه أیضاً: وذکر المحقق ابن أمیر حاج ما حاصله أن المشی لایخلو أما أن یکون بلا عذر أو یکون بعذر فإن کان بلاعذر فإن کان کثیرًا متوالیاً یفسد صلٰوته سواءٌ استدبر القبلة مع ذلک أولا؛ لأنه حینئذٍ عمل کثیر لیس من أعمال الصلٰوة ولم تقع الرخصة فیه وإن کان کثیرًا غیر متوالٍ بل تفرق فی رکعات أو تخلله مهلات فإن استدبر معه القبلة فسدت لوجود المنافی قطعاً من غیر ضرورة وإن لم یستدبر معه القبلة لم تفسد ولکن یکره لما عرف أن ما أفسد کثیره کره قلیله عند عدم الضرورة وإن کان بعذر کأن کان لأجل الوضوء لحدیث سبقه فی الصلٰوة أو لانصرافه إلٰی وجه العدو أو رجوعه منه فی صلاة الخوف لا یفسد ولا یکره مطلقًا سواء کان کثیراً أو قلیلاً استدبر القبلة أو لم یستدبر، آه. (۳) واللّٰه أعلم

(۱) مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة: ۳۲۵، دار الکتب العلمیة، انیس

(۲) مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة: ۳۲٤ـ۳۲۵، انیس

(۳) حاشیة الطحطاوی علی المراقی الفلاح، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة: ۳۲۳ـ۳۲٤، انیس

اور یہ جواب اس وقت ہے، جبکہ یہ حرکات بالاضطرار صادر ہوتے ہوئے ان لوگوں کو ہوش باقی رہتا ہو اور اگر ہوش بھی نہیں رہتا اور اس درجہ بے خبری ہو جاتی ہے کہ اگر ریح صادر ہو جائے، تب بھی اُن کو خبر نہ ہو تو اس حالت میں نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور وضو بھی، **لأنه كالغشي والنوم الثقيلين وبهما تفسد الصلاة لمظنة خروج الناقض**؛ لیکن جب ان لوگوں کی ان حرکات سے نمازیوں کو توحش اور خوف لاحق ہوتا ہے تو ایسے غلبۂ حال کی حالت میں ان لوگوں کو جماعت سے نماز نہ پڑھنا چاہیے، اپنے گھر میں پڑھنا چاہیے، **لما قد ورد في الحديث من أكل الثوم: "فلايقربن مصلانا" وعلة النهي إيذاء المسلمين فيدخل تحته كل ماحصل به الإيذاء.**

رہا ان سے مرید ہونا تو اگر یہ لوگ متبعِ شریعت ہوں اور کسی شیخ محقق نے ان میں سے کسی کو مجاز وخلیفہ کر دیا ہو تو اس سے بیعت ہونا جائز ہے، ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم

۱۵/ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ (امداد الاحکام ۱۶۶/۲-۱۶۸)

نماز میں قہقہہ سے وضو ونماز دونوں فاسد ہوتی ہیں، یا ایک:

سوال: نماز میں قہقہہ کرنا وضو اور نماز دونوں کو فاسد کر دیتا ہے، یا صرف نماز کو؟

الجواب

نماز میں قہقہہ کرنے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتی ہیں، **كما في الدر المختار: وقهقهة بالغ يقظان يصلي بطهارة صغرىٰ مستقلة صلوٰة كاملة ولوعند السلام عمداً. انتهىٰ ملخصاً.** (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵/۴)

ذکر سرّی سے نماز فاسد ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: مریدان بزرگان نقشبندیہ، بموجب فہمانیدن مرشدان، در نماز فرائض ونوافل، ذکر سرّی می نمایند، کہ الفاظ اوں وہوں مسموع میشوند، نماز فاسد خواہد شد یا نہ؟ (۲)

الجواب

ظاہر ہمین است کہ نماز فاسد شود، لہٰذا احتیاط دریں امر واجب است۔ فقط (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۶/۴)

(۱) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء: ۱۷۵/۱، مكتبة دارعالم الكتب الرياض، انیس

(۲) خلاصۂ سوال: نقشبندی بزرگان کے مرید حضرات، مرشدین کے حکم کے مطابق فرائض ونوافل کی نماز میں ذکر سرّی کرتے ہیں، کہ اوں اور ہوں کے الفاظ سنائی دیتے ہیں، تو کیا نماز ہوگی یا نہیں؟ انیس

(۳) خلاصۂ جواب: ظاہر یہی ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے، لہٰذا اس معاملہ میں احتیاط ضروری ہے۔ انیس) ==

دونوں سجدوں کے بعد جلسہ استراحت کے مفسد ہونے کا حکم:

سوال: جلسہ استراحت مبطل نماز ہے، پس حنفی کی نماز جلسہٴ استراحت کرنے والے کے پیچھے ہوگی، یا نہ؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

اس کا مفسد نماز ہونا میری نظر سے نہیں گذرا، لہٰذا مانع صحت اقتدا نہیں، البتہ جو لوگ اس وقت تارک تقلید ائمہ ہیں بوجہ عدم مراعات خلافیات کے نواقض وضو میں ونیز (۱) عوام میں ان کی اقتدا خلاف مصلحت وخلاف احتیاط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

۲۱/شوال ۱۳۳۳ھ (امداد، ص:۶۶/ج:۱) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۴۲۶)

سجدہ کی جگہ کتنی اونچائی پر ہو تو نماز نہیں ہوگی:

سوال (۱) قیام کی جگہ سے سجدہ کی جگہ ایک بالشت سے کم اونچی ہو تو نماز مکروہ ہوگی، یا نہیں؟

"اللہ اکبر" میں اللہ کے پیش کو واو پڑھنے کا حکم:

(۲) اگر نماز میں تکبیر اللہ اکبر کی جگہ اللہ اکبر کہتا ہے تو نماز پر کیا اثر پڑتا ہے؟

حمیدہ "ی" کے ساتھ پڑھنے سے نماز ہوگی، یا نہیں:

(۳) اسی طرح **سمع الله لمن حمده** کی جگہ حمیدہ کہتا ہے تو کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) بظاہر فقہا کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مقام سجدہ کی اونچائی ایک بالشت سے کم ہو تو سجدہ بلا کراہت

== (و)ذکر (فی الملتقط): أن المصلی إذا لسعته الحیة فقال بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم تفسد صلاته ... (وذکر فی الذخیرة): أنه (إذا قال المریض یاربّ أوقال: بسم اللّٰہ لما یلحقه من المشقة) ... أما عندهما أی الطرفین فتفسد، إلخ. (غنیة المستملی، فصل فیما یفسد الصلاة، ص: ۴۳۷-۴۳۸، ظفیر)

(۱) ونیز اس لیے کہ یہ حضرات اکثر پیشاب کر کے کلوخ نہیں لیتے اور بوجہ ضعف قوت ماسکہ قطرہ آجانا غالب ہے، جس کی بعض اوقات خبر بھی نہیں ہوتی، پس چار پانچ بار میں ظن غالب یہ ہے کہ نجاست قدر درہم سے زیادہ پائجامہ میں لگ جاتی ہوگی، جو مانع صلوٰۃ ہونے کی وجہ سے منافی صحت امامۃ بھی ہے۔ سعید)

تعدیہ فساد کے (یعنی اگر غیر مقلدین کی اقتدا کی جائے گی تو عوام کے اشتباہ اور دھوکہ ہوگا، وہ ان لوگوں کو حق پر سمجھنے لگیں گے، پس ان کی اقتدا کرنے کی وجہ سے فساد (خرابی) بڑھ کر عوام تک پہونچ جائے گا۔ (سعید)

درست ہے اور اگر ایک بالشت سے زیادہ ہو تو سجدہ ہی نہیں ہوگا، لہذا نماز ہی صحیح نہیں ہوگی۔(۱)

(۲) صورت مسئولہ میں اللہ کے ''ہ'' کو اتنا کھینچا کہ واو ہو گیا، جب بھی نماز ہو جائے گی، البتہ یہ فعل لغو ہوگا۔(۲)

(۳) یہی حال حمدہ کو حمیدہ ''ی'' کے ساتھ پڑھنے کا بھی ہوگا۔(شامی: ۱/۴۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۹/۹/۱۴۰۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۱۳-۴۱۴)

سنت یا تراویح میں قعدہ اخیرہ چھوڑنے کا حکم:

سوال: اگر سنت مؤکدہ کے قعدۂ اخیرہ کو فراموش کر کے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو یہ سنتیں مؤکدہ متبدل بنفل ہو جاویں گی یا نہ جیسا کہ فرائض میں اگر قعدۂ اخیرہ بھول کر ایک رکعت اور پڑھ لی تو فرائض مبدل بنفل ہو جاتے ہیں اور اعادۂ نماز ضروری ہوگا، یا مثلاً کسی نے دو تراویح میں قعدۂ اخیرہ نہ کیا بلکہ بھول سے تیسری رکعت ملالی بعد کو یاد آیا اور چوتھی رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کیا تو اب یہ دو رکعت تراویح مبدل بنفل ہو جاویں گی اور ان کا اعادہ ہوگا یا نہ؟ مع حوالۂ کتب فقہ ارقام ہو؟

الجواب

فی فتاویٰ قاضی خان: إذا صلى الإمام أربع ركعات بتسليمة واحدة ولم يقعد فی الثانية فی القياس تفسد صلاته وهو قول محمد وزفر رحمهما اللّٰه تعالٰى ويلزمه قضاء هٰذه التسليمة

---

(۱) فمقدار ارتفاع اللبنتين المنصوبتين نصف ذراع طول اثنتى عشر أصبعاً. حلبی كبيری، ص: ۲۸٦، مكتبة دار الكتاب، انيس) (دیکھئے: رد المحتار: ۱/۴۷۰) (اگر اونچائی ایک بالشت ہو تو کراہت کے ساتھ سجدہ جائز ہے۔ (مجاہد)

ولو كان موضع سجوده أرفع من موضع القدمين بمقدار لبنتين منصوبتين جاز)سجوده (وإن أكثر لا)ألا لزحمة كما مر والمراد لبنة بخاری وهی ربع ذراع عرض ستة أصابع فمقدار ارتفاعهما نصف ذراع ثنتاعشرة اصبعًا" (الدر المختار) (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۲/۲۱۰، مكتبة زكريا، انيس)

(قوله جاز سجوده) الظاهر أنه مع الكرهة لمخالفته للمأثور من فعله صلى اللّٰه عليه وسلم... (قوله ثنتا عشرة أصبعا) بدل من نصف ذراع، فالمراد بالذراع، ذراع الكرباس وهو ذراع اليد شبران تقريباً". (ردالمحتار: ۲/۲۱۰)

(۲) إذا أراد الشروع فی الصلوٰة كبر) لو قادراً (للافتتاح) أی قال وجوباً اللّٰه أكبر ولا يصير شارعاً بالمبتداء فقط ولا بأكبر فقط هو المختار: فلو قال اللّٰه مع الإمام وأكبر قبله ... لم يصح فی الأصح ... ولو ذكر الإسم بلا صفة صح عند الإمام خلافاً لمحمد (بالحذف) إذ مد أحد الهمزتين مفسد وتعمده كفر وكذا فی الأصح أعلم أن المد إن كان فی اللّٰه، فأما فی أوله أو وسطه أو آخره فإن كان فی أوله لم يصير به شارعاً وأفسد الصلوٰة ... وإن كان فی وسطه فإن بالغ حتٰى حدث ألف ثانية بين اللام والهاء كره ... (إن كان فی آخره فهو خطأ ولا يفسد أيضا). (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۲/۱۷۹، مكتبة دار عالم الكتب، انيس)

وهورواية عن أبي حنيفة رحمه الله وفي الاستحسان وهو أظهر الروايتين عن أبي حنيفة وأبي يوسف لا تفسد و إذا لم تفسد اختلفوا في قول أبي حنيفة وأبي يوسف أنها تنوب عن تسليمة أوتسليمتين قال الفقيه أبو الليث تنوب عن تسليمتين؛لأن الأربع لماجاز وجب أن ينوب عن تسليمتين كمن أوجب علٰى نفسه أن يصلي أربع ركعات بتسليمتين فصلى أربعاً بتسليمة واحدة ذكرفي الأمالي عن أبي يوسف أنه يجوزفكذا ههنا وكذا لوصلى الأربع قبل الظهرولم يقعد علٰى رأس الركعتين جازاستحساناً آهـ.قلت ويلزمه سجد تا السهو. (۱)

اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ سنت مؤکدہ اور تراویح ہر دو صحیح ہوگئیں۔واللہ اعلم

۲۱ر رمضان ۱۳۲۵ھ (امداد صفحہ ۹۲ ج۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۴۹و۴۵۰)

جماعت کی نماز اگر کسی وجہ سے باطل ہوگئی تو صرف امام کا اعادہ سبھوں کی طرف سے کافی نہیں:

سوال: امام نے جماعت کی نماز پڑھائی سہواً قرأت غلط پڑھی، یا بے وضو تھا، یا بے غسل تھا، ان سب صورتوں میں بعد واقف ہونے غلطی کے اس نماز کا اعادہ محض امام کے ذمہ ہے، یا مقتدیوں کے ذمہ بھی؟

الجواب

درمختار میں ہے:

وإذا ظهر حدث إمامه وكذا كل مفسد في رأى مقتدٍ بطلت فيلزم إعادتها،إلخ،كما يلزم الإمام إخبارالقوم إذا أمهم وهومحدث أو جنب. (۲)

اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر امام کی نماز نہ ہوگی تو مقتدیوں کی بھی نہ ہوگی، سب پر اعادہ نماز کالازم ہے۔فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۷۲،۳۷۳)

سجدہ سہو رکعت کے قائم مقام نہیں:

سوال (۱) امام عشا کی نماز میں تین رکعت پر بیٹھ گیا سہواً، اس خیال سے کہ چار پوری ہوگئی؛ لیکن اس کو فوراً یقین ہوگیا کہ تین رکعت ہوئی ہیں، اس نے التحیات کو پورا کرکے سجدۂ سہو کیا اور تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا، نماز ہوگئی، یا نہیں؟

---

(۱) كتاب الصوم،فصل في السهو و أحكامه (التراويح): ۱/۲۳۹-۲٤۰،مكتبة زكريا، انيس

(۲) الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۲/۳۳۹-۳٤۰،مكتبة دارعالم الكتب،انيس

عن علي بن طلق قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:إذا أفسا أحدكم في الصلاة،فلينصرف فليتوضأ و ليعد الصلاة.(سنن أبي داؤد،كتاب الطهارة،باب فيمن يحدث في الصلاة: ۱/۳۱،مكتبة حقانية،پاكستان،انيس

جس نے اعادہ کرلیا اس کی نماز ہوگئی:

(۲) اگر کسی نے اپنی تنہا نماز دہرائی تو اچھا ہوا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

(۱) اس حالت میں نماز نہیں ہوئی۔(۱)

(۲) دہرانا نماز کا سب کو ضروری ہے، جس نے تنہا دہرائی، اس کی نماز صحیح ہوگئی۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۶۱/۴)

نماز میں قرآن غلط پڑھنے پر دوبارہ تصحیح کرلی جائے:

سوال: تراویح میں قرأت کے اندر ایسی غلطی ہوگئی، جس سے معنی بدل گئے، سامع کے بتلانے سے صحیح ہوگیا، وہ نماز جس میں غلطی واقع ہوئی، فاسد تو نہیں ہوئی؟ یہ سنا ہے کہ مولانا گنگوہیؒ کے یہاں ایسا مسئلہ پیش ہوا تھا، اس پر یہ فرمایا تھا کہ جب فاسد ہوگئی، پھر سامع کے بتلانے سے صحیح نہیں ہوسکتی؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ذکر فی الفوائد: لو قرأ فی الصلاة بخطاء فاحش ثم رجع و قرأ صحیحاً قال: عندی صلاته جائزة، الخ. (۳)

اس روایت کی بنا پر جب سامع کے بتلانے سے صحیح پڑھ لیا تو نماز صحیح ہوگئی اور حضرت گنگوہی قدس سرہ نے اگر اعادہ کرایا ہو تو وہ احتیاط اور اولویت کا درجہ ہے، چنانچہ بہتر یہی ہے کہ نماز کا اعادہ کرلیا جائے، بشرطیکہ غلطی ایسی ہوئی ہو، جس سے معنی قرآن کے غلط ہو گئے ہوں۔ (امداد المفتین:۳۰۷/۲،۳۰۸)

(۱) رکعت کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہوتی، اس لیے نماز نہیں ہوئی، سجدہ ترک واجب اور اس کی تقدیم وتاخیر وغیرہ کے لیے ہے۔

(یجب بعد سلام واحد عن یمینه) ... (سجدتان و)یجب أیضاً(تشهد وسلام) ... (بترک) ... (واجب) بما مر فی صلٰوة الصلاة (سهواً) ... (وتأخیر قیام إلی الثالثة بزیادة علی التشهد بقدر رکن)(الدر المختار علٰی هامش رد الحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۷۷/۲ـ۸۱، دار الفکر بیروت، انیس)

(۲) **وإذا ظهر حدث إمامه وکذا کل مفسد فی رأی مقتدٍ بطلت فیلزم إعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحة و فسادًا کما یلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم و هو محدث أوجنب أوفاقد شرط أورکن.(الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۳/۱، ظفیر)**

(۳) **الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلٰوة، الفصل الخامس فی زلة القاری: ۸۳/۱. انیس**

امام مسافر اگر نماز پوری پڑھے گا تو مقتدی مقیم کی نماز نہیں ہوگی:

سوال: ایک امام مسافر نے بھول کر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھادی اور مقتدی کل مقیم ہیں اور جو لوگ پچھلی دو رکعتوں میں شامل ہوئے ہیں تو امام اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی، یا نہ؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

امام مسافر کی نماز تو اس صورت میں ہو جاتی ہے؛ مگر سجدہ سہو اس پر لازم ہوتا ہے اور باقی مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۶/۴)

امام سجدے میں فوت ہو جائے تو مقتدی کیا کریں:

سوال: اگر امام سجدہ میں فوت ہو جائے تو مقتدی نماز کس طرح پوری کریں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

وہ نماز فاسد ہوگئی، (۲) پھر کسی کو امام بنا کر از سرِ نو نماز پڑھنی چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷۰/۴)

لفظ عذاب کی جگہ لفظ عطاء پڑھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ لفظ عطاء جو قرآن میں (سورہ ہود آیت :۱۰۸) آیا ہے، وہ موقع انعام وجزائے اعمال صالحہ میں آیا ہے، اگر کوئی شخص اس لفظ کو غلطی سے موقع عذاب میں پڑھے تو نماز فاسد ہوگی، یا نہ؟ یا اعادۂ نماز مستحب ہوگا، یا نہ؟

---

(۱) ولو نوىٰ الإقامة لا لتحقيقها بل ليتم صلوٰة المقيمين لم يصر مقيماً (در مختار) فلو أتم المقيمون صلاتهم معه فسدت لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل. (ظهيرية) أى إذا قصدوا متابعته أما لو نووا مفارقته ووافقوه صورة فلا فساد. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر: ۷٤۱/۱، ظفير)

(۲) وإذا ظهر حدث إمامه وكذا كل مفسد فى رأى مقتدٍ بطلت فيلزم إعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحةً وفساداً. (الدر المختار)

وأشار به إلىٰ حديث "الإمام ضامن" إلخ. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۳۳۹/۲ـ۳٤۰، مكتبة دار عالم الكتب، انيس)

بقى من المفسدات ارتداد بقلبه و موت وجنون إلخ وكل موجب لوضوء. (الدر المختار)

(قوله وموت): أقول: تظهر ثمرته فى الإمام لو مات بعد القعدة الأخيرة بطلت صلاة المقتدين به فيلزمهم استينافها. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة، إلخ: ۵۸۸/۱، ظفير)

الجواب

فی فتاویٰ قاضی خان: وإن تغیر المعنی بأن قرأ﴿إن الأبرار لفی جحیم وإن الفجار لفی نعیم﴾ أو قرأ ﴿إن الذین آمنوا وعملوا الصلٰحت أولٰئک هم شر البریة﴾أو قرأ﴿وجوه یومئذٍ علیها غبرة أولٰئک هم المؤمنون حقا﴾ تفسد صلاته؛ لأنه أخبر بخلاف ما أخبر اللّٰه به. (۱)

چونکہ صورت مسئولہ میں بھی ظاہراً تغیر فاحش ہوگیا، لہٰذا اقتضاء قاعدہ فساد ہے؛ لیکن احقر کے نزدیک اس کی یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ اس کو تہکم (توبیخ) پر محمول کیا جاوے، جیسے: **﴿فبشرهم بعذاب ألیم﴾** اوراس کا مقتضاء عدم فساد ہے، اول کا مقتضاء وجوب اعادہ ہے، نہ کہ (یعنی ثانی کا مقتضاء وجوب اعادہ نہیں ہے) ثانی کا والاول احوط والثانی اوسع۔

۲۱ رمضان ۱۳۲۵ھ (امداد، صفحہ: ۹۲ ج: ۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۴۳-۴۴۴)

عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے:

سوال: امام نے سہواً عصر کی تین رکعت پر سلام پھیر دیا، جب لوگوں نے ان سے کہا تو کلام کرنے کے بعد نماز کا اعادہ کیا اور پوری نماز پڑھائی، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک رکعت پوری کرکے سجدۂ سہو کرلینا کافی تھا، امام نے بالکل غلط کیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب کا یہ فعل درست تھا کہ نہیں کیا، قبلہ کی جانب سے منھ پھیرنے کے بعد اور کلام کرنے کے بعد بقیہ رکعت پوری کرکے سجدۂ سہو کرنا کافی ہے؟

(المستفتی: مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی)

الجواب

امام کا فعل درست تھا، کلام کرلینے کے بعد نماز کا اعادہ ہی کرنا چاہیے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۳/۴۲۹)

آخری قعدہ چھوڑنے والے کی نماز باطل ہوگئی:

سوال: اگر امام صاحب چار فرض والی رکعت میں دوسری رکعت میں بیٹھنے کی بجائے تیسری رکعت میں بیٹھے، ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ مقتدی نے اللہ اکبر کہا تو وہ فوراً کھڑے ہوگئے، پھر وہ چوتھی رکعت میں نہیں بیٹھے؛ بلکہ وہ کھڑے ہوگئے، پانچویں رکعت میں بھی نہیں بیٹھے؛ بلکہ وہ چھٹی رکعت میں بیٹھے تو انہوں نے التحیات پڑھنے کے بعد سجدہ سہو کیا

(۱) فتاویٰ قاضی خان، کتاب الصلاة، فصل فی قراءة القرآن خطأ وفی الأحکام المتعلقة بالقراءة: ۱/۱۳۹، مکتبة زکریا، انیس

(۲) ویسجد للسهو ولو مع سلام إمامه ناویاً للقطع ما لم یتحول عن القبلة أو یتکلم لبطلان التحریمة، إلخ. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۲/ ۵۵۸، مکتبة دار عالم الکتب، انیس)

اور پھر انہوں نے سارا پڑھ کر سلام پھیر کر نماز ختم کی تو کیا نماز ہوگئی اور اگر نماز ہوگئی تو کتنی رکعت ہوئیں، فرض کے علاوہ نفل بھی ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب

مقتدیوں کو چاہیے تھا کہ امام کو چوتھی رکعت پر بیٹھنے کا لقمہ دیتے۔ بہر حال جب امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو فرض نماز باطل ہوگئی اور یہ نفلی نماز ہوگئی؛ کیوں کہ آخری قعدہ فرض ہے اور فرض کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی، امام اور مقتدی دوبارہ نماز پڑھیں۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۵۷۰)

نماز فجر میں آفتاب نکل آئے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا نہیں:

سوال: اگر فجر کی نماز میں آفتاب طلوع کرے تو نماز صحیح ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

عند الحنفیہ نماز اس کی فاسد ہوگئی، بعد طلوع وارتفاع آفتاب پھر صبح کی نماز اس کو پڑھنا چاہیے۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۴۷)

جلد بازی میں تکبیر تحریمہ کہنا:

سوال: ما قولكم رحمكم الله تعالىٰ في أن رجلاً أدرك الإمام في الركوع فكبر ورفع يديه إلىٰ شحمتي أذنيه وتابعه فيه إلا أنه لم يقبض بيده اليمنى يده اليسرىٰ ولم يضعهما تحت السرة ولم يأت بشئي من الثناء ولم يكبر ثانياً عند الركوع مخافة أن تفوته الركعة الأولىٰ.

(۲) ورجلا آخر رأى الإمام في الركوع فكبر ورفع يديه إلاأن قوله الله كان في قيامه و أكبروقع في الركوع مخافة ماذكر. فكل واحد منهم يكون شارعًا بالصلوٰة أم لا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جماعت میں شریک ہونے کے لیے آیا اور اس نے امام

(۱) الأولىٰ رجل صلى الظهر)ونحو ها(خمساً)بأن قيد الخامسة بالسجدة(ولم يقعد علىٰ رأس الرابعة بطلت فرضيته وتحولت صلوٰته نفلاً.(الحلبي الكبير،السادس القعدة الأخيرة،ص:۲۰۳، مكتبة دار الكتاب)

(۲) ولوطلعت الشمس في خلال الفجرتفسد فجره.(الهداية: ۶۸/۱ ،مكتبة أشرفية)

(وكره)تحريماً ... (صلاة)مطلقاً ... (مع شروق) ...(واستواء) ...(وغروب،إلا عصر يومه) ... بخلاف الفجر والأحاديث تعارضت فتساقطت. وفي رد المحتار تحت قوله(بخلاف الفجر)أي فإنه لا يؤدي فجر يومه وقت الطلوع،لأن وقت الفجر كله كامل فوجبت كاملة،فتبطل بالطلوع الذي هو وقت فساد.(الدر المختار مع ردالمحتار،كتاب الصلاة: ۳۷۰/۱ـ۳۷۳،دار الفكربيروت،انيس)

کورکوع میں پایا، پس اس شخص نے تکبیر تحریمہ کہی، اپنے ہاتھ کانوں کی لوتک اٹھائے اور رکوع میں شریک ہوگیا؛ لیکن نہ تو اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھے، نہ ثنا پڑھی، نہ رکوع میں جانے کے لیے دوسری تکبیر کہی؛ کیوں کہ اس کو اس پہلی رکعت کے فوت ہوجانے کا اندیشہ تھا، آیا اس کی نماز صحیح ہوگئی، یا نہیں؟

(۲) ایک شخص نے امام کو رکوع میں دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہی اور چونکہ رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا؛ اس لیے جلدی میں یہ ہوا کہ لفظ اللہ حالت قیام میں اور لفظ اکبر حالت رکوع میں واقع ہوا تو اس کی نماز صحیح ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

الرجل الذى أتى بتكبيرة التحريمة فى حالة القيام لكنه لم يضع يديه تحت السرة ولم يكبر ثانياً للركوع صحت صلاته ويكون شارعاً فى الصلاة.(۱)

وأما الذى قال الله فى القيام وأكبر فى حالة الانحناء فإن كان بحيث لاتنال يداه إلى الركبة يصير شارعًا فى الصلاة وتصح صلاته وإن كان بحيث تنال يداه إلى الركبة لم تصح صلاته ولايكون شارعاً فى الصلاة.

قال فى الدرالمختار :أدرك الإمام راكعًا فقال: الله فى القيام وأكبر راكعًا لم يصح فى الأصح، إلخ.

قوله قائمًا أى حقيقة وهو الانتصاب أوحكمًا وهو الانحناء القليل بأن لاتنال يداه ركبتيه .(۲)

(جس شخص نے حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کہہ لی؛ لیکن ہاتھ نہیں باندھے اور دوسری تکبیر رکوع میں جاتے وقت نہیں کہی، اس کی نماز صحیح ہوجائے گی اور اس کو شارع فی الصلوٰۃ سمجھا جائے گا۔

اور جس شخص نے تکبیر تحریمہ کے لفظ اللہ کو حالت قیام میں اور لفظ اکبر کو جھکنے کی حالت میں کہا تو اگر اس کے ہاتھ ابھی گھٹنوں تک نہیں پہنچے تھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور اس کو شارع فی الصلوٰۃ کہا جائے گا اور اگر لفظ اکبر کہتے وقت اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ چکے تھے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور وہ شارع فی الصلوٰۃ نہ ہوگا۔

(۱) ومنها القيام بحيث لومد يديه لاينال ركبتيه... فلوكبرقائمًا فركع ولم يقف صح.(الدر المختار، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة : ۱/ ٤٤٤، ط:سعيد)

فلووجد الإمام راكعًا فكبرمنحنيا أن القيام أقرب صح ولغت نية تكبيرة الركوع.(الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/ ٤٨٠، ط:سعيد)

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،فصل فى بيان تأليف الصلاة: ۲/ ۱۷۸، انيس

درمختار میں ہے کہ جو شخص امام کو رکوع میں پائے اور تکبیر تحریمہ اس طرح کہے کہ حالت قیام میں لفظ اللہ اور حالت رکوع میں لفظ اکبر کہے تو صحیح یہی ہے کہ اس کی نماز نہ ہوگی۔

اور قیام سے مراد یا تو حقیقی قیام ہے؛ یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا، یا حکمی قیام؛ یعنی معمولی جھکاؤ کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔) (ردالمحتار) (۱) (کفایت المفتی: ۳/۴۳۱-۴۳۲)

جن کا امام کے ساتھ رکوع چلا جائے، ان کی یہ رکعت فوت ہوگئی:

سوال: امام نے قرأت میں سجدہ کی سورت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کی جگہ امام نے رکوع کر دیا اور مقتدی جو امام کے قریب تھے، وہ رکوع میں چلے گئے اور جو مقتدی امام سے دور تھے، جن کو یہ معلوم تھا کہ یہاں سجدۂ تلاوت ہے، وہ لوگ سجدہ میں چلے گئے، جب امام نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا، تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں تھا، ان میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو کر رکوع میں گئے اور پھر امام کے ساتھ سجدے میں مل گئے اور کچھ لوگ سجدے میں سے بیٹھ کر، پھر امام کے ساتھ سجدہ میں چلے گئے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو لوگ امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ شامل ہو گئے، ان کی نماز ہوئی، یا نہیں؟ دوسرے جو لوگ رکوع میں نہیں گئے؛ بلکہ بیٹھ کر ہی امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہو گئے، ان کی بھی نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے، ان کی یہ رکعت جاتی رہی، پھر جب وہ رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ میں مل گئے تو ان کی نماز صحیح ہوگئی اور جو لوگ بغیر رکوع ادا کئے ہوئے سجدہ میں ملے، ان کی ایک رکعت فوت ہوگئی، اگر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت پوری کر لیتے تو نماز ہو جاتی، جب انہوں نے سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوئی۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳/۴۳۲)

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم:

سوال: نماز میں بحالت سجدہ اگر دونوں پیر زمین سے جدا ہو جائیں تو فساد صلوٰۃ کے حکم سے واجب الاعادہ ہے، یا نہیں؟ نیز اگر فساد صلوۃ کا حکم ہے تو کس بنا پر؟ مع الدلیل تفصیل وار جواب طلب ہے؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) قوله قائماً أي حقيقة وهو الانتصاب أو حكماً وهو الانحناء القليل بأن لا تنال يداه ركبتيه. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة: ۱۷۸/۲، مكتبة دار عالم الكتب، انيس)

(۲) واللاحق من فاتته الركعات كلها أو بعضها، لكن بعد اقتدائه بعذر... بأن سبق إمامه في ركوع وسجود فإنه يقضي ركعة ... يبدأ بقضاء ما فاته عكس المسبوق ثم يتابع إمامه إن أمكنه ادراكه وإلا تابعه ثم ما نام فيه بلا قراءة، ثم ما سبق به بها إن كان. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۳٤٤/۲، ط: سعيد)

الجواب ـــــــــــــ باسم ملهم الصواب

بحالت سجدہ پاؤں زمین پر رکھنے کے بارے میں تین قول ہیں: فرض، واجب، سنت۔ قول وجوب راجح ہے، دونوں پاؤں میں سے کسی ایک کا کوئی جزء بقدر تسبیحۂ واحدہ رکھنا کافی ہے، پس اگر پورے سجدہ میں بقدر ایک تسبیح کے دونوں پاؤں میں سے کسی کا کوئی جزء زمین پر رکھ لیا تو واجب ادا ہو جائے گا، اگر اتنی مقدار بھی نہیں رکھا تو ترک واجب کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ واضح رہے کہ ظہر قدم، یا صرف ایک قدم کو زمین پر بغیر عذر رکھنے سے واجب تو ادا ہو جائے گا؛ مگر مکروہ ہے؛ اس لیے کہ دونوں پاؤں زمین پر رکھنا اور انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔

قال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ: والحاصل أن المشهور في كتب المذهب اعتماد الفرضية والأرجح من حيث الدليل والقواعد عدم الفرضية ولذا قال في العناية و الدرر إنه الحق ثم الأوجه حمل عدم الفرضية على الوجوب واللّٰه أعلم (قوله ولو واحدة صرح به في الفيض قوله نحو القبلة) قال في البزازية والمراد بوضع القدم هٰنا وضع الأصابع أو جزء من القدم وإن وضع أصبعاً واحدة أو ظهر القدم بلا أصابع إن وضع مع ذلك إحدىٰ قدميه صح وإلا لا ... قال في الفيض: ولو وضع ظهر القدم دون الأصابع بأن كان المكان ضيقاً أو وضع إحداهما دون الأخرىٰ لضيقه جاز كما لو قام علىٰ قدم واحد وإن لم يكن المكان ضيقًا يكره اهـ فهٰذا صريح في اعتبار وضع ظاهر القدم وإنما الكلام في الكراهة بلا عذر، لكن رأيت في الخلاصة أن وضع إحداهما بأن الشرطية بدل أو العاطفة؛ لكن هٰذا ليس صريحاً في اشتراط توجيه الأصابع بل المصرح به أن توجيهها (الأصابع) نحو القبلة سنة يكره تركها، كما في البرجندي والقهستاني. (ردالمحتار: ۱/۴۶۷) (۱) فقط واللّٰه تعالىٰ أعلم

۲/ربیع الاول ۱۳۸۶ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/۳۹۸)

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھالینا:

سوال: سجدہ میں زمین پر دونوں پاؤں رکھنے کے بجائے دونوں پاؤں اوپر اٹھانے سے نماز فاسد ہو جائے گی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــ

اگر دونوں پاؤں زمین سے اوپر اٹھالئے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ایک اٹھانے کی صورت میں مکروہ۔ (۲)

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي: ۱/۵۰۰، دار الفكر بيروت، انيس

(۲) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمرت أن أسجد علىٰ سبعة أعظم على الجبهة وأشار بيده على أنفه واليدين وأطراف القدمين ولا نكفت الثياب والشعر. (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب السجود على الأنف: ۱/۱۱۲، مكتبة أشرفية، رقم الحديث: ۸۱۲، انيس)

عالمگیریہ میں ہے:

"لوسجد ولم يضع قدميه على الأرض لايجوز ولو وضع أحدهما جاز مع الكراهة إن كان بغير عذر، كذا في شرح منية المصلى لأمير الحاج"، إنتهٰى. (۱) (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۲۸)

سجدہ میں پاؤں اُٹھ جائے تو نماز ہوگی، یا نہ ہوگی:

سوال: بعض اردو کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو نماز نہ ہوگی، کم از کم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر ٹکی رہے؟

الجواب

یہ مسئلہ قدمین کے اٹھنے کا درمختار وشامی میں بھی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل تمام سجدہ میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہوگا اور جب سجدہ نہ ہوا تو نماز نہ ہوئی، کم از کم ایک انگشت کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھہر جائے، یہ نہیں کہ اگر قدمین زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لئے تو اس میں بھی نماز نہ ہوگی، مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵/۴)

مقتدی کا ایک سجدہ چھوٹ گیا:

سوال: زید مقتدی نے امام کے ساتھ ایک سجدہ کرے دوسرا سجدہ نہ کیا؛ یعنی دوسرے سجدہ میں سو گیا اور دوسرے سجدہ کے بعد آنکھ کھلی تو امام کے ساتھ قیام کیا تو آیا زید کی نماز ہوئی، یا نہیں؟ نہیں تو کس طرح ادا کرے، از سرِنو ادا کرے، یا آخر میں بعد سلام امام کے ایک سجدہ کر کے سجدہ سہو کر لے تو مذکورہ طریقہ پر نماز صحیح ہوگی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــ باسم ملهم الصواب

یہ شخص لاحق ہے، اس پر واجب تھا کہ آنکھ کھلنے کے بعد دوسرا سجدہ کر کے امام کا اتباع کرتا، اس وقت سجدہ نہیں کیا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک سجدہ کر کے تشہد دوبارہ پڑھ کر سلام پھیرنے سے نماز صحیح ہو جائے گی، مگر ترک واجب سے گنہگار ہوگا، سجدہ سہو واجب نہیں؛ کیوں کہ مقتدی کے ترک واجب سے سجدہ سہو، یا اعادہ واجب نہیں ہوتا۔

نقل في الشامية عن البحر حكمه أنه يبدأ بقضاء ما فاته بالعذر ثم يتابع الإمام إن لم يفرغ وهٰذا

(۱) الفتاویٰ الهندية، فصل فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۷۰/۱، مكتبة زكريا، انيس

(۲) ومنها السجود بجبهته وقدميه ووضع أصبع واحدة منهما شرط (درمختار) وأفاد أنه لو لم يضع شيئاً من القدمين لم يصح السجود. (ردالمحتار، باب صفة الصلٰوة، بحث الركوع والسجود) ويكفيه وضع أصبع واحدة فلو لم يضع الأصابع أصلاً ووضع ظهر القدم فإنه لايجوز. (البحر الرائق، باب صفة الصلٰوة: ۳۳۶/۱، ظفير)

واجب لاشرط حتٰی لوعکس یصح فلونام فی الثالثة واستیقظ فی الرابعة فإنه یأتی بالثالثة بلا قراء ة فإذا فرغ منها صلی مع الإمام الرابعة وإن فرغ منها الإمام صلاها وحده بلاقراء ة أیضًا فلو تابع الإمام ثم قضٰی الثالثة بعد سلام الإمام صح وأثم،آہ.(رد المحتار)(۱)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۷/رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۳۷۵)

نماز میں ہنسنا:

سوال: ایک شخص نماز باجماعت پڑھ رہا ہے، اچانک ہنس گیا، دانت ظاہر ہوگئے ہیں،مگر آواز نہیں نکلی،اس صورت میں نماز ہوئی،یا فاسد ہوئی؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگرہنسی میں فقط دانت کھل گئے،آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضوٹوٹا،نہ نماز گئی اور اگر اتنی آواز نکلی کہ خود،یا بالکل قریب والے شخص نے بھی سن لی تو نماز ٹوٹ گئی،وضونہیں ٹوٹا اور اگر اتنی زور سے ہنسا کہ اہل مجلس نے آواز سن لی تو وضو بھی جاتا رہا،بشرطیکہ بالغ ہو،نابالغ کا وضو نماز میں ہنسنے سے نہیں ٹوٹتا۔

قال صاحب التنویر فی نواقض الوضوء: و(قهقهة) ... بالغ،وفی الشامیة واحترزبه عن الضحک وهو لغة أعم من القهقهة واصطلاحاً ما کان مسموعاً له فقط فلا ینقض الوضوء بل یبطل الصلاة وعن التبسم وهوما لا صوت فیه أصلاً بل تبدو أسنانه فقط فلایبطلهما، وتمامه فی البحر ولم أرمن قدر الجوازبشئ ومقتضی تعریف الضحک بما کان مسموعاله فقط أن القهقهة ما یسمعها غیره من أهل مجلسه فهم جیرانه لا خصوص من عن یمینه أوعن یساره؛لأن کل ما کان مسموعاً له یسمعه من عن یمینه أویساره تأمل.(ردالمحتار: ۱/۱۳٤)(۲) فقط واللّٰه تعالٰی أعلم

۱۲/محرم ۱۳۸۹ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۳۷۵)

حالت نماز میں رقص وغیرہ سے نماز فاسد ہوجاتی ہے:

سوال: بعض لوگ نماز میں شور وغل مچایا کرتے ہیں؛یعنی تالیاں بجانا، ہا، ہوآواز کرنا،کودنا،رقص کرنا، یہ جائز ہے،یانہیں؟ بعض ان کے معتقد مولوی کہتے ہیں کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ شوق جنت وخوف نار سے رونا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے،یانہیں؟

---

(۱) کتاب الصلاة،باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها،مطلب فیما لو أتی بالرکوع أو السجود أوبهما مع الإمام أو قبله أو بعده: ۱/۵۹۵،دارالفکر بیروت،انیس

(۲) کتاب الطهارة،مطلب فی نوم الأنبیاء غیر ناقض،فرع المصروع إذا أفاق إلخ: ۱/۱٤۵،دارالفکر،انیس

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

یہ امور مفسد صلوٰۃ ہیں اور کتب فقہ میں خوف دوزخ وشوق جنت میں رونے کو بے شک جائز لکھا ہے، مگر تالیاں بجانا اور رقص کرنا کسی نے جائز نہیں لکھا، بالخصوص نماز میں ایسی حرکات باتفاق مفسد صلوٰۃ ہیں، **وتفصیله فی کتب الفقه.** (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۱/۴)

گدّے پر سجدہ کا حکم:

سوال: ہسپتال میں چار پائیوں پر گدے بہت موٹے ہوتے ہیں، ان پر سجدہ کرنے سے نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آتی؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر گدا سر کے مکمل بوجھ کو برداشت کرلے تو اس صورت میں نماز صحیح ہوجائے گی اور اگر برداشت نہ کرسکے؛ بلکہ دبتا ہی چلا جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

قال فی شرح التنویر: وأن یجد حجم الأرض.

وفی الشامیة: تفسیره أن الساجد لو بالغ لا یتسفل رأسه أبلغ من ذلک. (۲) **فقط والله تعالیٰ أعلم**

۲۴ رمحرم ۱۳۹۵ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۳۲/۳)

سہواً سلام پھیر کر دوسری نیت باندھ لی:

سوال: زید مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، جب کہ زید کی تین رکعت نماز ہوئی تھی، دعا کے بعد زید نے سنتیں شروع کردیں، سنتوں کی تکبیر تحریمہ کے بعد یاد آیا کہ امام کے پیچھے تین رکعت پر سلام پھیر دیا ہے، زید نے ایک رکعت اور پڑھ کر سجدہ سہو کرلیا تو نماز ہوگئی، یا اعادہ واجب ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

سنتوں کی تکبیر تحریمہ کہنے سے فرائض کی تحریمہ باطل ہوگئی؛ اس لیے یہ نماز صحیح نہیں ہوئی، اعادہ فرض ہے۔

قال فی الدر: ولا تبطل بنیة القطع ما لم یکبر بنیة مغایرة.

---

(۱) والتنحنح بحرفین بلا عذر، إلخ، أو بلا غرض، إلخ، والإنین، إلخ، والتأوه، إلخ، والتأفیف، إلخ، والبکاء بصوت، إلخ، لا لذکر جنة أو نار، إلخ، ویفسدها کل عمل کثیر لیس من أعمالها ولا لإصلاحها. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب یفسد الصلاة: ۵۷۸/۱، ظفیر)

(۲) رد المحتار: ۴۶۸/۱ (باب صفة الصلاة: ۲۰۶/۲، مکتبة دار عالم الکتب، انیس)

وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالٰى: وكذا بنية الانتقال إلٰى غيرها، ط(قوله مالم يكبر بنية مغايرة) بأن يكبر ناوياً النفل بعد شروع الفرض وعكسه أو الفائتة بعد الوقتية وعكسه أو الاقتداء بعد الانفراد وعكسه وأما إذا كبر بنية موافقة كأن نوى الظهر بعد ركعة الظهر من غير تلفظ بالنية فإن النية الأول لا تبطل ويبنى عليها ولو بنٰى على الثانية فسدت الصلاة.(رد المحتار: ۱/ ۱۰۴۱)(۱)

وفى الدر: (و) يفسدها(انتقاله من صلاة إلٰى مغائرتها) ولو من وجه حتٰى لو كان منفردًا فكبر ينوى الاقتداء أو عكسه صار مستأنفاً بخلاف نية الظهر بعد ركعة الظهر إلا إذا تلفظ بالنية فيصير مستأنفا مطقًا.

وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالٰى: (قوله يفسد ها انتقاله، إلخ) أى بأن ينوى بقلبه مع التكبيرة الانتقال المذكور، قال فى النهر: بأن صلٰى ركعة من الظهر مثلاً ثم افتتح العصر أو التطوع بتكبيرة، فإن كان صاحب ترتيب كان شارعًا فى التطوع عندهما، خلافاً لمحمد، أو لم يكن بأن سقط للضيق أو للكثرة صح شروعه فى العصر؛ لأنه نوٰى تحصيل ما ليس بحاصل فخرج عن الأول فمناط الخروج عن الأول صحة الشروع فى المغاير ولو من وجه فلذا لو كان منفردًا فكبر ينوى الا قتداء أو عكسه أو إما مة النساء فسد الأول وكان شارعًا فى الثانى، وكذا لو نوٰى نفلاً أو واجباً أو شرع فى جنازة فجئ بأخرٰى فكبر ينويهما أو الثانية يصير مستأنفا على الثانية كذا فى فتح القدير آهـ. (قوله أو عكسه) لنصب عطفًا علٰى منفردًا (قوله بخلاف نية الظهر، إلخ) أى نيته مع التكبيرة كما مر، قال فى البحر: يعنى لو صلٰى ركعة من الظهر فكبر ينوى الاستئناف للظهر بعينها لا يفسد ما أداه ويحتسب بتلك الركعة حتٰى لو صلٰى ثلاث ركعات بعد ها ولم يقعد فى آخرها حتٰى صلٰى رابعة فسدت الصلاة ولغت النية الثانية (قوله مطلقاً) أى سواء انتقل إلى المغايرة أو المتحدة؛ لأن التلفظ بالنية كلام مفسد للصلاة الأولٰى فصح الشروع الثانى. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/ ۵۸۳)(۲) فقط واللّٰه تعالٰى أعلم

۱۵/صفر ۱۳۹۹ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۴۳۸ و ۴۳۹)

عصر کی نماز ظہر سمجھ کر ادا کی:

سوال: تین بج کر پچاس منٹ پر ظہر کی نماز کے لیے مسجد گیا، ادھر جماعت ہورہی تھی، جماعت میں شامل ہوگیا، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ عصر کی جماعت تھی، اب میں کیا کروں؟ آیا میری ظہر کی نماز ہوئی، یا عصر کی؟

---

(۱) کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، فروع فى النية: ۲/ ۱۲۶، مكتبة دار عالم الكتب، انيس

(۲) کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/ ۳۸۳، مكتبة دار عالم الكتب، انيس

الجواب

اگر امام کی نیت عصر کی ہے اور مقتدی کی نیت ظہر کی تو مقتدی کی تو نماز نہیں ہوگی؛ اس لیے آپ کی نہ ظہر کی ہوئی اور نہ ہی عصر کی، دونوں نمازیں پھر سے پڑھیں۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۱۸/۳)

نماز میں میٹھی چیز حلق میں جانے سے نماز ٹوٹ گئی:

سوال: اگر وضو کے بعد کوئی میٹھی چیز کھالی، پھر نماز پڑھنے لگے نماز کے دوران منہ میں بھی مٹھاس محسوس ہوتی ہو اور اس کی مٹھاس کا مزا کچھ باقی ہو اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتی ہو تو کیا نماز صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر صرف ذائقہ ہی باقی ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر وہ میٹھی چیز منہ میں باقی ہو اور تحلیل ہو کر حلق میں چلی گئی ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۶۰/۳)

مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی، لیکن بآواز ہنسنے سے ٹوٹ جاتی ہے:

سوال: کیا نماز پڑھتے وقت مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی؟ میرا خیال ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے، جبکہ میرے دوست کا کہنا ہے کہ کھلکھلا کر ہنسنے سے نماز ٹوٹتی ہے، مسکرانے سے نہیں؟

الجواب

صرف مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی، بشرطیکہ ہنسنے کی آواز پیدا نہ ہو، اور اگر اتنی آواز پیدا ہو جائے کہ برابر کھڑے شخص کو سنائی دے تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۶۳/۳-۵۶۴)

نماز میں اردو زبان میں دعا کرنا کیسا ہے:

سوال: کیا ہم نماز پڑھتے وقت سجدے میں اپنی زبان میں؛ یعنی اردو میں اللہ تعالی سے اپنی حاجت بیان کر سکتے ہیں؟

(۱) لایصح إقتداء مصلی الظهر العصر ومصلی ظهر یومه بمصلی ظهر أمسه.إلخ. (عالمگیری: ۸۶/۱)(کتاب الصلاة،فصل فیما یکره الصلاة ومایکره فیها: ۸۶/۱،انیس)

(۲) ولو أکل شیئاً من الحلاوة ابتلع عینها فدخل فی الصلاة فوجد حلاوتها فی فیه فابتلعها لا تفسد صلاته ولو أدخل الفانیذ أو السکر فی فیه ولم یمضغه یصلی والحلاوة تصل إلٰی جوفه تفسد صلاته کذا فی إلخ صلاة.(الفتاویٰ الهندیة: ۱۰۲/۱)(کتاب الصلاة،الباب السابع: ۱۵۱/۱،مکتبة زکریا،انیس)

(۳) القهقهة فی کل صلاة فیها رکوع وسجود تنقض الصلاة و الوضوء عندنا ... الضحک یبطل الصلاة ولا یبطل الطهارة والتبسم لایبطل الصلاة ولا الطهارة،إلخ.(الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة: ۱۲/۱،مکتبة زکریا، انیس)/(وأیضاً:الحلبی الکبیر،ص: ۲۴۱-۲۴۲)

==

الجواب ـــ

نہیں، ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۵۷/۳)

کسی کی چھینک پر نماز میں یرحمک اللہ کہنا:

سوال: زید نماز پڑھ رہا تھا، اس نے کسی نمازی، یا غیر نمازی کی چھینک سن کر "یرحمک اللّٰہ" کہہ دیا، قصداً، یا بلا قصد، چھینکنے والے نے "الحمد للّٰہ" کہا ہو، یا نہ کہا ہو، ان سب صورتوں کا کیا حکم ہے؟ "یرحمک اللّٰہ" کہنا جائز ہے، یا مکروہ، یا مفسد؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ان سب صورتوں میں یرحمک اللہ کہنے والے کی نماز فاسد ہوجائے گی۔(۲)

قال العلائی رحمه اللّٰہ تعالٰی فی مفسدات الصلاة: وتشمیت عاطس بیرحمک اللّٰہ ولو من العاطس لنفسه.(۳) فقط واللّٰہ أعلم بالصواب

۲۵/صفر ۱۴۰۱ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۴۱/۳)

جمائی میں چیخنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص نماز میں جمائی اس قدر چلا کر کرے کہ اس کی آواز مسجد سے باہر چلی جائے، اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اگر وہ شخص بوجہ شدت درد کے چلایا تو کیا حکم ہے؟

== عن أبی العالیة قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصلی بأصحابه فجاء رجل ضریر البصر فوقع فی بئر فی المسجد فضحک بعض أصحابه فلما انصرف أمر من ضحک أن یعید الوضوء والصلاة.(مصنف ابن أبی شیبة، من کان یعید الوضوء والصلاة: ۳۸۸/۱، انیس)

(قوله: یفسد الصلاة التکلم) لحدیث مسلم: إن صلاتنا هٰذه لایصلح فیها شیء من کلام الناس إنما هو التسبیح والتکبیر وقراء ة القران، إلخ.(البحر الرائق: ۲/۲، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها)

(۱) ولا یبعد أن الدعاء بالفارسیة مکروها تحریما فی الصلاة وتنزیها خارجها.(ردالمحتار، فروع قرأ بالفارسیة: ۵۲۱/۱، دارالفکر بیروت، انیس)

(۲) عن معاویة بن الحکم السلمی قال: صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فعطس رجل من القوم فقلت: یرحمک اللّٰہ فرمانی القوم بأبصارهم فقلت: واثکل أمیاه ما شأنکم تنظرون إلی فجعلوا یضربون بأیدیهم علٰی أفخاذهم فعرفت أنهم یصمتونی قال عثمان فلما رأیتهم یسکتونی سکت قال فلما صلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بابی وأمی ماضربنی ولا قهرنی ولا سبنی ثم قال: إن هٰذه الصلاة لایحل فیها شئ من کلام الناس هٰذا إنما هو التسبیح والتکبیر وقراء ة القرآن الحدیث. (سنن أبی داؤد، باب تشمیت العاطس فی الصلاة: ۱۴۱/۱، مکتبة حقانیة ملتان، انیس)

(۳) رد المحتار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۳۷۸/۲، مکتبة زکریا، انیس

الجواب

جمائی میں آواز نکل جانے سے نماز ہوجاتی ہے،(۱) اور آواز سے رونا درد اور مصیبت کی وجہ سے اور چلّانا درد کی وجہ سے مفسد نماز ہے، کذا فی الدر المختار۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/ ۶۹)

بغیر علم کے نماز نہ ہونے کا مطلب:

سوال: جو شخص نماز کے فرائض اور واجبات نہ جانتا ہو تو لکھا ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی اور دہقانی کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ امر صحیح نہیں کہ بدون علم کوئی نماز درست نہیں ہوتی؛ بلکہ ادا ہونا شرائط وارکان کا ضروری ہے، خواہ علم ہو، یا نہ ہو، مراد یہ ہے کہ اس کی بہت نمازیں درست نہیں ہوتیں کہ اس کو خبر فساد وکراہت کی نہیں، اگر کچھ واقع ہوگا بے علمی سے اس کو خبر نہ ہووے گی، اعادہ نہ کرے گا تو بعض نماز کا نہ ہونا مراد ہے، نہ سب کا، لہٰذا دہقانی کے پیچھے نماز درست ہوجاتی ہے، جب کوئی مفسد صلوٰۃ اس سے بظاہر واقع نہ ہوا ہو۔(۳) فقط (تالیفات رشیدیہ ۲۸۹)

نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ وضو نہیں تھا تو دوبارہ پڑھے:

سوال: مسئلہ یوں ہے کہ میں نے عصر کی نماز سے قبل وضو کیا، بعد ازاں میرا وضو ٹوٹ گیا؛ لیکن مغرب کے وقت میرا پکا خیال تھا کہ میرا عصر کے وقت کا ابھی تک وضو ہے، اس طرح میں نے نماز مغرب ادا کرلی؛ لیکن کچھ آدھے گھنٹے کے بعد مجھے سو فیصد یاد آگیا کہ میں نے یہ نماز بے وضو پڑھی؛ کیوں کہ وضو تو بعد از نماز عصر ٹوٹ گیا تھا، کیا میری نماز ہوگئی ہے، یا نہیں؟

---

(۱) عن أبی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال: التثاؤب فی الصلاة من الشيطان فإن تثاؤب أحدكم فليكظم ما استطاع. (سنن الترمذی، كتاب الصلاة: ۱/ ۴۹، مكتبة أشرفية، إعلاء السنن: ۵/ ۱۲۹، انیس)

(۲) والبكاء بصوت يحصل به حروف لوجع أو مصيبة قيد للأربعة إلا لمريض لا يملك نفسه عن إنين وتأوه؛ لأنه حينئذ كعطاس و سعال وجشاء وتثاؤب وإن حصل به حروف للضرورة. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها: ۱/ ۵۷۹، ظفير)

(۳) أما الأمی والأخرس لو افتتحا بالنية جاز لأنهما أتيا بأقصىٰ ما فی وسعها. (ردالمحتار، باب صفة الصلاة: ۲/ ۸۲، مكتبة زكريا، انیس)

الجواب

جب آپ کو سو فیصد یقین ہوگیا کہ نماز بے وضو پڑھی ہے تو بے وضو تو نماز نہیں ہوتی؛ اس لیے اس کا لوٹانا فرض ہے۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۵۷۶)

عدد رکعات میں امام ومقتدی کے اختلاف کا حکم:

سوال: زید نے عصر کی نماز پڑھائی، سلام پھیرنے پر کچھ مقتدیوں نے کہا کہ تین رکعات ہوئی ہیں اور کچھ نے یہ کہا کہ ہمیں پتہ نہیں چلا، امام صاحب کہتے ہیں کہ میرا دل یہی کہتا ہے کہ چار ہوئی ہیں؟

الجواب

اگر تو امام صاحب کو پورا یقین ہے کہ چار ہوئی ہیں تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر چار ہونے کا پختہ یقین نہ ہو تو نماز کا اعادہ کرلیں۔

لو وقع الإختلاف بين الإمام و القوم فقال القوم: صليت ثلثا وقال الإمام: صليت أربعاً، إن كان الإمام على اليقين لايعيد الصلاة بقولهم وإن لم يكن علىٰ يقين يعيد الصلاة بقولهم، اھ. (الفتاویٰ الهندية)(۲) **فقط و اللّٰه أعلم**

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، ۱۴۰۶/۳/۱۳ھ۔ (خیر الفتاویٰ:۲/۳۹۶-۳۹۷)

سجدۂ ثانیہ بالکل نہیں کیا تو نماز نہیں ہوئی:

سوال: سجدۂ ثانیہ رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ (محمد شریف خان، خطیب جامعہ مہاجرین، کہڑ ڑپکا)

الجواب

دوسرا سجدہ اگر بالکل نہیں کیا تو نماز باطل ہے؛ کیوں کہ دوسرا سجدہ بھی فرض ہے۔

''السجود الثانی فرض كالأول بإجماع الأمة، كذا في الزاهدي''. (۳)

البتہ اگر رہ گیا ہو اور دوسرا سجدہ دوسری یا تیسری رکعت میں ادا کرلیا اور سجدۂ سہو بھی کرلیا تو نماز ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، ۱۳۹۶/۱۰/۸ھ۔ (خیر الفتاویٰ:۲/۳۹۷)

(۱) عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم: لا تقبل صلاة بغير طهور. الحديث. (جامع الترمذی، باب ما جاء لا صلاة إلا بطهور: ۱/۲، مكتبة أشرفية، انيس)

(۲) كتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، قبيل الباب السادس فی الحدث فی الصلاة: ۱/۹۳، انيس

(۳) الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة و مايكره فيها: ۱/۳٦، مكتبة زكريا، انيس

مفسدات نماز:

سوال: کن چیزوں سے نماز فاسد ہوتی ہے؟ (مستفتی: حبیب شیخ، کونڈوا پونہ، ۲ رمضان ۱۴۲۵ھ)

الجواب

نماز جن چیزوں سے فاسد ہوتی ہے کل اٹھارہ ہیں، دیکھئے: بدائع الصنائع: ۱/۲۲۰۔ (۱) واللہ اعلم وعلمہ اتم

مفتی محمد شاکر خان قاسمی پونہ (فتاویٰ شاکر خان: ۱/۱۱۷-۱۱۸)

قنوت نازلہ میں نام بہ نام بددعا کرنے سے نماز فاسد ہوگی:

سوال: فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی جاتی ہے، اس میں غیر معین طور پر بددعا کے الفاظ ہیں؛ لیکن اگر کوئی شخص نام بہ نام بددعا کرے تو نماز فاسد ہوگی، یا نہیں؟

(المستفتی: مولانا ابوعبیدہ اعظمی، ۱۹/۶/۱۹۹۳ء)

الجواب

قنوت نازلہ میں نام بہ نام بددعا کرنا منسوخ ہو چکا ہے۔

بخاری میں ہے:

”عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ أنہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقول: اللّٰھم العن فلاناً وفلاناً فأنزل اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لیس لک من الأمر شیٔ﴾ الآیة. (۲)

اب یہ عمل موافق صلوٰۃ نہ رہا اور قاعدہ ہے کہ جو بھی عمل موافق صلوٰۃ نہ ہو، نماز میں اس کا ارتکاب جان بوجھ کر ہو، یا بھول کر

---

(۱) (۱) نماز میں کلام کرنا، چاہے قصداً ہو، یا بھول کر تھوڑا ہو، یا بہت ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (۲) سلام کرنا یعنی کسی شخص کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا تسلیم السلام علیکم یا اسی جیسا کوئی لفظ کہہ دینا۔ (۳) سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والے کو یرحمک اللہ یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعاء پر آمین کہنا۔ (۴) کسی بری خبر پر إنا للہ وإنا إلیہ راجعون پڑھنا، یا کسی اچھی خبر پر الحمد للہ کہنا، یا کسی عجیب خبر پر سبحان اللّٰہ کہنا۔ (۵) درد یا یا رنج کی وجہ سے آہ یا اُف کرنا۔ (۶) اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا یعنی قراءت بتانا۔ (۷) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا۔ (۸) قرآن مجید پڑھنے میں کوئی سخت غلطی کرنا۔ (۹) عمل کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ (۱۰) کھانا پینا قصداً ہو یا بھولے سے۔ (۱۱) دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنا۔ (۱۲) قبلے کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔ (۱۳) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔ (۱۴) ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن کی مقدار ٹھہرنا۔ (۱۵) دعاء میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے مثلاً یا اللہ مجھے آج سو روپے دیدے۔ (۱۶) درد یا مصیبت کی وجہ سے ایسی طرح رونا کہ حروف ظاہر ہو جائیں۔ (۱۷) بالغ آدمی کا نماز میں قہقہہ مار کر یا آواز سے ہنسنا۔ (۱۸) امام سے آگے بڑھ جانا وغیرہا۔ (تعلیم الاسلام، ۴/۱۳۴)

(۲) صحیح البخاری، باب الدعاء علی المشرکین: ۱/۲۱۲، مکتبة أشرفیة، انیس

نماز کو فاسد کردیتا ہے، چنانچہ جس امام نے ایسا کیا ہے، وہ اپنی نماز دہرالے اور مقتدی کو بھی حتی الامکان مطلع کریں۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: إن هٰذه الصلاة لا یصلح فیها شئ من کلام الناس إنما هو التسبیح والتکبیر وقراء ة القرآن. (صحیح مسلم- بہشتی زیور، ص:۴۱۱)(۱) **واللّٰہ أعلم وعمله أتم**

مفتی محمد شاکر خان قاسمی پونہ (فتاویٰ شاکرخان:۱۲۰/۱-۱۲۱)

قنوت نازلہ میں ممالک کا نام لینا:

سوال: اگر کوئی امام فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے وقت مصائب میں پھنسے ہوئے ممالک کے جان و مال وغیرہ کی حفاظت کے واسطہ ان ممالک کا نام لے کر دعا کرتا ہے، جیسا کہ اگلے سال شوال میں دارالعلوم دیوبند کی مسجد قدیم کے اندرون ممالک، مثلا: فلسطین، بوسینا، چیچنیا و کشمیر وغیرہ کے بارے میں اور رمضان شریف کے اندر حرمین شریفین میں بھی اسی طرح قنوت نازلہ میں دعا کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے تو کیا اس طرح دعا کرنے سے نماز فاسد ہوجائے گی، یا درست ہوگی؟

هو المصوب

صورت مسئولہ میں نماز فاسد نہ ہوگی۔(۲)

تحریر: محمد مسعود حسن حسنی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۴۷۶/۲)

تکبیر تحریمہ کے بعد نصف کھجور نگل لی تو نماز نہیں ہوئی:

سوال: زید نے روزہ افطار کیا اور نماز پڑھائی، نصف کھجور اس کے منہ میں رہ گئی، تکبیر تحریمہ کے بعد اس کو نگل لیا، کیا نماز ہوگئی؟

(حافظ مولا بخش، ڈی جی خان)

---

(۱) صحیح لمسلم، کتاب الصلاة، باب تحریم الکلام فی الصلاة ونسخ ما کان من إباحته، انیس

(۲) عن أنس بن مالک قال: قنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بعد الرکوع فی صلاة الصبح یدعوا علٰی رعل وذکوان ویقول عصیة عصت اللّٰہ ورسوله. (الصحیح لمسلم، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات، إلخ (ح:٦٧٧) انیس)

وفی شرح النقایة معزیاً إلی الغایة: وإن نزل بالمسلمین نازلة قنت الإمام فی صلاة الجهر وهوقول الثوری وأحمد وقال جمهور أهل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوات کلها. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ٨٧/٢، دار الفکر بیروت، انیس)

الجواب

نماز نہیں ہوئی۔

”وأكله،وشربه مطلقاً ولو سمسمة ناسياً،آه“.(الدر المختار علی رد المحتار: ۱/۴۱۸)(۱) فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، ۹/۸/۱۴۰۰ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۴۲۳-۴۲۴)

افطاری کا ریشہ یا ذرہ منہ میں رہ گیا اور نماز میں نگل گیا تو کیا حکم ہے:

سوال: بعد افطار دانت میں، یا منہ میں کوئی چیز رہ جائے، یا لذت آجائے اور نماز میں نگل جائے، نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

وہ چیز اگر چنے سے کم تھی تو نماز درست ہوگئی اور چنے کے برابر، یا اس سے زیادہ تھی تو نماز ٹوٹ گئی، نماز دہرا لے۔

”وتفسد أكله وشربه مطلقاً...إلا إذا كان بين أسنانه مأكول“. (۲) واللہ اعلم وعلمہ اتم

مفتی محمد شاکر خان قاسمی، پونہ۔ (فتاویٰ شاکر خان: ۱/۱۱۶-۱۱۷)

نماز میں درود ودعا کے الفاظ دل میں پڑھنا:

سوال: میری زبان میں لکنت ہے، جس کی وجہ سے نماز میں الفاظ کو صحیح طریقہ سے ادا نہیں کرسکتا ہوں، خصوصا جب تشہد میں ہوتا ہوں تو درود ودعا کے الفاظ بالکلیہ میری زبان پر نہیں آتے، جس کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے تو میں دل ہی دل میں الفاظ ومعانی پر غور وفکر کر کے پڑھ لیتا ہوں تو کیا اس سے نماز میں فساد وغیرہ لازم آتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

نماز میں تشہد کا پڑھنا واجبات الصلوٰۃ میں سے ہے، اس کا ترک کرنا گناہ ہے اور نہ ہی دل میں غور وفکر کرنے سے تشہد ادا ہوتی ہے، لہٰذا اپنی طاقت کے مطابق ان الفاظ کو ادا کرنے کی کوشش کی جائے، اگر چہ الفاظ صحیح ادا نہ ہوں؛ لیکن اتنا یقین ہو کہ میں نے ان الفاظ کو ادا کیا ہے، تاہم درود شریف اور دعا چونکہ سنت ہے؛ اس لیے اگر بصورت مجبوری رہ بھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، اگر چہ پڑھنا مناسب ہے۔

---

(۱) كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۳۸۲،مكتبة زكريا،انيس

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۳۸۳،مكتبة زكريا،انيس

و)يفسدها (أكل ما بين أسنانه)إن كان كثيراً و(هو)أي الكثير (قدرالحمصة) ولو بعمل قليل لإمكان الاحتراز عنه بخلاف القليل بعمل قليل؛لأنه تبع لريقه وإن كان بعمل كثيرفسد بالعمل.(مراقی الفلاح،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۳۲۴،انيس)

فإن كان لاينطق لسانه في بعض الحروف فإن لم يجف آية ليس فيها تلك الحروف يجوز صلاته ولايؤم غيره. (الهندية: ۷۹/۱، زلة القاري)(۱)

ويجب التشهد في القعدة الاخيرة وكذا في القعدة الاولى وهو الصحيح، هكذا في السراج الوهاج وهو الاصح، كذافي محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية: ۷۱/۱، واجبات الصلاة)(۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۲۷/۳-۲۲۸)

نماز میں سری ذکر کرنا:

سوال: بعض لوگ نماز میں ذکر سری کرتے ہیں، اس سے نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

الجواب

نماز مخصوص اذکار کا نام ہے، ان اذکار کے علاوہ نماز میں دوسرے اذکار کا ورد کرنا مفسد صلوٰۃ ہے؛ اس لیے جو شخص مخصوص مقامات میں مخصوص اذکار کے علاوہ ذکر کرے، اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

لما قال العلامة إبراهيم الحلبي: ذكر في الملتقط أن المصلي إذا لسعته الحية فقال: بسم الله الرحمن الرحيم تفسد صلاته، إلخ، وذكر في الذكاة أنه إذا قال المريض: يارب أوقال: بسم الله لمايلحقه من المشقة أما عندهما: أي الطرفين فتفسد. (۳) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۲۹/۳)

نماز میں اللہ، یا اِناللہ کہنا:

سوال: اگر دوران نماز کوئی ناگہانی سانحہ پیش آجائے، یا کوئی ہولناک خبر سنے اور زبان سے بے اختیار اللہ، یا انا للہ کے الفاظ نکل جائیں تو اس کی نماز ہوجائے گی، یا نہیں؟

الجواب

اس مسئلہ میں فقہاء کرام کی دو رائے ہیں: ایک رائے کے مطابق یہ نماز فاسد ہوجائے گی، جبکہ دوسری رائے کے مطابق چوں کہ یہ الفاظ کلام الناس سے تعلق نہیں رکھتے؛ اس لیے نماز فاسد نہیں ہوگی، علامہ ابن عابدین وغیرہ محققین نے قول ثانی کو راجح اور مفتی بہ قرار دیا ہے۔

(۱) کتاب الصلاۃ، مکتبۃ زکریا، انیس

(۲) کتاب الصلاۃ، مکتبۃ زکریا، انیس

قال ابن عابدين: (قوله والتشهد ان) اى تشهد القعدة الاولى وتشهد الاخيرة. (ردالمحتار) (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: واجبات الصلاة: ۱۵۹/۲، مكتبة دارعالم الكتب رياض، انيس)

(۳) الكبيري، فصل فيما يفسد الصلاة: ٤٧٨، مكتبة دار الكتاب، انيس

قال الشیخ المفتی عزیز الرحمٰن فی جواب هذه المسئلة قال: ظاہر ہمیں است کہ نماز فاسد شود، لہذا احتیاط دریں امر واجب است۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۶/۴، فصل فيما يفسد الصلاة)

لما قال العلامة ابن عابدين: تحت قوله لو سقط شئ من السطح فبسمل) يشكل عليه ما فى البحر: لو لدغته عقرب أو أصابه وجع فقال: بسم اللّٰه، قيل: تفسد؛ لأنه كالأنين وقيل: لا؛ لأنه ليس من كلام الناس وفى النصاب وعليه الفتوىٰ وجزم به فى الظهيرية وكذا لو قال: يارب، كما فى الذخيرة. (ردالمحتار: ۳۸۱/۲، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره، إلخ) (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۳۱/۳)

منہ میں دوا رکھ کر نماز پڑھنا:

سوال: منہ میں دوا خوش آوازی کے لیے رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

حامدًا و مصليًا، الجواب و باللّٰه التوفيق:

منہ میں دوا رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوا کا پانی پیٹ میں جاتا ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

ولو أدخل الفانيد أو السكر فى فيه ولم يمضغه لكن يصلى والحلاوة تصل إلىٰ جوفه تفسد صلاته. (۲) **فقط و اللّٰه أعلم** (مرغوب الفتاویٰ: ۲۰۴/۲)

ایک رکعت کی جگہ دو رکعت پڑھ لے:

سوال: زید ظہر کی دوسری رکعت میں شامل ہوا، سلام کے بعد بجائے ایک رکعت کے دو رکعت پڑھ لی تو اس نے فرض میں دو رکعت نفل کی نیت کر کے ایک رکعت اور پڑھ لی، پھر سجدہ سہو کیا اور نماز پوری کی نماز ہوئی، یا نہیں؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں ظہر کی نماز نہیں ہوئی؛ بلکہ وہ تمام رکعات نفل نمازوں میں شمار کی جائیں گی۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: **وإن لم يقعد علىٰ رأس الرابعة حتىٰ قام إلى الخامسة إن تذكر قبل أن يقيد الخامسة بالسجدة عاد إلى القعدة... وإن قيد الخامسة بالسجدة فسد ظهره عندنا وتحولت صلاته نفلاً.** (۳)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۴۷۸/۲-۴۷۹)

---

(۱) كتاب الصلاة، مكتبة دار عالم الكتب، انيس

قال العلامة ابن نجيم المصرى: ذكر فى الفتاوىٰ الظهيرية فى بعض المواضع أنه لو أجاب بالقول بأن يخبر بخبر يسره فقال الحمد للّٰه رب العالمين أو بخبر يسوءه فقال: إنا للّٰه وإنا إليه راجعون، تفسد صلاته والأصح أنه لا تفسد صلاته وهو تصحيح مخالف للمشهور. (البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة: ۱۳/۲، دار الكتب العلمية، انيس)

(۲) ردالمحتار: ۳۸۳/۲، باب مايفسد الصلاة، قبيل مطلب: فى التشبه بأهل الكتاب مكتبة دار عالم الكتب، انيس)

(۳) الفتاوىٰ الهندية، الباب الثانى فى سجود السهو، فصل سهو الإمام يوجب عليه وعلىٰ من خلفه: ۱۲۹/۱، مكتبة زكريا، انيس

نماز میں قبلہ سے منحرف ہوجانا:

سوال: نماز پڑھنے کے دوران کسی شخص کے دھکا دینے سے نمازی کا سینہ قبلہ سے کچھ منحرف ہوگیا تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر قبلہ سے تھوڑی سی مقدار میں منحرف ہوجائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اگر من کل الوجوہ منحرف ہوگیا تو اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

قال الحصكفي: (ولغيره) أي غير معاينها (وإصابة جهتها) بأن يبقٰى شئ من سطح الوجه مسامتا للكعبة أولهوائها. (الدرالمختار علىٰ صد رد المحتار: ٤٢٨/١، شروط الصلاة)(١) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۲۰/۳)

مسجد میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے دکانوں میں نماز پڑھنا:

سوال: ہماری مسجد چھوٹی ہے، بعض اوقات نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد میں جگہ نہیں رہتی، خصوصاً جمعہ کے دن تو بعض لوگ مسجد کے باہر ہی دکانوں میں کھڑے ہوکر نیت باندھ لیتے ہیں، جس کی بنا پر ظاہراً صفوف میں اتصال نہیں رہتا، کیا ایسی صورت میں امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب

اگر مسجد میں جگہ نہ ہو تو مسجد کے باہر دکانوں میں نماز پڑھنا اس وقت درست ہے، جس وقت مسجد اور دکانوں کے درمیان کا راستہ بند کیا جائے اور صفوف میں اتصال ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ ان مقتدیوں کو امام کی حالت کا علم بھی ہو، اگر صفوف میں اتصال نہ ہو، باقاعدہ راستہ درمیان میں خالی ہو اور ایسے ہی امام مسجد کی حالت کا بھی علم نہ ہو تو ایسی صورت میں اقتدا درست نہیں۔

قال الحصكفي: (ويمنع من الاقتداء) ... (طريق تجرى فيه عجلة) الة يجرها الثور (أونهر تجرى فيه السفن) ولوزورقا ولوفى المسجد (أوخلاء) أي فضاء (فى الصحراء) أوفى مسجد كبير جدًا كمسجد القدس (يسع صفين) فأكثر إلا إذا اتصلت الصفوف فيصح مطلقًا كان قام فى الطريق ثلاثة وكذا إثنان عند الثاني لاواحد اتفاقًا؛ لأنه لكراهة صلاته صار وجوده كعدمه فى

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مبحث فى استقبال القبلة: ١٠٩/٢، مكتبة دارعالم الكتب، انيس)

قال ابن نجيم: (قوله ولغيرها إصابة جهتها) لغير المكى فرضه أصابه جهتها وهو الجانب الذى إذا توجه إليه الشخص يكون مسامتا لكعبة أولهوائها. (البحرالرائق: ٣٠٠/١، شروط الصلاة)

حق من خلفه (والحائل لایمنع) الاقتداء (إن لم یشتبه حال إمامه بسماع أورؤیة) ولومن باب مشبک یمنع الوصول فی الأصح (ولم یختلف المکان)حقیقة کمسجد وبیت فی الأصح.

(الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار: ۱/۵۸٤)(۱)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۲۲۳-۲۲٤)

سجدہ کی حالت میں امام کا انتقال ہوجائے:

سوال: اگر سجدہ کی حالت میں امام کا انتقال ہوجائے تو بقیہ نماز کی تکمیل کی صورت کیا ہوگی؟

ھو المصوب

نماز باطل ہوجائے گی اور مقتدیوں کو از سرنو نماز ادا کرنی ہوگی،(۲) اس کی شکل یہ ہوگی کہ کوئی دوسرا امام مقرر کیا جائے اور نماز از سرنو ادا کی جائے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲/۴۶۸-۴۶۹)

نماز کے دوران 'بیشک' کا لفظ منہ سے نکل جائے:

سوال: ایک شخص نماز میں سورہ کوثر پڑھ رہا تھا معنی ذہن میں آنے پر بیشک نکل گیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

ھو المصوب

بیشک کہنے کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی؛ کیوں کہ یہ کلام انسانی ہے اور آیت قرآنی کا جواب بھی خلاصہ۔

شامی فرماتے ہیں:

"یفسد ها التکلم هو النطق بحرفین أوحرف منهم وفی الرد أی أدنی ما یقع إسم الکلام علیه المرکب من حرفین".(۳)

(۱) کتاب الصلاة،باب الإمامة: ۲/۳۳۰-۳۳۱، مکتبة دارعالم الکتب ریاض،انیس

ومنها طریق عام یمرفیه العجلة والا وقار هکذا فی شرح الطحاوی اذاکان بین الامام وبین المقتدی طریق إن کان ضیقا لایمر فیه العجلة والا وقار لایمنع وإن کان واسعا یمرفیه العجلة والا وقار یمنع،کذا فی فتاویٰ قاضی خان والخلاصة هٰذا إذا لم تکن الصفوف متصلة علی الطریق أما إذا اتصلت الصفوف لایمنع الاقتداء ولوکان علی الطریق واحد لا یثبت به الاتصال وبالثلث یثبت بالاتفاق.(الفتاویٰ الهندیة،باب الإمامة،الفصل الرابع فی بیان مایمنع صحة الاقتداء، إلخ: ۱/۸۷،مکتبة زکریا،انیس)

(۲) بقی من المفسدات: ارتداد بقلبه وموت و جنون واغماء .(الدرالمختارمع ردالمحتار: ۲/۳۹۱)(کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها،مکتبة زکریا،انیس)

(۳) الدرالمختارمع ردالمحتار)(کتاب الصلاة،باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها: ۲/۳۷۰،مکتبة زکریا،انیس

اور فتاویٰ خانیہ میں ہے:

”وإن أراد به الجواب قال بعضهم تفسد صلاته عند الكل وهو ظاهر“.(۱)

تحریر: محمد ظفر عالم، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۷۹)

اللہ اکبار کہنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کا امام اللہ اکبر اس طرح ادا کرتا ہے کہ بر کی بجائے بار سمجھ میں آتا ہے، اس کی اپنی اور مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حلیہ وغیرہ سے نقل فرمایا ہے کہ تکبیر میں اسم ذات اللہ اور اکبر کے الف کو کھینچ کر پڑھنا مفسد نماز ہے اور لام کو اتنا کھینچنا کہ ایک الف مزید پیدا ہو جائے، مکروہ ہے، مفسد نہیں، اسی طرح ہاء کو کھینچنا مکروہ ہے، باء کی مد کے مفسد ہونے میں اختلاف ہے اور راء پر پیش کھینچ کر پڑھنا مفسد ہے۔(۱)

مگر غلبہ جہل کی وجہ سے متأخرین کا یہ فیصلہ ہے کہ اعراب اور مد کی غلطی مفسد نہیں، البتہ اگر کوئی تنبیہ کے باوجود اصلاح کی کوشش نہیں کرتا تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور غلط خواں کو امام بنانا بہر صورت ناجائز ہے، بجز اس مجبوری کے کہ کوئی صحیح پڑھنے والا موجود نہ ہو، اس کی تفصیل میرے رسالہ **”الارشاد إلٰی مخرج الضاد“** میں ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸/ رجب ۱۳۸۹ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/۴۲۴)

---

(۱) **فتاویٰ قاضی خان علٰی هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة: ۱/۱۳۷، مكتبة زكريا، انيس**

(۲) **اعلم أن المد إن كان في اللّٰه، فإما في أوله أو وسطه أو آخره: فإن كان في أوله لم يصر به شارعاً و أفسد الصلٰوة ... وإن كان في وسطه فإن بالغ حتٰى حدث ألف ثانية بين اللام والهاء كره قيل المختار أنها لا تفسد ... وإن كان في آخره فهو خطأ ولا يفسد أيضاً ... وإن كان المد في أكبر فإن في أوله فهو خطأ مفسد ... وقيل لا. ولا ينبغي أن يختلف في أنه لا يصح الشروع به وإن في وسطه أفسد ولا يصح الشروع به و قال الصدر الشهيد يصح ... وفي المبتغٰى لا يفسد؛ لأنه إشباع وهو لغة قوم وقيل يفسد لأن إكبار إسم ولد إبليس فإن ثبت أنه لغة فالوجه الصحة وإن في آخره فقد قيل يفسد الصلٰوة. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل وإذا أراد الشروع في الصلاة كبر: ۱/۴۸۰، دار الفكر بيروت، انيس)**

(۳) فتاویٰ علماء ہند: ۸/۸۲-۸۳، ”حروف کی ادائیگی-احکام ومسائل“ کے تحت بعنوان: ”**رسالة الإرشاد إلٰی مخرج الضاد**“ {لفظ ضاد کی تحقیق} میں مکمل رسالہ شامل ہے، وہاں دیکھا جا سکتا ہے۔ انیس

نماز میں رونے کا حکم:

سوال: ایک شخص جماعت میں نماز پڑھ رہا ہے اور وہ یک بیک از خود رو پڑا، یا بآواز بلند اللہ، یا حق، یا آہ، یا ھوھو کہہ کر کانپ اٹھا اور ہم کو یہ معلوم نہیں کہ یہ بذوق الٰہی کہتا ہے، یا بغیر ذوق الٰہی کے، دریں صورتہائے مرقومہ شخص مذکور کی نماز درست ہوگی، یا نہیں؟ اور قرب وجوار کے آدمیوں کی نماز ہوگی، یا فاسد ہو جائے گی؟

الجواب

وفی باب الإمامة: أمّا ما تعارفوه (عن رفع المؤذنين أصواتهم) فی زماننا فلا يبعد أنه مفسد إذ الصياح ملحق بالكلام،فتح.

والرد تحته:وسيأتی أنه إذا ارتفع بكاؤه عصبية بلغته تفسد لأنه تعرض لإظهارها.(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر اس نے شوق ومحبت الٰہی میں ایسا کیا تو اس کی نماز درست ہوگئی، ورنہ نہیں، یہ تفصیل تو خود اس کی نماز میں ہے؛ لیکن پاس والوں کی نماز میں کسی حال میں فساد نہیں آتا۔

۲۸/ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ (تتمہ اولیٰ:۳۳) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۴۳۸)

نماز میں رونے والے امام کی امامت کا حکم:

سوال: ایک شخص امام مسجد جب نماز میں آیات قرآنی پڑھتے ہیں تو نماز کے اندر ہی رونا چیخ کر شروع کر دیتے ہیں اور دریافت کرنے پر جواب دیتے ہیں کہ میں خوف خدا میں روتا ہوں، جس وقت جہنم کا ذکر قرآن شریف میں آتا ہے، اس وقت مجھے رونا آجاتا ہے، ایسے امام کے پیچھے مقتدیوں کی نماز جائز ہے، یا نہیں؟ ایک مقتدی بھی جہنم کا بیان سمجھ کر نماز میں روتے رہتے ہیں؟

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاة،باب الإمامة: ۱/۵۸۹،دار الفکر بیروت،انیس

عن ثابت بن مطرف عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلی وفی صدره أزير كأزير الرحىٰ من البكاء.(سنن أبی داؤد،كتاب الصلاة،باب فی البكاء فی الصلاة: ۱/۱۳۷،مكتبه حقانية،انيس)

(يفسد ها التكلم) ... (والتنحنح) ... بلا عذرٍ ... والأنين هو قوله"آه"بالقصر (والتأوه) هو قوله "آه"بالمد (و التأفيف)أف أوتف (والبكاء بصوت) يحصل به حروف(لوجع أومصيبة) قيد للأربعة إلا لمريض لا يملك نفسه عن أنين وتأوه؛لأنه حينئذٍ كعطاس وسعال وجشاء وتثاؤب وإن حصل حروف للضرورة (لا لذكر جنة أونار)وفی الرد تحته لأن الأنين ونحوه إذا كان بذكرهما صار كأنه قال:اللهم إنی أسألک الجنة وأعوذ بک من النار و لوصرح به لا تفسد صلوٰته وإن كان من وجع أومصيبة صار كأنه يقول أنا مصاب فعزونی ولو صرح به تفسد.(الدر المختار مع رد المحتار،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۶۱۹-۶۲۰،دار الفكر بيروت، انيس)

الجواب

اگر واقع میں یہ امام، یا مقتدی دوزخ وجنت وغیرہ کے ذکر سے روتے ہیں تو نماز میں کوئی خلل نہیں آتا، البتہ فرض نماز میں امام کے لیے مناسب یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے رونے میں ضبط کرے اور پھر اگر گریہ طاری بے اختیار ہوئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

فی الدر المختار فی مفسدات الصلاة: "والبكاء بصوت (الیٰ قوله) لا لذكر جنة ونار". (۱)

نیز حدیث میں ہے کہ مرض وفات میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے حکم فرمایا تو حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات نے حضرت صدیقؓ کے متعلق یہی عذر کیا تھا کہ ان پر گریہ اکثر طاری ہوجاتا ہے، وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ضرور گریہ طاری ہوجائے گا؛ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عذر کو قبول نہ فرمایا اور انہیں کو امام بنایا، (۲) البتہ اگر کسی تکلیف ومصیبت یا اور کسی دنیوی غرض سے روتا ہے تو آواز وحروف نکلنے کی صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی۔

یکم ربیع الاول ۱۳۵۰ھ۔ (امداد المفتین: ۲/۲۷۸)

نماز میں گریہ وزاری کا حکم:

سوال: اگر نماز میں غلبہ محبت خدا اور رسول سے، یا خیال نعمت ہائے خداوندی کا کر کے، یا اپنے گناہوں کے خیال سے، یا قرآن کے معنوں کا خیال کیا اور لذت حاصل ہوئی اور دل میں جوش آیا، غرض جس طرح سے ہو، باعث دنیا نہ ہو، نہ رنج ومصیبت بیماری بدنی کی ہو؛ بلکہ از امر دین [دین کی وجہ سے] ہو کہ کوئی خیال دینی ہی ہو، اگر کوئی گریہ کرے، یا آہ کرے، یا ہُو کرے کہ آواز ظاہر ہو تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

غلبہ محبت حق تعالیٰ سے، یا ذکر جنت ونار سے، اگر گریہ ہو، یا آہ، اوہ نکلے، یا صوت نکلے، نماز میں نقصان نہیں ہوتا۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص: ۳۱) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۲۷۴)

---

(۱) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب مایفسد الصلوٰة ومایکره: ۲/ ۳۷۷-۳۷۸، مکتبة زکریا، انیس

(۲) عن حمزة بن عبد اللّٰه أنه أخبره عن أبيه قال: قال: لما اشتد برسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وجعله قيل له فی الصلاة فقال: مروا أبا بكر بالناس قالت عائشة: إن أبا بكر رجل رقيق إذا قرأ غلبه البكاء، قال مروه: فيصل فعادته، فقال مروه: فليصل إنكن صواحب يوسف. (رواه البخاری، كتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة: ۱/ ۹٤، قديمی، انيس)

(۳) عن ثابت بن مطرف عن أبيه قال: رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يصلی وفی صدره أزير كأزير الرحیٰ من البكاء. (أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب البكاء فی الصلاة: ۱/ ۱۳۷، مكتبة حقانية، انيس)

اگر نماز میں رو پڑا، یا آہ، یاہُو کی تو کیا حکم ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جماعت میں نماز پڑھ رہا ہے اور وہ یک بیک از خود رو پڑا، یا باواز بلند لفظ اللہ، یا آہ، یاہُو، یاحق، یا کانپ کر ہُو ہُو کہہ اٹھا اور ہم کو علم نہیں کہ آیا اس کو بذوقِ الٰہی یہ کیفیت پیش آئی، یا بغیر ذوقِ الٰہی، دریں صورت ہائے مرقومۂ بالا شخص مذکور کی نماز ہوئی، یا نہیں؟ اور نیز اس کے قرب وجوار کے لوگوں کی نماز باقی رہے گی، یا فاسد ہو جائے گی؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر نماز میں لفظ اللہ، یا کوئی اسم حق تعالیٰ کا، نمازی مقتدی، یا امام نے کہا تو اس سے نماز کسی حال میں مفسد نہیں ہوگی اور جو ہُو، ہا، آہ، اوہ نکلا، اگر بذوق وخشیت سے، یا ذکر جنت ورحمت سے نکلا تو بھی نماز نہیں جاتی اور جو بدون اس کے کہا تو نماز فاسد ہوتی ہے اور جس کا حال معلوم نہیں ہے، اس کے حال کو حسنِ ظن کے ساتھ خیر پر حمل کرنا چاہیے، بدگمانی نہ کرے، جب تک دلیل قوی اس کے فریب وریا کی نہ ہو اور اس کے پاس والوں کی نماز میں کوئی فساد ونقصان نہیں ہوتا، اگرچہ وہ ریا کار بھی ہو، اگر ریا کرتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہووے گی، نہ [کہ] پاس والے کی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد عفی عنہ گنگوہی۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۷۴-۱۷۵) ☆

☆ **نماز میں رونے کے متعلق بہشتی زیور کی ایک عبارت کی وضاحت:**

سوال: درمطلب ایں عبارت بہشتی زیور کہ اگر جنت ودوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی، بحث شدہ است، کسے گوید کہ ایں آواز خاص است وکسے گوید عام، پس اگر خاص باشد حداو چہ وآں آواز اختیاری است، یانہ ومراد از ''دل بھر آنا'' چیست؟ وامامت آں کس اگر متبع شریعت باشد درست است، یانہ، للہ فرمودہ اجرش عنداللہ امانت دارند وبس؟

الجواب

مراد ازیں عبارت گریہ بے اختیاری است کہ برضبط آں قدرت نباشد الا بالحرج، پس ایں چنیں گریہ اگر از ذکر جنت ودوزخ، یا از غلبہ محبت خداوندی درحالت نماز طاری شود نماز فاسد نگردد اگرچہ باواز بلند وصیاح مزید باشد۔

قال المحقق في الفتح تحت قول الهداية: فإن أن فيها أو تاوه أو بكى فارتفع بكاءه فإن كان من ذكر الجنة أو النار لم يقطعها؛ لأنه يدل على زيادة الخشوع آه، ما نصه وإن حصل به الحروف، آه. (۳۴۷/۱)

وفي موضع آخر والصياح ملحق بالكلام الذي بساطه ذلك الصياح وسياتي أنه إذا ارتفع بكاءه من ذكر الجنة والنار لاتفسد ... وإن كان يقال: إن المراد إذا حصل به الحروف ولو صرح به (أي بالجنة والنار بسؤالها والعياذ منها) لاتفسد، آه ملخصا. (۳۲۲/۱)(فتح القدير، باب الإمامة: ۳۷۰/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

پس گریہ را کہ بذکر آخرت باشد حدے نیست بجز آنکہ از قصد واختیار نباشد (**دلّ عليه قوله: فارتفع بكاءه لم يقل رفع بكاءه والقواعد تدلّ أيضاً**) واللہ اعلم

غرہ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ (امداد الاحکام:۱۷۱/۲-۱۷۲)

==

آواز سے رونا مفسد صلوٰۃ ہے:

سوال: درد یا مصیبت کی وجہ سے نماز میں اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں تو بتحریر تعلیم الاسلام نماز فاسد ہو جاتی ہے تو سوال یہ کہ اگر آواز سے روئے اور حروف بھی پیدا ہوں، مگر مخفی رہیں؛ یعنی صرف خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے تو نماز ٹوٹ جائے گی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اس صورت میں نماز ٹوٹ جائے گی، تعلیم الاسلام کی عبارت کا بھی یہی مطلب ہے، حروف ظاہر ہو جائیں کا معنی یہ ہے کہ حروف پیدا ہو جائیں اور یہ **"والبکاء بصوت یحصل بہ حروف"** کا ترجمہ ہے اور ایسا رونا مفسد ہے۔ (درمختار علی الشامی: ۱/۴۵۸) (۱) فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، ۱۳۸۷/۵/۲۸ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۴۲۳)

حکم تأوہ در نماز:

سوال: گذارش یہ ہے جناب والا بہشتی زیور کی ایک جگہ میں ایک مسئلہ کم فہمی کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آتا ہے، مہربانی فرما کر اس کا مطلب تحریر فرمادیں؟ بہشتی زیور حصہ دوم صفحہ تین میں مسئلہ نماز میں آہ، یا اوہ، یا اف، یا ہائے کہے، یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے، البتہ اگر جنت، دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی، اس عبارت کے معنی میں یہ سمجھتا ہوں اگر نماز میں آہ، یا اوہ، یا اف یا ہائے کہے، یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے اور جنت و دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے رونے کی آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی اور آہ، یا اف، یا ہائے کہے تو بھی نماز جاتی رہتی ہے، میری یہ سمجھ صحیح ہے، یا غلط تحریر فرمادیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

في الدر المختار: الأنين والتأوه والتأفيف والبكاء بصوت يحصل به حروف لوجع أومصيبة قيد للأربعة إلا لمريض لايملك نفسه عن أنين وتأوه؛ لانه حينئذٍ كعطاس وسعال وحشاء و تثاؤب وإن حصل حروف للضروة لا لذكر جنة ونار.

في ردالمحتار: لا لذكر جنة أونار لان الأنين ونحوه إذاكان بذكرهما صار كأنه قال: أللّٰهم إني أسئلك الجنة...وإن كان من وجع أومصيبة صار كأنه يقول: أنامصاب فعزوني، كذا في الكافي، آه ملخصاً. (٦٤٧/١) (الدر المختار مع ردالمحتار، مفسدات الصلاة: ٦٩١/١-٦٢٠)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جنت ودوزخ کی یاد سے اگر آہ، یا اف وغیرہ بھی منہ سے نکل جاوے، تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی، پس عبارت بہشتی زیور کی صاف نہیں ہے، جہاں اس میں یہ ہے کہ زور سے آواز نکل پڑے، وہاں یہ بھی بڑھانا چاہیے تھا کہ یا آہ وغیرہ نکل گیا۔ (ترجیح خامس: ۱۳۱)۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۲۳)

(۱) کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیها: ۳۷۷/۲، مکتبة زکریا، انیس

نماز میں ستر عورت:

سوال: نماز میں عورت کو اپنا کتنا حصہ بدن چھپانا ضروری ہے؟

الجواب

نماز میں عورت کو اپنے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے بجز چہرہ، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے۔ (۱) (فتاوی شیخ الاسلام:۲۴)

نماز میں اگر کوئی عضو کھلا رہ گیا:

سوال: نماز کے دوران اگر عورت کا کوئی عضو کھل گیا تو نماز کب فاسد ہوگی؟

الجواب

اگر نماز میں کسی عضو کا چوتھائی حصہ اتنی دیر کھلا رہے گا جتنی دیر میں وہ کوئی فریضہ نماز ادا کرتی تو نماز باطل ہو جائے گی، حتی کہ اگر سر کے بالوں کا چوتھائی حصہ، یا گردن، یا بانہہ کا چوتھائی حصہ کھل جائے گا تو نماز باطل ہو جائے گی، خواہ یہ کھلنا گھر میں ہو، یا باہر، اندھیرے میں ہو، یا روشنی میں، کوئی دیکھے، یا نہ دیکھے۔ (۲)

(مکتوبات: ۸۶/۴) (فتاوی شیخ الاسلام: ۲۵)

نماز میں عورتوں کا کہنیوں تک ہاتھ کھولنے یا ٹخنے کھولنے کا حکم:

سوال: کشف دست زنان تا مرفق در نماز ونیز کشف کعبین ایشاں مفسد آں نماز است، یا نہ؟ (۳)

الجواب

زراع تا مرفق عضو کامل است کشف او مفسد است اگر بقدر سہ تسبیح باشد و کعبین عضو کامل نیست کشفش مفسد نیست۔ (۴)

۱۱ر صفر ۱۳۲۸ھ (تتمہ اولیٰ: ۳۰) (امداد الفتاویٰ جدید: ۴۳۷/۱-۴۳۸)

---

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: لا تقبل صلاة حائض إلا بخمار. (سنن الترمذی، باب ماجاء لاتقبل صلاة المرأة الحائض إلا بخمار: ۸۶/۱، مکتبة أشرفية، مکتبة أشرفية، انیس)

(وبدن الحرة عورة إلا وجهها وكفيها وقدميها (کنز الدقائق مع البحر الرائق: ۲۶۹/۱. الفتاویٰ الهندیة؛ ۵۸/۱) (کتاب الصلاة، مکتبة زکریا، انیس)

(۲) ويمنع حتى انعقادها كشف ربع عضو قدر أداء ركن بلا صنعه من عورة غليظة أو خفيفة على المعتمد. (الدر المختار: ۴۰۸/۱) (کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة و مایکره فیها: ۸۱/۲، مکتبة زکریا، انیس)

(۳) ترجمہ سوال: نماز میں عورت کے ہاتھ کا کہنی تک کھولنا اور اس کے ٹخنوں کا کھولنا مفسد نماز ہے یا نہیں؟ سعید

(۴) ترجمہ جواب: ذراع (ہاتھ) کہنی تک ایک کامل عضو ہے، اس کا کھلنا مفسد ہے، اگر تین تسبیح کے بقدر کھلا رہے اور ٹخنے کامل عضو نہیں ہیں، لہٰذا ان کا کھلنا مفسد نماز نہیں ہے۔ سعید

==

گھٹنا کھلے ہونے کی حالت میں نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال: گھٹنا اس حصہ جسم میں شامل ہے، یا نہیں؟ جس کا چھپانا لازم ہے اور کیا ایسے لباس سے، یا ایسی حالت میں کہ پورا گھٹنا کھلا ہوا ہو، نماز ادا ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

صحیح یہ ہے کہ رکبہ یعنی گھٹنہ عورت میں داخل ہے، اس کا چھپانا ضروری ہے۔

شامی میں ہے:

فالركبة من العورة لرواية الدارقطني: "ماتحت السرة إلى الركبة من العورة، إلخ. (۱)

ولحديث علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الركبة من العورة". (۲)

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ گھٹنا مع ران کے ایک عضو ہے، یا یہ دونوں علاحدہ علاحدہ دو عضو ہیں؟ روایت اولیٰ کی بنا پر صرف گھٹنے کا نماز میں کھلنا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے؛ کیوں کہ صرف گھٹنا چوتھائی حصہ ران کا نہیں ہے اور مفسد صلوٰۃ کشف ربع ہے، (۳) اور دوسری روایت کے موافق گھٹنے کا چوتھائی حصہ نماز میں کھل جانا بھی مفسد صلوٰۃ ہے، پس تمام گھٹنے کا کھلنا بدرجۂ اولیٰ مفسد ہے۔

شرح منیہ میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ مختار روایت اولیٰ ہے؛ یعنی عدم فساد صلوٰۃ، (۴) مگر ظاہر ہے کہ احتیاط اس

== ويمنع حتى انعقادها كشف ربع عضو قدر أداء ركن بلاصنعه ولوبه فسدت في الحال عندهم، قنية قال أي وإن كان أقل من أداء ركن. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/ ۸۱، مكتبة أشرفية، انيس)

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مروا صبيانكم بالصلاة لسبع واضربوهم عليها لعشر وفرقوا بينهم في المضاجع وإذا زوج أحدكم عبده أمته أوجيره فلا ينظر إلى ما دون السرة وفوق الركبة فإن ما تحت السرة إلى الركبة من العورة. (سنن الدارقطني، باب الأمر بتعليم الصلاة والضرب عليها: ۱/ ۲۳۰، انيس)

(۲) ردالمحتار، باب شروط الصلاة، مطلب ستر العورة: ۱/ ۳۷۵، ظفير (سنن الدارقطني، باب الأمر بتعليم الصلاة والضرب عليها، رقم الحديث: ۸۸۹، انيس)

(۳) ويمنع، إلخ، كشف ربع عضو قدر أداء ركن بلا صنعه من عورة غليظة أوخفيفة على المعتمد. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار، باب شروط الصلوٰة، مطلب ستر العورة: ۱/ ۳۷۹، ظفير)

(۴) وكذا اختلفوا أيضاً في الركبة مع الفخذ هل كل منهما عضو على حدة أوهما عضو واحد، فقال بعضهم: كل منهما عضو على حدة وعلى هذا لوانكشف القدر المانع كالربع من الركبة وحدها لاتجوز الصلوٰة، إلخ، وقال بعضهم: الركبة مع الفخذ كلاهما عضو واحد، وفي الخلاصة: هو المختار، وفي شرح الهداية لابن الهمام: والأصح أن الركبة تبع للفخذ؛ لأنها ملتقى العظمين لا عضو مستقل. انتهى. (غنية المستملي شرح منية المصلي، الشرط الثالث، ص: ۱۸۶۱، مكتبة دار الكتاب، انيس)

میں ہے کہ گھٹنا نماز وغیرہ میں نہ کھولا جاوے اور چونکہ یہ راجح ہے کہ گھٹنا عورت ہے اس لئے کھولنا گھٹنے کا کسی حال میں درست نہیں ہے، اختلاف جو کچھ ہے وہ فساد وعدم فساد صلوٰۃ میں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۳۴-۳۵)

عورت کو نماز میں کتنا جسم ڈھانپنا ضروری ہے:

سوال: اکثر لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے وقت ضروری پوشیدہ کپڑا (سینہ بند) ضروری پہنے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ کپڑا یعنی سینہ بند کفن میں بھی شامل ہے، جبکہ اکثر جگہوں پر لکھا ہے کہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم کا ڈھکا ہوا ہونا چاہیے، اب آپ فرمائیے کہ کون سی بات درست ہے؟ اور آیا سینہ بند نماز کے وقت ضروری ہے؟

الجواب

عورت کو نماز میں ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ باقی سارا بدن ڈھکنا ضروری ہے، سینہ بند ضروری نہیں، جن لوگوں نے سینہ بند کو ضروری کہا، انہوں نے غلط کہا۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۵۳۴)

ایسے باریک کپڑوں میں جن سے بدن جھلکے، نماز نہیں ہوتی:

سوال: ہم گرمیوں میں لان اور وائل کے باریک کپڑے پہنتے ہیں اور اسی حال میں نماز بھی پڑھتے ہیں تو کیا ہماری نماز قبول ہو جاتی ہوگی؛ کیوں کہ ہماری ایک عزیزہ نے بتایا تھا کہ ان کپڑوں میں نماز قبول نہیں ہوتی؛ کیوں کہ ان میں سے جسم جھلکتا ہے؟

---

(۱) اگر نماز میں ستر کھل جائے اور فوراً اسے چھپالے، تاخیر نہ ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی:

وإن انكشف عضووهوعورة فى الصلوٰة فسترمن غيرلبث لايضره ذلك الانكشاف ولايفسد صلوٰته؛لأن الانكشاف الكثير فى الزمان القليل عفوكالانكشاف القليل فى الزمن الكثير.(غنية المستملى شرح منية المصلى،الشرط الثالث،ص:١٨٩ ،مكتبة دار الكتاب،انيس)

(۲) ويسترعورته ... وبدن الحرة كلها عورة إلا وجهها وكفيها لقوله عليه السلام،المرأة عورة مستورة والاستثناء العضوين للا بتلاء بإبدائهما.(الهداية: ٧٦/١،باب شروط الصلاة التى تتقدمها)

﴿ولا يبدين زينتهن إلا ما ظهر منها﴾(النور: ٣١)روى عن ابن عباس ومجاهد وعطاء فى قوله:﴿إلاماظهر منها﴾ قال: ماكان فى الوجه والكف الخضاب والكحل ... وروى عن ابن عباس أيضاً أنها الكف والوجه والخاتم.(أحكام القرآن للجصاص: ١٨٢/٥،دار إحياء التراث العربى،انيس)

عن عبد اللّٰه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان.(الجامع للترمذى،باب قبل أبواب الطلاق: ٢٢٢/١،ياسر نديم اينڈ كمپنى ديوبند،انيس)

الجواب

جو کپڑے ایسے باریک ہوں کہ ان کے اندر سے بدن نظر آئے، ان سے نماز نہیں ہوتی، نماز کے لیے دوپٹہ موٹا استعمال کرنا چاہیے۔(۱)(آپ کے مسائل اوران کاحل:۵۳۳/۳)

عورت کا ننگے سر، یا ننگے بازو نماز پڑھنا:

سوال: بعض خواتین نماز کے دوران اپنے بال نہیں ڈھانکتیں، دوپٹہ انتہائی باریک استعمال کرتی ہیں، یا پھر اتنا مختصر ہوتا ہے کہ کہنیوں سے اوپر بازو بھی ننگے ہوتے ہیں اور ستر پوشی بھی ٹھیک طرح سے ممکن نہیں ہوتی، ایسی خواتین سے جب کچھ کہا جائے تو وہ فرماتی ہیں کہ جب بندوں سے پردہ نہیں تو اللہ سے کیا، آپ کے خیال سے کیا ایسے نماز ہوجاتی ہے اور اگر ہوتی ہے تو کیسی؟

الجواب

چہرہ، دونوں ہاتھ گٹوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک، ان تین اعضا کے علاوہ نماز میں پورا بدن ڈھکنا عورت کے لیے نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔(۲)

خواتین کا یہ کہنا کہ ''جب بندوں سے پردہ نہیں تو خدا سے کیا پردہ'' بالکل غلط منطق ہے، اللہ تعالیٰ سے تو کپڑے پہننے کے باوجود آدمی چھپ نہیں سکتا تو کیا پورے کپڑے اتار کر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جائے گی، پھر بندوں سے پردہ نہ کرنا ایک مستقل گناہ ہے، جو عورت اس گناہ میں مبتلا ہو، اس کے لیے یہ کیسے جائز ہوگیا کہ وہ نماز میں بھی ستر نہ ڈھانکے۔

الغرض عورتوں کا یہ شبہ، شیطان نے ان کی نمازیں غارت کرنے کے لیے ایجاد کیا ہے۔(آپ کے مسائل اوران کاحل:۵۳۴/۳)

بچہ اگر ماں کا سر درمیان نماز ننگا کردے تو کیا نماز ہوجائے گی:

سوال: چھ ماہ سے لے کر تین سال کی عمر کے بچے کی ماں نماز پڑھ رہی ہے، ماں کے سجدے کی جگہ لیٹ جاتا

---

(۱) وفی شرح شمس الأئمة السرخسی إذا کان الثوب رقیقاً بحیث یصف ما تحته أی لون البشرة لایحصل به ستر العورة إذا لاستر مع رؤیة لون البشرة،إلخ.(الحلبی الکبیر، کتاب الصلاة،الشرط الثالث:۱۸۷، مکتبة دارالکتاب،انیس)

عن عائشة أن أسماء بنت أبی بکر دخلت علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وعلیها ثیاب رقاق فأعرض عنها رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وقال:یا أسماء أن المرأة إذا بلغت المحیض لم یصلح لها أن یریٰ منها إلا هٰذا وهٰذا وأشار إلٰی وجهه وکفیه.(سنن أبی داؤد، کتاب اللباس،باب فیما تبدئ المرأة من زینتها: ۲۱۳/۲،مکتبة حقانیة،انیس)

(۲) وبدن المر أة الحرة کلهاعورة إلاوجهها و کفیها وقدمیها).(الحلبی الکبیر: ۱۸۴،دارالکتاب دیوبند،انیس)

ہے۔ جب ماں سجدے میں جاتی ہے تو بچہ ماں کے اوپر بیٹھ جاتا ہے اور سر سے دوپٹہ اتار دیتا ہے اور بالوں کو بھی بکھیر دیتا ہے، کیا اس حالت میں ماں کی نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

نماز کے دوران سر کھل جائے اور تین بار ''سبحان اللہ'' کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی، (۱) اور اگر سر کھلتے ہی فوراً ڈھک لیا تو نماز ہوگئی۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۳۴۵)

نماز میں عورت کے ٹخنے کھلے رہنے کا حکم:

سوال: نماز کی حالت میں عورت کے ٹخنے کھلے تھے تو نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

قاعدہ یہ ہے کہ اگر سہو ربع عضو تین بار سبحان ربی الاعلی کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور قصدا ربع عضو ایک لحہ بھی کھلا چھوڑ دیا تو نماز فاسد ہوگئی، ربع عضو سے کم ستر کھلنا خواہ سہوا ہو، یا عمدا تین تسبیح کی مقدار سے کم ہو، یا زیادہ بہر حال مفسد نہیں، ٹخنے پنڈلی کے ساتھ مل کر ایک عضو ہے اور ربع عضو سے کم ہے؛ اس لیے نماز ہو جائے گی۔

قال فی الدر: (ویمنع) ...(کشف ربع عضو) قدر أداء رکن بلا صنعه.

وقال ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالیٰ: فلوبه فسدت فی الحال عندهم، قنیة، قال ح: أی وإن کان أقل من أداء رکن، آه، وفی الخانیة: إذا طرح المقتدی فی الرحمة أمام الإمام أوفی صف النساء أومکان نجس أوحولوه عن القبلة أوطرحوا إزاره أوسقط عنه ثوبه أوانکشفت عورته ففیما إذا تعمد ذلک فسدت صلاته وإن قل وإلا فإن أدی رکنا فکذلک وإلا فان مکث بعذر لا تفسد فی قولهم وإلا ففی ظاهر الروایة عن محمد تفسد، آه. (۳) فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم

۲/ رجب ۱۳۸۶ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/۴۰۲)

---

(۱) ویمنع حتی انعقاد ها کشف ربع عضو قدر أداء رکن بلا صنعه من عورة غلیظة أو خفیفة علی المعتمد.
وفی الشامیة: (قوله: قدر أداء رکن) وذاک قدر ثلاث تسبیحات، إلخ. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ۲/ ۸۱، مکتبة زکریا، انیس)

(۲) واحترز عما إذا انکشف ربع عضو أقل من قدر أداء رکن فلا یفسد إتفاقاً واعلم أن هذا التفصیل فی الانکشاف الحادث فی أثناء الصلاة. (ردالمحتار: ۲/ ۸۲، باب شروط الصلاة، مطلب فی النظر الی وجه الأمرد، مکتبة دارعالم الکتب، انیس)

(۳) رد المحتار: ۱/ ۳۷۹ (کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ۲/ ۸۱، مکتبة زکریا، انیس)
أعضاء عورة الرجل ثمانیة: الأول الذکر وما حوله، الثانی: الأنثیان وما حولهما، ==

چوتھائی عضو کھلنے سے نماز کا باطل ہونا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ کس قدر ستر مصلی اندر نماز کے مکشوف ہوجاوے تو نماز باطل ہوتی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

ربع عضو اگر کھل جاوے اور بقدر ادائے ایک رکن کے کھلا رہے، نماز باطل ہوجاتی ہے، یہ تو جب ہے کہ ایک جگہ سے اس قدر کھل جائے اور اگر دو جگہ سے تھوڑا تھوڑا کھل جاوے تو اگر ایک عضو میں دو جگہ کھلا ہے تو اگر دونوں کو ملا کر بقدر ربع اس عضو کے ہوجاوے، تب بھی نماز باطل ہوجاوے گی اور اگر ایک عضو میں ایک جگہ سے دوسرے عضو میں دوسری جگہ سے تھوڑا تھوڑا کھل رہا ہے تو ان دونوں عضو میں جو چھوٹا عضو ہے، اگر اس کے ربع کی برابر دونوں جگہ ملا کر ہوگئی، تب بھی نماز باطل ہوگئی۔

(ویمنع) ... (کشف ربع عضو) قدر أداء رکن بلا صنعه ... وتجمع بالأجزاء لو فی عضو واحد وإلا فبالقدر فإن بلغ ربع أدناها کاذن منع. (الدر المختار مختصرًا)(۱) واللّٰہ أعلم

(امداد: ۱/۱۰۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۳۸-۴۳۹)

نماز میں ہنسلی کی ہڈی کھل جائے تو نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال: کیا ہنسلی کی ہڈی بحالت نماز اگر کھلی رہی تو نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مرد کا ستر عورت، ناف کے نیچے سے گھٹنا تک ہے اور عورت کا سر سے پیر تک ہے، چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پیر نماز کی حالت میں ضرورۃً ستر سے خارج قرار دیئے گئے ہیں، ستر کا کوئی مکمل عضو، یا مکمل عضو کا ایک چوتھائی حصہ نماز کے اندر کھل جائے تو نماز نہیں ہوتی، ہنسلی کی ہڈی مرد کے ستر میں داخل نہیں ہے، لہٰذا مرد کی ہنسلی کی ہڈی کھل جانے کی وجہ سے

== الثالث: الدبر، الرابع والخامس: الإلیتان. والسادس والسابع الفخذان مع الرکبتین، الثامن مابین السرة إلی العانة مع ما یحاذی ذلک الجنبین والبطن. وفی الأمة ثمانیة: أیضاً الفخذان مع الرکبتین، والأنثیان والقبل مع ماحوله، والدبر کذلک والبطن والظهر مع مایلیهما من الجنبین، وفی الحرة هذه ثمانیة ویزاد فیها ستة عشر: الساقان مع الکعبین، والثدیان النکران والأذنان العضدان مع المرفقین والذراعان مع الرسغین والصدر الرأس والشعر والعنق وظهر الکفین وینبغی أن یزاد فیها أیضاً الکتفان ولا یجعلان مع الظهر عضواً واحداً بدلیل أنهم جعلوا ظهر الأمة عورة دون کتفیها وکذلک بطن القدمین عورة فی روایة أی وهی الأصح. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب فی النظر إلی وجه الأمرد: ۱/۴۰۹، دار الفکر بیروت، انیس)

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، باب شروط الصلاة مطلب فی النظر إلی وجه الأمرد: ۲/۸۱، دار عالم الکتب، انیس

اس کی نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا،اس کی نماز شرعاً صحیح ہوگی،البتہ عورت کے ستر میں تو داخل ہے؛لیکن چوں کہ نہ تو ایک کامل عضو ہے اور نہ ہی کامل عضو کا ایک چوتھائی حصہ،لہٰذا اگر عورت کی صرف ہنسلی کی ہڈی نماز میں کھل جائے تو نماز ہوجائے گی،البتہ عورتوں پر مکمل احتیاط ضروری ہے کہ جسم کا کوئی حصہ کھلنے نہ پائے۔(۱)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی،۳۰/۱۱/۱۴۱۴ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۱۱)

نماز میں تہبند یا پاجامہ کھل جائے تو کیا کرے:

سوال: اگر نماز کی حالت میں مقتدی، یا امام کا تہبند، یا پاجامہ کا کمر بند کھل گیا تو وہ نماز میں کیا کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر ایک ہاتھ سے؛یعنی عمل یسیر سے درست ہونا ممکن نہ ہوتو نماز کوتوڑ کر دونوں ہاتھوں سے تہبند باندھ کر پھر شریک جماعت ہوجائے۔(۲)فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۴۲)

اگر نمازی کا تہبند یا پاجامہ کھل جائے تو دونوں ہاتھ سے باندھنا درست ہے، یا نہیں:

سوال: اگر مصلی کا تہبند، یا ازار بند حالت نماز میں بوقت قیام کھل گیا تو مصلی اس کو دونوں ہاتھوں سے باندھ کر نماز پوری کرسکتا ہے، یا از سرِ نو پڑھنی چاہیے؟ ایسے ہی گھنڈی ، یا بند، یا ٹوپی، یا اوڑھنی، یہ جملہ افعال دونوں ہاتھوں کے ہیں،ان سے نماز کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

کبیری شرح منیہ میں ہے:

ویکرہ أیضاً فی الصلاۃ نزع القمیص والقلنسوۃ ... وکذا یکرہ لبسھما إذاکان النزع واللبس

(۱) (و)الرابع (سترعورتہ)...(وھی للرجل ماتحت سرتہ إلٰی ماتحت رکبتہ)...(وللحرۃ)ولوخنثٰی(جمیع بدنھا)حتٰی شعرھا النازل فی الأصح (خلا الوجہ والکفین)...(والقدمین)...(ویمنع)حتٰی انعقادھا(کشف ربع عضو قدرأداء رکن بلا صنعہ .(الدرالمختارعلٰی ھامش ردالمحتار،باب شروط الصلاۃ،مطلب فی سترالعورۃ: ۲/۷۵، ۸۲،مکتبۃ دارعالم الکتب،انیس)

(۲) (و)یفسدھا(کل عمل کثیر)لیس من أعمالھا ولا لإصلاحھا وفیہ أقوال خمسۃ أصحھا (ما لایشک بسببہ (الناظر)من بعید (فی فاعلہ أنہ لیس فیھا).(الدرالمختار)

القول الثانی أن ما یعمل عادۃً بالیدین کثیر وإن عمل بواحدۃ کالتعمم وشد السراویل وما عمل بواحدۃ قلیل وإن عمل بھما کحل السراویل ولبس القلنسوۃ ونزعھا.(الدر المختار مع رد المحتار،باب ما یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا: ۲/۲۸۵،مکتبۃ زکریا،انیس)

بعمل يسير؛لأنه عمل أجنبى من الصلاة لايحصل به تتميم شيء من أعمالها ولهٰذاكان مفسدًا إذاحصل بعمل كثيربأن احتاج إلى اليدين أوكان مما لورآه الناظرظنه ليس فى الصلاة. (۱)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں کرتہ اور ٹوپی کا نکالنا اور پہننا اگر عمل یسیر سے ہو؛ یعنی ایک ہاتھ سے اور اس طور سے ہو کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر عمل کثیر سے ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے اور ازار بند اور تہبند اور بند انگہ وغیرہ کا باندھنا بغیر دونوں ہاتھ کے بظاہر دشوار ہے، لہٰذا یہ عمل کثیر ہے اور مفسد صلوٰۃ ہوگا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۹۹/۴-۱۰۰)

باریک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم:

سوال (۱) آج کل عام رواج ہے کہ باریک کپڑا سر پر ہوتا ہے اور عورت نماز پڑھتی ہے، کیا اس سے نماز ہوجاتی ہے؟

(۲) یہ بھی عام رواج ہے کہ قمیص کی آستین آدھی ہوتی ہیں، کیا اس قمیص سے عورتوں کی نماز ہوجاتی ہے؟

الجواب

(۱) اگر کپڑا اتنا باریک ہے کہ بال نظر آتے ہیں تو اسے اوڑھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی، دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ (۳)

(۲) اگر دوران نماز آدھی آستین ننگی رہیں تو نماز نہ ہوگی، قمیص سے، یا دوپٹہ سے انکا ڈھانپے رکھنا ضروری ہے۔ (۴) فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی، خیر المدارس ملتان، ۲۳/۴/۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ مفتی، مہتمم، جامعہ خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۴۲۲/۲)

---

(۱) غنية المستملى،مكروهات الصلاة،ص: ۳٥٦،ظفير

(۲) (و)يفسد ها(كل عمل كثير)ليس من أعمالها ولا لإصلاحها وفيه أقوال خمسة أصحها(ما لايشك) بسببه (الناظر)من بعيد (فى فاعله أنه ليس فيها)وإن شك أنه فيها أم لا،فقليل،إلخ.(الدر المختار)

القول الثانى أن ما يعمل عادةً باليدين كثير،وإن عمل بواحدة كالتعمم وشد السراويل وما عمل بواحدة قليل وإن عمل بهما كحل السراويل ولبس القلنسوة،ونزعها إلا إذا تكرر ثلا ثاً متوالية وضعفه فى البحر بأنه قاصر عن إفادة ما لا يعمل باليد كالمضغ والتقبيل.الثالث الحركات الثلاث المتوالية كثير وإلا فقليل.والرابع مايكون مقصوداً للفاعل بأن يفرد له مجلساً علىٰ حدة قال فى التاتارخانية:هٰذا القائل يستدل بأمرأة صلت فلمسها زوجها أوقبلها بشهوة أومص صبى ثديها وخرج اللبن تفسد صلاتها.والخامس التفويض إلىٰ رأى المصلى فإن استكثر فكثير وإلا فقليل.قال القهستانى:وهو شامل للكل وأقرب إلىٰ قول أبى حنيفة رحمه الله تعالىٰ.(الدر المختار مع ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ٦٢٤/١-٦٢٥،دار الفكر بيروت،ظفير) ==

عورت کا جسم کھلا رہ گیا تو نماز ہوگی:

سوال: ساڑی پہن کر نماز کے دوران پیٹھ کا حصہ کھل جائے تو نماز ہوگی، یا نہیں؟

(مستفتی: حافظ عبداللہ خاکسار مسجد پونہ، ۲؍رمضان ۱۴۲۵ھ)

الجواب ـــ

پیٹھ مستقل ایک عضو ہے، اسی طرح پیٹ بھی جن کا ڈھانپنا فرض ہے، اگر صرف پیٹھ کا چوتھائی حصہ کھل جائے تو نماز نہ ہوگی، چوتھائی سے کم کھل جائے تو نماز درست ہوگی اور اگر پیٹھ کا تھوڑا اور پیٹ کا تھوڑا حصہ مل کر پیٹ (جو پیٹھ کے مقابلہ میں چھوٹا ہوتا ہے) کے چوتھائی حصہ کے برابر کھلا رہ جائے تو نماز نہ ہوگی، یہ سب اس صورت میں ہے، جب کہ ایک رکن کے ادا کرنے کی مقدار جسم کھلا رہے اور اگر فوراً ڈھانپ دیا تو نماز درست ہوجائے گی، چاہے جسم کھل جائے۔(۱)

بدن الحرة عورة إلا وجهها وكفيها وقدميها... انكشاف مادون الربع معفوعنه إذا كان في عضو واحد وإن كان في عضوين أو أكثر وجمع وبلغ ربع أدنىٰ عضو منها يمنع جواز الصلاة ... وإن انكشف عورته في الصلاة فسترها بلامكث جازت صلاته إجماعاً وإن أدىٰ ركناً مع الانكشاف فسد اجماعاً وإن لم يؤده لكن مكث قدر مايمكن الأداء تفسد عند أبي يوسف خلافاً لمحمد.(۲)والله أعلم وعمله أتم

مفتی محمد شاکر خان قاسمی، پونہ۔(فتاویٰ شاکر خان:۱/۱۱۸-۱۱۹)

نماز کے دوران عورت کے دوپٹے میں سے بال نظر آنا:

سوال: آج کل بعض عورتیں ایسے دوپٹہ کا استعمال کرتی ہیں، جس سے عورت کی ہیئت بالکل نمایاں ہوتی ہے، خاص کر جب نماز میں ہو تو عورت کے بال اور جسم کے اعضا واضح دکھائی دیتے ہیں، کیا اس طرح بالوں کے ظاہر ہونے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

==(۳) والثوب الرقيق الذي يصف ما تحته لاتجوز الصلاة فيه؛(لأنه مكشوف العورة معنى.(الفتاوىٰ الهندية: الباب الثالث في شروط الصلاة: ۱/۵۸،انيس)

(۴) عن عائشة رضي الله عنها قالت:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتقبل صلاة حائض إلا بخمار.(جامع الترمذي،باب ماجاء لاتقبل صلاة المرأة الحائض إلا بخمار: ۱/۸٦،مكتبة أشرفية،انيس)

حاشيه صفحه هذا:

(۱) والرابع ستر عورته للحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين على المعتمد.(ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة: ۲/۷۵-۷۸،مكتبة زكريا،انيس)

(۲) الفتاوىٰ الهندية،الباب الثالث في شروط الصلاة،الفصل الأول في الطهارة وستر العورة: ۱/۵۸-۵۹،انيس

الجواب

آزاد عورت کا جملہ بدن نماز میں؛ بلکہ تمام اوقات میں مخفی رہنا ضروری ہے اور عورت کے سر کے بال بھی ستر میں سے ہیں ان کا چھپانا لازم ہے۔

لہٰذا اگر کوئی عورت نماز میں ایسا دوپٹہ استعمال کرتی ہو، جس سے سر کے تمام بال نہیں چھپتے؛ بلکہ ظاہر رہتے ہیں تو اس سے نماز نہیں ہوتی؛ بلکہ اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔(۱)

قال الحصكفي: (وللحرة)ولو خنثٰى (جميع بدنها)حتٰى شعرها النازل في الأصح خلا الوجه والكفين) فظهر الكف عورة على المذهب (والقدمين)على المعتمد. (الدرالمختار علٰى صدر رد المحتار: ۱/ ۴۰۵،باب شروط الصلاة)(۲)

قال ابن عابدين تحت قوله:ولا يصف ماتحته:بأن لا يرٰى منه لون البشرة احترازا عن الرقيق ونحو الزجاج. (رد المحتار: ۱/ ۴۱۰،باب شروط الصلاة،مطلب في النظرإلٰى وجه الأمرد)(۳)

(فتاویٰ حقانیہ:۳/ ۲۲۶-۲۲۷)

غلط رخ نماز پڑھنے والے کی اصلاح کرنا جائز ہے:

سوال: جو شخص بے رخ نماز پڑھ رہا ہے، اس کو ہاتھ سے سیدھا کرنا چاہیے، یا زبان سے؟

الجواب

ہاتھ سے بھی سیدھا کرنا درست ہے اور زبان سے بھی، اس سے نماز میں کچھ خلل نہ آوے گا۔(۴)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/ ۱۰۳)

---

(۱) وأما المسترسل ففيه روايتان،الأصح أنه عورة.(ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة: ۲/ ۷۸، مكتبة زكريا،انيس)

(۲) كتاب الصلاة،باب شروط الصلاة،مطلب:في السترالعورة:۲/ ۷۵-۷۸،مكتبة زكريا،ديوبند،انيس

(۳) ۲/ ۸۴،مكتبة دارعالم الكتب،رياض،انيس

وبدن الحرة عورة الا وجهها وكفيها وقدميها كذا في المتون وشعر المرأة ما على رأسها عورة و أما مسترسل ففيه روايتان الأصح أنه عورة كذا في الخلاصة وهو الصحيح وبه أخذ الفقيه ابو الليث وعليه الفتوٰى ... والثوب الرقيق الذي يصف ما تحته لا تجوز الصلوة فيه كذا في التبيين (الفتاوٰى الهندية: ۱/ ۵۸،الباب الثالث في شروط الصلاة،مكتبة زكريا،ديوبند،انيس)

عن البراء بن عازب رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلٰى نحو بيت المقدس ستة عشر شهراً أوسبعة عشر شهراً وكان رسول صلى الله عليه وسلم يحب أن يوجه إلى الكعبة ==

ایک ہاتھ کے اشارہ سے نابینا کو قبلہ رخ کرنا کیسا ہے:

سوال: اگر کوئی نابینا بغیر ٹھیک کرنے سمت قبلہ کے نماز جماعت میں شامل ہو جائے اور پاس والے نمازی نے اپنے ہاتھ چھوڑ کر اس کا رخ ٹھیک کر دیا اور رخ ٹھیک کرنے والے کی چھاتی قبلہ سے نہیں پھری تھی اور نہ کوئی اور حرکت نماز توڑنے والی سرزد ہوئی تو اس کی نماز ہو جاوے گی، یا نہیں؟ اور اگر نابینا بغیر رخ ٹھیک کرنے کے نماز ادا کرتا ہے تو اس کی نماز درست ہوگی؟

الجواب

اگر ایک ہاتھ کے اشارہ اور حرکت سے اس نابینا کے رخ کو ٹھیک کر دے تو اس قدر فعل قلیل ہے اور فعل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر ضرورت دونوں ہاتھوں سے ٹھیک کرنے کی ہو تو یہ فعل کثیر ہے اگر ایسا کرے گا تو ٹھیک کرنے والے کی نماز نہ ہوگی اور بہتر یہی ہے کہ اگر اس نابینا کے رخ کو یہ نمازی ٹھیک کرے تو پھر از سر نو نیت باندھے،(۱) اور اگر اس نے ٹھیک نہ کیا تو نابینا کی نماز ہو جاتی ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۹۷-۹۸)

== فأنزل الله عزوجل ﴿قدنرىٰ تقلب وجهك في السماء﴾ فتوجه نحو الكعبة وقال السفهاء من الناس وهم اليهود (وما ولاهم عن قبلتهم التي كانوا عليها. (قل لله المشرق والمغرب يهدي من يشاء إلىٰ صراط مستقيم) فصلىٰ مع النبي صلى الله عليه وسلم رجل ثم خرج بعد ماصلىٰ فمر علىٰ قوم من الأنصار في صلاة العصر يصلون نحو بيت المقدس فقال: هو يشهد أنه صلىٰ مع رسول الله صلى الله وسلم وأنه توجه نحو القبلة فتحرف القوم حتىٰ توجهوا نحو الكعبة. (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة: ۱/۵۷، قديمي، انيس)

(ولو أعمىٰ فسواه رجل بنى. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مسائل التحري في القبلة: ۲/۱۱۷، مكتبة دار عالم الكتب، ظفير)

یعنی اس نمازی کی نماز میں خلل نہ ہوگا اور سیدھا کرنے والا اگر خود نماز میں ہو تو اسے ایک ہاتھ کے اشارہ سے کرنا چاہیے، زبان سے بولے گا تو نماز نہ ہوگی؛ اس لیے کہ نماز میں بولنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم، ظفیر

(۱) (و) يفسدها (كل عمل كثير) ليس من أعمالها ولا لإصلاحها وفيه أقوال خمسة أصحها (ما لايشك بسببه الناظر) من بعيد (في فاعله أنه ليس فيها وإن شك أنه فيها أم لا، فقليل (درمختار) وفي الرد القول الثاني أن ما يعمل عادةً باليدين كثير وإن عمل بواحدة كالتعمم وشد السراويل وما عمل بواحدة قليل وإن عمل بهما كحل السراويل ولبس القلنسوة ونزعها إلا إذا تكرر ثلاثاً متوالية ... الثالث الحركات الثلاث المتوالية كثير وإلا فقليل، الرابع مايكون مقصوداً للفاعل بأن يفرد له مجلساً علىٰ حدة ... الخامس التفويض إلىٰ رأى المصلي فإن استكثره فكثير وإلا فقليل ... وأكثر الفروع أو جميعها مفرع على الأولين والظاهر أن ثانيهما ليس خارجاً عن الأول لأن مايقام باليدين عادة يغلب ظن الناظر أنه ليس في الصلوٰة. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها: ۱/۶۲۴-۶۲۵، دار الفكر بيروت، انيس)

ويفسدها العمل الكثير لا القليل. (حاشية الطحطاوي، ص: ۳۱۲، مكتبة دار الكتاب، انيس

نابینا کو نماز میں قبلہ رُخ کر دینا درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک نابینا آدمی نے نماز کی نیت باندھی اور اس کا رُخ ٹھیک قبلہ کی طرف نہیں ہے تو اس صورت میں دوسرے آدمی کو زبان سے بتلانا، یا ہاتھوں سے پکڑ کر اس کو قبلہ رُو کر دینا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے، بشرطیکہ نماز شروع کرنے کے وقت کوئی بتلانے والا میسّر نہ ہوا اور اگر میسّر تھا اور پھر بدون پوچھے اندھے نے نماز شروع کر دی تو وہ نماز اوّل ہی سے باطل ہے، بعد کا بتلانا اور قبلہ رُو کرنا مفید نہ ہوگا۔

قال في الهندية: ولو اشتبهت القبلة في المفازة فوقع اجتهاده إلٰى جهة فأخبره عدلان أن القبلة إلٰى جهة أخرىٰ فإن كانا مسافرين لايلتفت إلٰى قولهما وأما إذا كانا من أهل ذلك الموضع لايجوزله إلا أن يأخذ بقولهما، كذا في الخلاصة، آه. (۱)

وفيها (أي الهندية): الأعمٰى إذا صلٰى ركعة إلٰى غير القبلة فجاء رجل وحوله إلى القبلة واقتدٰى به إن كان الأعمٰى حين افتتح الصلاة وجد من يسئله عن القبلة فلم يسئل فسدت صلاة الإمام والمقتدي، وإن لم يجد من يسئله جازت صلاة الإمام (أي الأعمٰى) وفسدت صلاة المقتدي، آه مختصراً. (۱/۱٤۰)(۲)

قلت ولكن دل الجزئيتان علٰى جواز نفس الاخبار والتحويل والله أعلم

۱۲/ رجب ۱۳۴۳ھ (امداد الاحکام: ۲/۱۶۹)

رات میں قبلہ پوچھ کر نماز پڑھی، بعد میں معلوم ہوا کہ قبلہ غلط تھا تو یہ نماز ہوئی، یا نہیں:

سوال: شب کو زید نے اپنے ہمراہی سے قبلہ دریافت کر کے نماز ادا کی، کئی روز بعد معلوم ہوا کہ قبلہ غلط بتایا گیا تو وہ نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

نماز ہوگئی۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۴)

---

(۱) الفتاوىٰ الهندية، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثالث في استقبال القبلة: ۱/٦٤، انيس

(۲) الفتاوىٰ الهندية، الباب الثالث في شروط الصلوٰة، الفصل الثالث في استقبال القبلة: ۱/٥٦، انيس

(۳) (ويتحرى) وهو بذل المجهود لنيل المقصود (عاجز عن معرفة القبلة) بما مر (فإن ظهر خطأه لم يعد) لما مر. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب شروط الصلاة، استقبال القبلة: ۱/٤۳۳، دار الفكر بيروت، انيس)

ایک درہم مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتو نماز توڑنا جائز ہے:

سوال: اگر نماز کے دوران جیب سے کچھ پیسے، یا روپے گر جائیں اور کوئی دوسرا شخص ان روپوں کو اٹھا کر لے جارہا ہوتو کیا نماز توڑ کر اس سے وہ روپیہ واپس لینے چاہئیں، یا نماز پڑھتے رہنا چاہیے؟ یہ حرکت اگر کوئی شخص نفل، سنت، یا فرض باجماعت میں کرے تو ہم کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

نماز کو توڑ کر اس کو پکڑ لینا صحیح ہے۔ نماز خواہ فرض ہو یا نفل اور جماعت کی ہو یا بغیر جماعت کے۔ نماز کے دوران اگر ایک درہم چاندی (۳ء۰۶۲ گرام) کی مالیت کے برابر چیز کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتو نماز کو توڑ دینا جائز ہے۔(۱)

(آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۵۷)

نماز کے دوران گمشدہ چیز یاد آنے پر نماز توڑ دینا:

سوال: وضو کے دوران وضوخانے میں ہم اگر اپنی کوئی خاص چیز؛ گھڑی، یا چشمہ وغیرہ بھول جائیں اور وہ ہم کو نماز کے دوران یاد آئے تو ہم اس صورت میں کیا کریں؟

الجواب

نماز توڑ کر اس کو اٹھا لائیں۔(۲)(آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۵۷-۵۷)

حالت نماز میں سانپ مارنا:

سوال: زید نے دوران نماز ایک سانپ کو ماردیا، اور سینہ قبلہ سے نہ پھیرا، اور مار کر پھر نماز پوری کی، تو نماز ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ سانپ بھی قبلہ کی طرف بھاگا، ادھر ادھر نہ ہوا، شرعا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب　　باسم ملهم الصواب

سانپ مارنے میں عمل کثیر ہو؛ یعنی دو سے زیادہ ضربیں لگائیں، یا قبلہ کی طرف اتنا چلا کہ مقام سجدہ سے آگے بڑھ

(۱) رجل قام الی الصلاة فسرق منه شيء قيمته در هم له أن يقطع الصلاة ويطلب السارق سواء كانت فريضة أو تطوعًا؛لأن الدرهم مال،إلخ.(الفتاویٰ الهندية: ۱/۱۰۹،کتاب الصلاة ، الباب السابع،ومما يتصل بذالک مسائل)

(۲) ويجب القطع لنحو انجاء غريق أوحريق ... (بتسليمة واحدة)وفي الرد نقل عن خط صاحب البحر علىٰ هامشه: أن القطع يكون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً فالحرام لغير عذر والمباح إذا خاف فوت مالٍ والمستحب القطع للإكمال،والواجب لإحياء نفس.(الدر المختار مع رد المحتار،کتاب الصلاة،باب ادراک الفريضة،مطلب قطع الصلوٰة يكون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً:۲/۵۱-۵۲،دار الفكر بيروت،انيس)

گیا تو نماز فاسد ہوگئی، ورنہ فاسد نہ ہوگی، اگر سانپ سے خوف ایذا ہوتو نماز میں عمل قلیل سے مارنا بلاکراہت جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے، بحالت خوف ایذا عمل قلیل سے مارنا ممکن نہ ہوتو نماز توڑ دینا جائز ہے، مقام سجدہ سے تجاوز کا مذکور حکم منفرد کے لیے ہے، مقتدی کی نماز جب فاسد ہوگی کہ سامنے کی دو صفوں تک چلے اور امام کی اس صورت میں کہ اس کے اور اس سے پچھلی صف کے درمیانی فاصلہ سے زیادہ آگے بڑھ جائے۔(۱)

قال فی الدر: لایکره قتل حیة أوعقرب إن خاف الأذیٰ ... مطلقًا ولوبعمل کثیرعلی الأظهرلکن صحح الحلبی الفساد.

وفی الشامیة: (قوله لکن صحح الحلبی الفساد)حیث قال تبعالابن الهمام: فالحق فیما یظهر هو الفساد والأمر بالقتل لایستلزم صحة الصلاة مع وجوده کما فی صلاة الخوف بل الأمر فی مثله لاباحة مباشرته وإن کان مفسدًا للصلاة،آه.

ونقل کلام ابن الهمام فی الحلیة والبحر والنهر وأقروه علیه وقالوا:إن ما ذکره السرخسی رده فی النهایة بأنه مخالف لما علیه عامة رواة شروح الجامع الصغیرومبسوط شیخ الإسلام من أن الکثیر لایباح،آه.(۲)فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم

۲۵/ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۲۰-۴۲۱)

کسی شخص کی جان بچانے کے لیے نماز توڑنا:

سوال: اگر ایک آدمی بیمار ہے اور بیماری کی حالت میں بے ہوش ہے، اس کے پاس عورتیں کافی ہیں، مرد صرف ایک ہے، اس نے بھی فرض نماز کی نیت کر لی ہے، نمازی نے صرف ایک رکعت پڑھی ہے کہ اتنے میں عورتوں نے شور مچادیا کہ بیمار فوت ہورہا ہے تو نمازی نماز توڑ سکتا ہے؟

(۱) عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: اقتلوا الأسودین فی الصلاة الحیة والعقرب.(أبوداؤد،کتاب الصلاة،باب العمل فی الصلاة: ۱/۱۴۰،مکتبة حقانیة،ملتان،انیس)

وفی بذل المجهود قال الشوکانی فی النیل والحدیث یدل علیٰ جواز قتل الحیة والعقرب فی الصلاة من غیر کراهة ... وبه تبین أنه لا یکره؛لأنه علیه السلام ماکان لیفعل المکروه خصوصاً فی الصلاة ولأنه یحتاج إلیه لرفع الأذیٰ فکان موضع الضرورة هٰذا إذا أمکنه قتل الحیة بضربة واحدةٍ کما فعل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وأما إذا احتاج إلیٰ معالجة وضربات فسدت صلاته.(بذل المجهود،کتاب الصلاة،باب العمل فی الصلاة: ۵/۱۹۷-۱۹۸، دارالکتب العلمیة بیروت،انیس)

(۲) رد المحتار،باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها،مطلب الکلام علیٰ اتخاذ المسبحة: ۲/۴۲۱،مکتبة دارعالم الکتب،انیس

الجواب

اگر اس کی جان بچانے کی کوئی تدبیر کرسکتا ہے تو نماز توڑ دے اور اگر وہ مر چکا ہے تو نماز توڑنے کا کیا فائدہ۔(۱)

(آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۲ ۵۷)

اگر کوئی بے ہوش ہوکر گر جائے تو اس کو اٹھانے کے لیے نماز توڑ سکتے ہیں:

سوال: نماز جماعت کے ساتھ ہو رہی ہے اور کوئی نمازی بوجہ کمزوری، یا کسی اور وجہ سے گر کر بے ہوش ہو جائے تو کیا ساتھ کھڑے ہوئے آدمی کو نماز توڑ کر اسے اٹھانا چاہیے، یا نماز جاری رکھنی چاہیے، براہ کرم یہ بتائیں کہ ہمیں اس وقت کیا کرنا ہے، جبکہ آدمی نیچے تڑپ رہا ہوں؟

الجواب

نماز توڑ کر اس کو اٹھانا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ اس کو مدد نہ ملنے کی وجہ سے اس کی جان ضائع ہو جائے۔(۲)

(آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۲ ۵۷)

نماز میں زہریلی چیز کو مارنا:

سوال: اگر نماز میں اچانک کہیں سے کوئی زہریلا کیڑا آ جائے اور نمازی کی طرف بڑھے تو کیا نمازی نیت توڑ سکتا ہے؟

الجواب

اگر اس کو مارنے کے لیے عمل کثیر کی ضرورت نہ ہو تو نماز کو توڑے بغیر اس کو مار دیں اور عمل کثیر کی ضرورت ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کو مارنے کے لیے نماز کا توڑ دینا جائز ہے، خلاصہ یہ کہ اگر نماز توڑے بغیر اس کو مار سکتے ہیں تو ٹھیک، ورنہ اس کے لیے نماز توڑ سکتے ہیں۔(۳)(آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۲ ۵۷)

(۱) والحاصل أن المصلی متیٰ سمع أحداً یستغیث و کان له قدرة علیٰ إغاثته وتخلیصه وجب علیه إغاثته وقطع الصلاة فرضاً کان أوغیره.(ردالمحتار، کتاب الصلاة،باب إدراک الفریضة: ۲/ ۵۰٤،مکتبة دارعالم الکتب،انیس)

(۲) أن القطع (أی الصلاة یکون واجباً والواجب لاحیاء نفس.(ردالمحتار، کتاب الصلاةباب ادراک الفریضة، مطلب:قطع الصلاة یکون حراماً ومباحاً ومستحبا وواجبا:: ۲/ ۵۱ـ ۵۲،مکتبة دارعالم الکتب،انیس)

(۳) (لا)یکره قتل حیة أوعقرب)إن خاف الأذیٰ ... (مطلقاً) ولو بعمل کثیرعلی الأظهرلکن صحح الحلبی الفساد.

وقال الشامی (قوله لکن صحح الحلبی الفساد)حیث قال تبعاً لابن الهمام فالحق فیما یظهر هوالفساد، والأمربالقتل لایستلزم صحة الصلاة مع وجوده کما فی الخوف،بل الأمرفی مثله لا باحة مباشرته وإن کان مفسداً للصلاة،إلخ.(الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاة،باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب علیٰ اتخاذ المسبحة: ۲/ ٤۲۱،مکتبة دارعالم الکتب،انیس)

نماز کے دوران بھڑ، شہد کی مکھی وغیرہ کو مارنا:

سوال: اگر باجماعت نماز پڑھتے ہوئے پاؤں، سر، یا کان پر کوئی بھڑ، شہد کی مکھی، یا کوئی کیڑا کاٹ لے تو اسے یعنی جانور (بھڑ، کیڑا اور شہد کی مکھی) کو کیا مارنے کی اجازت ہے؟

الجواب

اگر اس کے ایذا دینے کا خوف ہو اور عمل کثیر کے بغیر مار سکے تو مار دے، اس سے نماز نہیں ٹوٹے گی، ورنہ نماز توڑ کر مار دے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۷۳/۳)

دروازے پر فقط دستک سن کر نماز توڑنا جائز نہیں:

سوال: ہم نماز پڑھ رہے ہیں، اس وقت کوئی ہم کو دوسرے کمرے میں سے آواز دیتا ہے، جس کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہم نماز میں مشغول ہیں، یا کوئی دروازے پر دستک دے اور ہم نماز پڑھ رہے ہوں اور گھر میں ہمارے سوا کوئی اور نہ ہو، ایسے وقت آنے والا بھی جلدی میں ہو تو کیا ایسے میں نماز کی نیت توڑی جا سکتی ہے اور اگر توڑی جا سکتی ہے تو نماز توڑنے کا طریقہ بتائیں؟

الجواب

یہ آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ وہ جلدی میں ہے، بہرحال کسی ایسی شدید ضرورت کے لیے جس کے نقصان کی تلافی نہ ہو سکے، نیت توڑ دینا جائز ہے۔

﴿ایضاً﴾ اور محض دستک سن کر نماز توڑنا جائز نہیں۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۷۳/۳)

---

(۱) (لا) يكره(قتل حية أوعقرب)إن خاف الأذى ... (مطلقاً) ولوبعمل كثيرعلى الأظهرلكن صحح الحلبى الفساد.
وقال الشامى (قوله لكن صحح الحلبى الفساد)حيث قال تبعاً لابن الهمام فالحق فيما يظهرهو الفساد) والأمر بالقتل لايستلزم صحة الصلاة مع وجوده كما فى صلاة الخوف،بل الأمرفى مثله لاباحة مباشرته و إن كان مفسداً للصلاة،إلخ.(الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها،مطلب الكلام علىٰ اتخاذ المسبحة: ۴۲۱/۲ ،مكتبة دارعالم الكتب،انيس)

(۲) ويجب القطع لنحو إنجاء غريق ... (بتسليمة واحدةٍ)و فى الرد نقل عن خط صاحب البحر علىٰ هامشه أن القطع يكون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً.فالحرام لغير عذره والمباح إذا خاف فوت مالٍ،والمستحب القطع للإكمال والواجب لإحياء نفس.(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة،باب ادراک الفريضة،مطلب قطع الصلاة يكون حراما ومباحاً وواجباً ومستحباً: ۵۱/۲_۵۲،دار الفكر بيروت،انيس)

والدین کے پکارنے پر کب نماز توڑی جاسکتی ہے:

سوال: ایک صاحب نے مضمون بعنوان ''والدین کا احترام'' میں لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے (حدیث کا نام نہیں لکھا) کہ رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ روایت میں ہے (کس کی روایت ہے کوئی حوالہ نہیں) کہ اگر والدین کسی تکلیف و پریشانی کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز بھی توڑ کر ان کو جواب دے اور اگر بلاضرورت پکاریں، ان کو یہ معلوم نہیں کہ تم نماز میں ہو تو بھی سنت و نفل نماز توڑ کر جواب دو، اگر یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ تم نماز میں ہو پکاریں تو ہر طرح کی نماز توڑ کر ان کو جواب دو۔ براہ کرم آپ فرمائیں کہ کس حدیث میں یہ حکم ہے، یا کون سی مستند روایت ہے کہ والدین کے احترام میں نماز توڑ دینے کی ہدایت کی گئی ہے؟

الجواب

درمختار (باب ادراک الفریضۃ) میں لکھا ہے کہ اگر فرض نماز میں ہو تو والدین کے بلانے پر نماز نہ توڑے؛ الا یہ کہ وہ کسی ناگہانی آفت میں مبتلا ہو کر اس کو مدد کے لیے پکاریں اس صورت میں والدین کی خصوصیت نہیں؛ بلکہ کسی کی جان بچانے کے لیے نماز توڑنا ضروری ہے) اور اگر نفل نماز میں ہو اور والدین کو اس کا علم ہو تو نہ توڑے اور اگر ان کو علم نہ ہو تو نماز توڑ کر جواب دے۔(۱)

خلاصہ یہ کہ دو صورتوں میں نماز نہیں توڑے گا اور ایک صورت میں توڑے گا، جہاں تک روایت کا تعلق ہے، حدیث میں جریج راہب کا قصہ آتا ہے کہ اس کو اس کی ماں نے پکارا، وہ نماز میں تھا؛ اس لیے جواب نہ دیا، بالآخر والدہ نے بددعا دی اور وہ بددعا ان کو لگی، لمبا قصہ ہے، غالباً وہ نفل نماز میں تھے اور ان کی والدہ کو اس کا علم نہیں تھا؛ اس لیے ان کو نماز توڑ کر جواب دینا چاہیے تھا۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۵۷۳-۵۷۴)

---

(۱) ویجب القطع لنحو انجاء غریق أو حریق، ولو دعاه أحد أبویه فی الفرض لایجیبه إلاأن یستغیث به وفی النفل إن علم أنه فی الصلاة فدعاه لایجیبه وإلاأجابه. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب ادراک الفریضة: ۲/ ۵۰۴-۵۰۵، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

وفی ردالمحتار: والحاصل أن المصلی متی سمع أحدا یستغیث وإن لم یقصده بالنداء، أو کان أجنبیاً وإن لم یعلم ماحل به أوعلم وکان له قدرة علی إغاثته وتخلیصه وجب علیه إغاثته وقطع الصلاة فرضاً کانت أوغیره...فلا تجوز إجابته بخلاف ماإذا لم یعلم أنه فی الصلاة فإنه یجیبه، لماعلم فی قصة جریج الراهب، ودعاء أمه علیه. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب ادراک الفریضة: ۲/ ۵۰۴، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

(۲) عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال. لایتکلم فی المهد إلا ثلاثة عیسیٰ　==

نماز کن حالات میں توڑی جاسکتی ہے:

سوال: نماز پڑھتے وقت کون سی مجبوری کے تحت نماز توڑی جاسکتی ہے، مثلاً: ریح خارج ہو جائے، خطرناک کیڑا قریب آنے لگے، گھر میں اکیلے پڑھ رہے ہوں اور کوئی دروازے پر آجائے، گھر میں اکیلے پڑھ رہے ہوں اور سویا ہوا بچہ اٹھ کر رونے لگے، چولہے پر ہانڈی رکھ کر بھول گئے، جسم سے خون بہنے لگ جائے، کیا ایسے حالات میں نماز توڑنے سے گناہ ہوگا (یا نہیں)؟

الجواب

جو عذر آپ نے لکھے ہیں، ان میں نماز توڑنا صحیح ہے؛ کیوں کہ ایسی تشویش کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔(۱) واللہ اعلم (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۷۵)

کواڑ بند کر کے نماز شروع کی اور کسی نے آکر شور مچانا شروع کیا تو کیا کرے:

سوال (۱) کسی حالت میں اگر دروازہ کوٹھے کا اندر سے بند کر کے کوئی نماز شروع کرے اور دوسرا شخص باہر سے اندر جانا چاہے، جب کہ اندر والے شخص کا حال نماز پڑھنے کا معلوم نہیں، حالاں کہ باہر والے نے ایسا تنگ کیا ہے کہ اندر والے کو نماز کا رجوع مشکل ہو گیا ہے، (یعنی نمازی کے لیے خشوع باقی رکھنا مشکل ہو گیا ہے) اب نمازی کیا طریقہ اختیار کرے؟

حالت نماز میں انسان یا حیوان حملہ آور ہو تو کیا کرے:

(۲) اسی نماز قائم ہوئی حالت میں مقابلۂ دشمن از قسم انسان، یا حیوان، یا حشرات الارض کس طرح کرے، جس میں اندیشہ نقصان ہو؟

== وكان فى بنى إسرائيل رجل يقال له جريج يصلى جاء ته أمه فدعته فقال أجيبها أو أصلى، فقالت: أللهم لاتمته حتىٰ تريه وجوه المومسات وكان جريج فى صومعته فتعرضت له امرأة فكلمته فأبىٰ فأتت راعياً فأمكنته من نفسها فولدت غلامًا فقيل لها: ممن فقالت من جريج فأتوه فكسروا صومعته و أنزلوه وسبوه فتوضأ وصلى ثم أتى الغلام فقال من أبوك ياغلام فقال: الراعى، قالوا: نبنى صومعتك من ذهب: قال لا إلا من طين. (صحيح البخارى: ۴۸۹/۱، باب قول الله عز وجل ﴿واذكر فى الكتٰب مريم﴾)

(۱) ويجب القطع لنحو إنجاء غريق أو حريق ... (بتسليمة واحدةٍ) و فى الرد أن القطع يكون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً فالحرام لغير عذر، والمباح إذا خاف فوت مالٍ والمستحب القطع للإكمال والواجب لإحياء نفس. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة: ۵۱/۲-۵۲، دار الفكر بيروت، انيس)

وكره ... (صلاته مع مدافعة الأخبثين) ... إن لم يخف فوت الوقت وإن أتمها أثم. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب فى الخشوع: ۴۰۸/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

(۱)　ایسی حالت میں اگر کھنکارنے سے کام چل جاوے تو کھنکارنا درست ہے؛ تاکہ باہر سے آنے والا سمجھے کہ نماز پڑھ رہا ہے، جیسا کہ درمختار میں کہا:

"أو للإعلام أنه فی الصلاة فلا فساد علی الصحیح". (۱)

باقی نماز توڑنا اس صورت میں درست نہیں ہے، **کما یظهر من تفصیل العلماء.**

(۲)　نماز توڑ دے۔

درمختار میں ہے: **"ویباح قطعها لنحو قتل حیة".** (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۹۸/۴-۹۹)

نماز میں فساد آئے تو اسی وقت ختم کر دے:

سوال: امام صاحب سے فرض چار رکعات کی دوسری رکعت میں قرأت میں فاحش غلطی ہوگئی، جس کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی تو کیا چار رکعات پوری کریں گے، یا جس وقت غلطی ہوئی، اسی وقت بیٹھ کر سلام پھیر کر نماز کا اعادہ کریں گے؟

الجواب ـــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

نماز میں جب فساد آ گیا تو اب اس کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ اسی وقت ختم کر کے اعادہ کر لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (محمود الفتاویٰ:۴۶۳/۱)

نماز کی نیت توڑنا:

سوال: ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور وہ انگوٹھی چاندی کی، یا روپیہ غسل خانے میں بھول آیا ہے، نماز پڑھنے کی حالت میں یاد آیا، اب وہ کیا کرے نماز توڑ کر لاوے، یا نہیں؟ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ مجھ کو وہ گم شدہ چیز مل جائے گی؟

الجواب ـــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

اگر احتمال گم ہونے اور نہ ملنے کا غالب ہے تو نماز کو توڑ کر لانا جائز ہے ورنہ نماز کو تمام کرے۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(تالیفات رشیدیہ:۲۸۵)

---

(۱)　الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۳۷۷/۲، مکتبة زکریا دیوبند، ظفیر

(۲)　وند دابة، وفور قدر، وضیاع ما قیمته درهم، له أو لغیره. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۴۲۵/۲-۴۲۶، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

قوله: (ویباح قطعها) أی ولو کانت فرضاً، کما فی الإمداد. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۴۲۵/۲، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

(۳)　ویجب القطع لنحو إنجاء غریق أو حریق ... (بتسلیمة واحدةٍ).　==

امام کے قتل کئے جانے کے وقت مقتدی نیت توڑ سکتے ہیں، یا نہیں:

سوال: اگر امام کو دشمن قتل کریں بحالت جماعت تو مقتدی نیت توڑ کر دشمن کو پکڑیں، یا کیا کریں؟

الجواب

فقہاء حنفیہ نے لکھا ہے کہ احیاء نفس کے لیے نماز کو توڑ نا واجب ہے۔

شامی اور درمختار میں ہے:

"ویجب القطع لنحو لإنجاء غریق أوحریق". (۱)

لہٰذا صورت مسئولہ میں مقتدیوں کو نماز قطع کر کے امام کو بچانا چاہیے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصہ نماز میں معروف ہے اور کتب احادیث میں مذکور ہے کہ صحابہ مقتدیوں نے دوسرے صحابی کو امام کر کے نماز پوری کی اور بعض صحابہ نے نماز توڑ کر قاتل کو پکڑا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۳۱/۴)

چار آنے کے نقصان پر نماز توڑنا کیسا ہے:

سوال: چار آنے کا نقصان ہوتا ہو تو نماز توڑنا بلا معصیت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے کہ ایک درہم کی مقدار کے نقصان ہونے پر نماز کو قطع کرنا درست ہے اور درہم قریب چار آنہ کے ہوتا ہے، (۲) اور شامی نے بعض فقہا (یعنی چاندی) سے اس سے کم پر بھی جواز قطع صلوٰۃ نقل کیا ہے؛ مگر عام مشائخ اسی پر ہیں کہ چار آنے کے نقصان پر قطع کرسکتا ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۳/۴)

== و فی الرد: أن القطع یکون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً فالحرام لغیر عذر، والمباح إذا خاف فوت مالٍ والمستحب القطع للإکمال والواجب لإحیاء نفس. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ: ۵۱/۲ـ۵۲، دار الفکر بیروت، انیس)

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ: ۵۰۴/۲، انیس) ویجب (قطع الصلوٰۃ) لإغاثۃ ملهوف وغریق وحریق. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ ومایکره فیها: ۴۲۶/۲، مکتبۃ زکریا دیوبند، ظفیر)

(۲) درہم کا وزن چاندی میں تین ماشہ سوا رتی ہے، لہٰذا اس کی قیمت کے برابر نقصان پر نماز قطع کرسکتا ہے۔ ظفیر

(۳) ویباح قطعها لنحو قتل حیۃ وند دابۃ، وفور قدر، وضیاع ما قیمته درهم، له أو لغیره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکره فیها: ۴۲۵/۲ـ۴۲۶، مکتبۃ زکریا دیوبند، انیس)

(قوله: ما قیمته درهم) قال فی مجمع الروایات: لأن مادونه حقیر فلایقطع الصلوٰۃ لأجله ==

لقمہ دینے پر امام کا نیت توڑ کر ڈانٹنا کیسا ہے:

سوال: زید نے عمر کو تراویح کی نماز میں لقمہ دیا، عمر نے زید کو نیت توڑ کر ڈانٹا تو کیا عمر کا زید کو اس طرح نماز توڑ کر ڈانٹنا شرعاً جائز ہے؟ نیز جس نماز میں نیت توڑ کر ڈانٹا گیا اس کو پھر پڑھنا ضروری ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ لقمہ صحیح دیا گیا، یا غلط، تب تک کیسے بتایا جائے کہ ڈانٹنا مناسب تھا، یا نہیں؟ ہوتا یہ ہے کہ بعض دفعہ لقمہ دینے والوں کی نیت حافظ کو تنگ کرنے اور اسے ذلیل کرنے کی ہوتی ہے اور اس کے لیے لوگ باضابطہ محاذ بناتے ہیں؛ تاکہ حافظ صاحب امام کی وقعت وعزت لوگوں کی نگاہ میں کم ہو، ایسا کرنے والے بہرحال ڈانٹ سننے کے مستحق ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ امام صاحب کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں چاہے غلط پڑھ کر نکل جاؤں، مگر مجھے کوئی نہ ٹوکے، اس طرح میری عزت عوام میں کم ہوجاتی ہے، ظاہر ہے کہ ایسے امام ڈانٹ کے مستحق ہیں، صحیح مسئلہ تو یہ ہے کہ مقتدی کو دیکھنا چاہیے کہ اگر حافظ امام خود سنبھل جائے تو سبحان اللہ، ورنہ اگر غلط پڑھ کر نکل رہا ہو، یا پریشان ہو رہا ہو تو ایسے موقع پر بدرجۂ مجبوری لقمہ دینا چاہیے اور امام کو بھی چاہیے کہ وہ اگر غلطی کر رہا ہو تو ٹوکنے والے کے ٹوکنے کو بُرا نہ مانے؛ بلکہ وسیع القلبی کے ساتھ لقمہ قبول کرے کہ اس کی اصلاح ہو رہی ہے، (۱) اور عوام کو تو دھوکا میں رکھا جاسکتا ہے اللہ کو نہیں، خود عوام کو یہ سمجھنا چاہیے کہ حافظ انسان ہی ہے، اس سے بھول چوک ہوسکتی ہے اور تیس پاروں کو یاد رکھنا کچھ آسان کام نہیں ہے، محض اللہ کا فضل ہے؛ اس لیے ذرا کوئی حافظ بھولا اور اس کے پیچھے پڑ گئے، یہ روش کسی طرح مناسب نہیں۔

رہا سوال نماز کا تو ظاہر ہے کہ جب امام نے نیت ہی توڑ دی تو نماز ختم ہوگئی، ان دو رکعتوں کو تو دہرانا پڑے گا ہی۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خالد سیف اللہ رحمانی، ۱۳۹۷/۶/۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۱۱-۴۱۲)

== لٰکن ذکر فی المحیط فی الکفالۃ: أن الحبس بالدانق یجوز فقطع الصلوٰۃ أولیٰ، وھٰذا فی مال الغیر أما فی مالہ لا یقطع والأصح جوازہ فیھما، آہ، وتمامہ فی الإمداد، والذی مشی علیہ فی الفتح التقیید بالدرھم. (رد المحتار، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا، قبیل مطلب فی أحکام المسجد: ۲/۴۲۶، مکتبۃ زکریا دیوبند، انیس)

(۱) (بخلاف فتحہ علیٰ إمامہ) فإنہ لا یفسد (مطلقاً) لفاتح وآخذ بکل حال (الدر المختار علیٰ ھامش رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا: ۲/۳۸۱-۳۸۲، مکتبۃ زکریا دیوبند، انیس)

تتمۃ: یکرہ أن یفتح من ساعتہ کما یکرہ للإمام أن یلجئہ الیہ، بل ینتقل إلیٰ آیۃ أخریٰ لا یلزم من وصلھا ما یفسد الصلاۃ أو إلیٰ سورۃ أخریٰ، أو یرکع اذا قرأ قدر الفرض الخ (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیھا: ۲/۳۸۲، مکتبۃ زکریا دیوبند، انیس)

(۲) (ویفسدھا التکلم) ھو النطق بحرفین أو حرف مفھم کع وق أمراً. (الدر المختار علیٰ ھامش رد المحتار، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا: ۲/۳۷۰، مکتبۃ زکریا دیوبند، انیس)

زلزلہ کے وقت نماز کا توڑنا:

سوال: بحالت نماز اگر زلزلہ آ جائے تو نماز کو توڑ کر باہر کسی محفوظ جگہ پر جانا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

زلزلہ کے باعث باجماعت نماز توڑ کر باہر نکلنے کے بارے میں صریح جزئیہ نہیں ملا؛ مگر فقہی ذخائر میں بعض ایسے جزئیات موجود ہیں کہ مالی نقصان سے بچنے کے لیے نماز توڑا جا سکتا ہے تو جانی نقصان سے بچنے کے لیے نماز توڑنا بدرجہ اولی جائز ہوگا، چوں کہ زلزلہ میں جانی نقصان کا خطرہ ہوتا ہے؛ اس لیے نماز چھوڑ کر باہر نکلنا جائز ہے۔

لما قال ابن عابدين: تتمة: نقل عن خط صاحب البحر علٰی هامشه: أن القطع يكون حرامًا ومباحًا ومستحبًا وواجبًا فالحرام لغير عذر والمباح إذا خاف فوت مال والمستحب القطع للاكمال والواجب لإحياء نفس. (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۲۴/۳ـ۲۲۵)

حالت حدث و جنابت میں نماز پڑھا دے تو کیا کرے:

سوال: اگر کسی امام نے حالت حدث یا حالت جنابت میں نماز پڑھائی ہو تو ان نمازوں کا کیا علاج ہو، جب کہ یہ یاد نہ ہو کہ اس وقت کون کون نمازی تھے اور ان کو کس طرح اطلاع دیوے؟

الجواب

درمختار میں ہے کہ ''اگر امام نے حالت جنابت میں یا حالت حدث میں نماز پڑھادی، تو اس کو لازم ہے کہ مقتدیوں کو اطلاع کردے''۔ (۲)

پس امام مذکور کو چاہیے کہ حتی الوسع جو جو مقتدیوں میں سے یاد آجاویں، ان کو اطلاع کردے کہ فلاں وقت کی نماز کا اعادہ کرلیں؛ کیوں کہ وہ نماز نہیں ہوئی تھی اور جو یاد نہ آوے، اس کی نماز ہوگئی، اس کو اطلاع نہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے، اگر پھر کبھی یاد آجاوے تو اس کو بھی اطلاع کردی جاوے اور خود امام مذکور بھی اس نماز کا اعادہ کرے اور اس گناہ سے توبہ واستغفار کرے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۷۶/۳ـ۷۷)

---

(۱) رد المحتار، باب ادراك الفريضة، مطلب قطع الصلٰوة يكون حرامًا ومباحًا، إلخ: ۵۰۰/۲، مكتبة زكريا، انيس)

وفي الهندية: وكذا الأجنبي إذا خاف أن يسقط من سطح أو تحرقه النار أو يغرق في الماء واستغاث بالمصلي وجب عليه قطع الصلاة رجل قام إلى الصلاة فسرق منه شئ قيمته درهم له أن يقطع الصلاة ويطلب السارق سواء كانت فريضة أو تطوعًا؛ لأن الدراهم مال، إلخ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة ومما يتصل بذلك مسائل: ۱۰۹/۱، انيس)

(۲) كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب أو فاقد شرط أو ركن وهل عليهم إعادتها إن عدلاً نعم وإلا ندبت. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، باب الإمامة، فروع صح اقتداء متنفل بمتنفل: ۳۴۰/۲ـ۳۴۱، زكريا ديوبند، انيس)

جس نے غلطی سے حالت جنابت میں نماز پڑھادی:

سوال: زید محتلم نے خطاءً نماز پڑھ لی اور اپنی خطا پر نادم ہے اور تائب ہے تو اب زید قابل امامت رہا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

اس نماز کی قضا کر لیوے اور توبہ کے بعد گناہ اس کا معاف ہو گیا، وہ قابل امامت ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۳/۱۷۵)

کھاد والی گھاس پر نماز پڑھنا:

سوال: میرے محلّہ کی مسجد شریف کے صحن میں جو مسجد سے ملحق (متصل) ہے موجودہ انتظامیہ بجائے پختہ کرنے کے گڑیا گوبر کی کھاد ڈال کر گھاس لگا رہی ہے اور ظاہر ہے گھاس کو زندہ رکھنے کے لئے پانی برابر دیا جاتا رہے گا، کیا یہ جگہ کسی قسم کی نماز کے لیے موزوں ہو گی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس گھاس پر نماز دو صورتوں سے صحیح ہو سکتی ہے، ایک یہ کہ کھاد بالکل مٹی بن جائے اور اس کا علاحدہ وجود قطعاً نظر نہ آئے، دوسری صورت یہ کہ گھاس اتنی گھنی اور بڑی ہو کہ اس میں سے کھاد تک نمازی کا کوئی عضو نہ پہنچے، کھاد سے نجس پانی جو گھاس کو لگا ہو گا، وہ پانی جب گھاس پر سے خشک ہو جائے گا، گھاس پاک ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵/شوال ۱۳۹۹ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۴۰)

پاک کپڑا نہ ہو تو ناپاک میں نماز پڑھ لے:

سوال: زید کے کپڑے ناپاک ہو گئے اور نماز کا وقت ہو گیا، پانی موجود نہیں، نماز قضا کرے، یا ناپاک کپڑوں ہی میں ادا نماز پڑھ لے، شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس وقت ناپاک کپڑے ہی میں پڑھ لے؛ مگر اس کے بعد دوسری نماز کے وقت کے اندر پاک کپڑا ملنے کا ظن غالب ہو تو اس وقت نماز پڑھنا فرض نہیں، مع ہذا بہتر ہے کہ اس وقت بھی پڑھ لے اور بعد میں قضا بھی پڑھے، کما قالوا فی العاجزعن القیام ویغلب علی ظنه القدرة بعده . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۱/ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۴۱)

---

(۱) (كما يلزم إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) أو فا قد شرط أو ركن إلخ. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، فروع صح اقتداء متنفل بمتنفل: ۲/۳٤۰، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

ارشاد نبوی ہے: " التائب من الذنب كمن لا ذنب له " . (مشكوٰة المصابيح، باب الاستغفار: ۲۰٦، ظفير)

ایسے پلاسٹک پر نماز جس کی نچلی جانب نجس ہو:

سوال: پلاسٹک اور نائلون کو ملا کر ایک کپڑا تیار کیا گیا ہے، جو دبیز بھی ہے اور اس میں پانی جذب نہیں ہوتا، کیا ایسا کپڑا اگر نیچے کی طرف سے ناپاک ہوجائے، یا اس کو ناپاک یا مشتبہ جگہ بچھا کر اس کے اوپر نماز پڑھی جائے تو جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ہر ایسی چیز کہ اس میں ایک جانب لگی ہوئی نجاست دوسری طرف سرایت نہ کرے، اس کی پاک جانب پر نماز درست ہے، اسی طرح ناپاک، یا مشتبہ زمین پر ایسا پلاسٹک بچھا کر نماز جائز ہے؛ بلکہ ایسے شفاف پلاسٹک پر بھی نماز درست ہے، جس کے اندر سے نیچے کی نجاست نظر آتی ہو، کما قالوا فی الزجاج، البتہ اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ اس میں سے نجس زمین، یا نجاست نظر آتی ہو، یا نجاست کی بدبو محسوس ہو تو اس پر نماز درست نہیں۔

قال فی الرد عن البدائع بعد حکایته القول الثانی: وعلی هذا لوصلّٰی علٰی حجر الرحی أوباب أوبساط غليظ أومكعب أعلاه طاهر وباطنه نجس عند أبی يوسف لايجوز نظراً إلٰی اتحاد المحل، فاستوٰی ظاهره وباطنه كالثوب الصفيق وعند محمد يجوز؛ لأنه صلّٰی فی موضع طاهر كثوب طاهر تحته ثوب نجس بخلاف الثوب الصفيق؛ لأن الظاهر نفاذ الرطوبة إلی الوجه الاخر، اه. وظاهره ترجيح قول محمد وهو الأشبه ... وذكر فی المنية وشرحها: إذا كانت النجاسة علٰی باطن اللبنة أوالآجرة وصلّٰی علٰی ظاهرها جاز وكذا الخشبة إن كانت غليظة بحيث يمكن أن تنشر بصفين فيما بين الوجه الذی فيه النجاسة والوجه الآخر وإلا فلا، آه، وذكر فی الحلية أن مسألة اللبنة والاجرة علی الاختلاف المار بينهما وأنه فی الخانية جزم بالجواز وهو إشارة إلٰی اختياره وهو حسن متجه وكذا مسألة الخشبة علی الاختلاف وأن الأشبه الجواز عليها مطلقًا ثم أيده بأوجه فراجعه. (قوله ومبسوط علٰی نجس، إلخ) ... عن شرح المنية وكذا الثوب إذا فرش علی النجاسة اليابسة فإن كان رقيقًا يشف ما تحته أو توجد منه رائحة النجاسة علٰی تقدير أن لها رائحة لا تجوز الصلاة عليه وإن كان غليظًا بحيث لايكون كذلك جازت، اه. (۱) فقط واللّٰه تعالٰی أعلم

۱۷/ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۴۲۳-۴۲۴)

(۱) رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب فی التشبه بأهل الكتاب: ۶۲۶/۱، دار الفكر بيروت، انيس

امام پر مقتدیوں کی بے احتیاطی کا اثر پڑتا ہے:

سوال: امام سے نماز میں اکثر غلطی ہوتی رہتی ہے، کیا اس کی وجہوں میں سے یہ بھی ہے کہ مقتدی کی غلطی سے ہوتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجوب ــــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

مقتدی طہارت وغیرہ کی احتیاط نہ کرے تو امام پر اس کا اثر پڑنا حدیث سے ثابت ہے۔

عن شبيب بن أبى روح عن رجل من أصحاب النبى صلى اللّٰه عليه وسلم عن النبى صلى اللّٰه عليه و سلم أنه صلّٰى صلاة الصبح، فقرأ الروم، فالتبس عليه، فلما صلّٰى، قال: ما بال أقوام يصلون معنا لا يحسنون الطهور وإنما يلبس علينا القرآن أولٰئك. {رواه النسائى}(مشكوة المصابيح: ۳۹)(۱) **فقط واللّٰه تعالٰى أعلم**

۲۸/ جمادی الآخرہ ۱۳۹۳ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۲۴/۳)

ناپاک کپڑوں میں پڑھی ہوئی نماز دوبارہ پڑھی جائے:

سوال: نماز سے پہلے آدمی کو معلوم ہو کہ میرے کپڑے خراب ہیں؛ لیکن وہ نماز کے وقت ہونے پر بھول جائے اور نماز پڑھ لے، نماز میں یاد آنے پر، یا بعد میں یاد آئے تو کیا اس کی نماز ہوگئی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

اگر بدن یا کپڑے پر اتنی نجاست لگی ہو جو نماز سے مانع ہے تو نماز نہیں ہوگی، اگر بھولے سے نماز شروع کر دی اور نماز ہی میں یاد آ گیا تو فوراً نماز چھوڑ دے اور نجاست کو دور کر کے دوبارہ نماز پڑھے اور اگر نماز کے بعد یاد آیا، تب بھی دوبارہ نماز پڑھے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۴۹/۳)

عشا کی فرض بے وضو پڑھے اور سنت و وتر باوضو، تو اعادہ کا کیا حکم ہے:

سوال: اگر عشا کی فرض بھول کر بے وضو پڑھ لے اور سنت اور وتر باوضو پڑھے اور اندرون وقت یاد آجاوے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہیے، نہ وتر کا۔ امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے گا، اس کی کیا وجہ ہے؟

---

(۱) سنن النسائى، القراءة فى الصبح بالروم، رقم الحديث: ٩٤٧، انيس

(۲) (النجاسة نوعان)...(والغليظة) إذا زادت علٰى قدر الدرهم تمنع جواز الصلاة. (الفتاوىٰ الخانية علٰى هامش الهندية، كتاب الطهارت، فصل فى النجاسة التى تصيب الثوب: ١/١٨، انيس)

الجواب

یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے اور وجہ سنتوں کے اعادہ کی اور وتر کے عدم اعادہ کی موافق مذہب امام اعظمؒ کے یہ ہے کہ جب فرض عشا کے نہ ہوئے تو فرض کے اعادہ کے ساتھ سنت کا بھی اعادہ کرے؛ کیوں کہ سنت تابع فرض کے ہیں اور وتر چونکہ واجب مستقل ہے اور وہ وضو سے ہوئے، لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور صاحبینؒ چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں؛ اس لیے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں اور صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آ گیا اور بعد وقت گذرنے کے اگر یاد آیا تو صرف فرض عشا کے پڑھے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۳/۴-۶۴)

درمیان نماز امام کا وضو ٹوٹ گیا اور اس نے نہیں بنایا تو اس نماز کا اعادہ ہر ایک پر ضروری ہے:

سوال: اگر امام کا وضو ٹوٹ گیا اور اس نے اس وقت خبر نہیں کی؛ بلکہ بعد نمازیوں کے جانے کے خود اعادہ کیا تو کیا مقتدیوں کی طرف سے بھی اعادہ ہوگیا؟

الجواب

سب مقتدی اور امام اس کا اعادہ کریں، تنہا امام کے اعادہ سے مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۲/۳)

ناپاک کپڑوں میں نماز:

سوال: زید نے اپنا ناپاک کپڑا ایک شخص کو پاک کرنے کے واسطے دیا، جب وہ پاک کرکے لایا تو زید نے اس کو پہن کر نماز عشا پڑھائی، بعد فارغ ہونے کے دیکھا تو کپڑا بدستور ناپاک تھا؛ لیکن زید نے بوجہ شرم کے کچھ نہ کہا، چند سال کے بعد زید کو خیال آیا کہ فلاں وقت کی نماز باطل ہوئی تھی اور اس میں مقتدی بھی بہت تھے تو اب زید کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

اگر وہ پلیدی دھلنے سے رہ گئی تھی اور مقدار میں مانع عن الصلوٰۃ تھی تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے،(۳) اور جو مقتدی یاد آتے جاویں، ان کو اطلاع کر دینی چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۹/۳)

(۱) وعلٰی هٰذا إذا صلى العشاء ثم توضأ وصلى السنة والوتر ثم تبين أنه صلى العشاء بغير طهارة فعنده يعيد العشاء والسنة دون الوتر؛ لأن الوتر فرض علٰى حدة عنده (أى عند أبى حنيفة) وعندهما يعيد الوتر أيضاً لكونه تبعاً للعشاء، والله أعلم. (الهداية، باب قضاء الفوائت: ۱۳۹/۱، ظفير)

(۲) (وإذا ظهر حدث إمامه) وكذا كل مفسد فى رأى مقتدٍ (بطلت فيلزم إعادتها) لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادًا. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، فروع صح اقتداء متنفل بمتنفل: ۳۳۹/۲-۳۴۰، مكتبة زكريا ديوبند، ظفير)

(۳) النجاسة إن كانت غليظة وهى أكثر من قدر الدرهم فغسلها فريضة والصلاة فيها باطلة. (الفتاوىٰ الهندية، الباب الثالث فى شروط الصلاة، الفصل الأول: ۵۸/۱، انيس)

==

مصلی کا کونہ ناپاک ہوتو نماز ہوجائے گی:

سوال: مصلی کا ایک کونہ ناپاک ہوگیا تو کیا اس ناپاک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ یا دوسرے کونہ پر کھڑا ہوکر نماز پڑھنے سے نماز ہوگی، یا نہیں؟ یا اس کونے کے ناپاک ہونے کی وجہ سے تمام مصلی کو ناپاک کہیں گے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملہم الصواب

اس صورت میں نماز ہوجائے گی، صرف دونوں پاؤں، دونوں ہاتھوں، گھٹنوں اور سجدہ کی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔

وفي الدر في بحث شروط الصلاة: (هي) ستة (طهارة بدنه) ... (من حدث) ... (وخبث) ... (وثوبه) وكذا مايتحرك بحركته ... (ومكانه) أي موضع قدميه أو أحدهما إن رفع الأخرىٰ وموضع سجوده اتفاقاً في الأصح، لاموضع يديه وركبتيه على الظاهر.

وفي الرد تحت ثوبه: (قوله: وكذا ما) أي شيء متصل به يتحرك بحركته كمنديل طرفه علىٰ عنقه وفي الآخر نجاسة مانعة ... بخلاف ما لم يتصل كبساط طرفه نجس وموضع الوقوف والجبهة طاهر فلا يمنع مطلقاً ... (وتحت قوله ومكانه) فلا تمنع النجاسة في طرف البساط ولو صغيراً في الأصح ... (وتحت قوله على الظاهر) أي ظاهر الرواية كما في البحر، لكن قال في منية المصلي: قال في العيون: هٰذه رواية شاذة، آه، وفي البحر: واختار أبو الليث أن صلاته تفسد وصححه في العيون، اه، وفي النهر: وهو المناسب لاطلاق عامة المتون وأيده بكلام الخانية، قلت: وصححه في متن المواهب ونور الإيضاح والمنية وغيرها فكان عليه المعول وقال في شرح المنية: وهو الصحيح؛ لأن اتصال العضو بالنجاسة بمنزلة حملها وإن كان وضع ذلك العضو ليس بفرض. (۱) فقط والله تعالىٰ أعلم

۲۸ر شوال ۱۳۸۸ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/۴۲۲)

ناپاکی میں نماز پڑھانا سخت جرم ہے:

سوال: حضرت والا! بندہ سے یہ قصور ہوگیا ہے کہ میں نے بدنامی کے خوف سے ناپاکی کی حالت ہی میں کچھ نمازیں پڑھادیں، مجھے کیا کرنا چاہیے؟

== (كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أوجنب) أوفاقد شرط أوركن، وهل عليهم إعادتها إن عدلاً؟ نعم وإلا ندبت. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۲/ ۳٤۰ـ ۳٤۱، مكتبة زكريا، ظفير)

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ۱/ ٤۰۲ـ٤۰۳، دار الفكر بيروت، انيس

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

میرے محترم! آپ نے ناپاکی کی حالت میں جو نمازیں پڑھائیں، اس میں آپ نہایت سخت جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ (قصداً بے وضو نماز پڑھنا اگرچہ ظاہر الروایۃ میں موجب کفر نہیں ہے؛ لیکن حنفیہ کی ایک نادر الروایۃ یہ ہے کہ ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے، اس سے اس عمل کی شناعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔)

"الخلاف في مسئلة الصلاة بلاطهارة، وإن الاكفار رواية النوادر، وفي ظاهر الرواية: لايكون كفراً". (۱)

یہ اللہ تعالیٰ پر (جو کہ پوشیدہ اور ظاہر سب پر مطلع ہے اور ہر وقت ہر چیز کو دیکھتا اور سنتا ہے) انتہائی جرأت ہے، آپ کو ہرگز ہرگز ایسا جان بوجھ کر نہیں کرنا چاہیے تھا، اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہائی میں روئیے اور پشیمانی ظاہر کر کے معافی طلب کیجیے اور آئندہ کبھی بھی ایسا نہ کیجیے، چاہے کتنی بھی بے شرمی محسوس ہوتی ہو، اثنائے نماز میں اگر ناپاکی کا علم ہو جائے، یا وضو ٹوٹ جائے تو فوراً نماز توڑ دیجیے اور مقتدیوں سے کہہ دیجیے کہ میری نماز ٹوٹ گئی، تم نماز پڑھ لو، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے سامنے ہیچ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ رکھ کر مایوس نہ ہوئیے؛ مگر اس قہار وجبار عالم الغیب والشہادت کی پکڑ اور اس کے غیظ وغضب سے کبھی مطمئن نہ ہوئیے:

﴿فَلاَ يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (الأعراف: ۹۹) (خدا کی خفیہ تدبیروں اور گرفتوں سے سوائے خاسر لوگوں کے کوئی مطمئن نہیں ہوتا۔)

(مکتوبات: ۱۹/۴-۲۰) (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۲۴)

اسپرٹ کی پالش پر نماز درست نہیں:

سوال: **هل تجوز الصلاة على الموائد اللتي تزين بخلاصة الخمر أم لا؟** (۲)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ما كان فيه اختلاط خلاصة الخمر (اسپرٹ) فهو نجس لاتجوز الصلاة عليه بلابسط الثوب الطاهر. "وبه يعلم أن مايستقطر من دردي الخمر وهو المسمى بالعرقي في ولاية الروم نجس حرام كسائر أصناف الخمر". (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۶۴/۴)

(۱) ردالمحتار، كتاب الطهارت: ۸۱/۱، انیس

(۲) ترجمہ: کیا ان کپڑوں پر نماز جائز ہے، جن پر اسپرٹ کی پالش دی جاتی ہے؟ انیس

(۳) ردالمحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر من دردي الخمر: ۳۰۰/۱، ظفیر

ترجمہ: جس چیز میں اسپرٹ کی آمیزش ہو وہ ناپاک ہے؛ اس لیے ان کپڑوں پر کوئی پاک کپڑا بچھائے بغیر نماز جائز نہیں ہے۔ انیس

زخم پر اسپرٹ لگا کر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: جب کوئی شخص زخمی ہوجاتا ہے تو خون کو بند کرنے کے لیے زخم پر اسپرٹ لگایا جاتا ہے تو کیا زخم پر اسپرٹ لگا کر نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب

اسپرٹ میں چوں کہ الکحل استعمال کیا جاتا ہے؛ اس لیے اگر الکحل عنب، زبیب اور کھجور سے بنایا گیا ہوتو بالاتفاق اس کا استعمال جائز نہیں اور نہ اس کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے اور اگر ان چار کے علاوہ دیگر اشیا سے تیار کیا گیا ہوتو امام ابوحنیفہ کے نزدیک پاک ہے اور اس کے استعمال میں رخصت کی گنجائش ہے۔

چونکہ آج کل کا الکحل ان چاروں اشیا کے علاوہ دیگر حبوب اور چھلکوں، پٹرول وغیرہ سے بنایا جاتا ہے؛ اس لیے عموم بلویٰ کے پیش نظر امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ کے مطابق نماز درست ہے۔

لما قال الشيخ المحقق المفتي محمد تقي عثماني: وأن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية والعطور وغيرها لا تتخذ من العنب أو التمر انما تتخذ من الحبوب و القشور أو البترول وغيره، كما ذكرنا في باب بيع الخمر من كتاب البيوع وحينئذٍ هنالك فسحة في الأخذ لقول أبي حنيفة عند عموم البلوى. (تكملة فتح الملهم: ۶۰۸/۳، كتاب الأشربة، حكم الكحول المكرة) (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۳۲/۳)

صبح کو ازار پر دھبہ دیکھے تو کیا وہ صبح کی نماز لوٹائے:

سوال: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز عشا ادا کر کے سوجائے اور بعد طلوع آفتاب بیدار ہوکر ازار پر دھبہ منی کا دیکھے، اس کو عشا کی نماز لوٹانا چاہیے، یہ صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

جو شخص عشا کی نماز پڑھ کر سویا اور صبح کو جس وقت اٹھا تو اس نے کپڑے پر منی کا دھبہ دیکھا تو عشا کی نماز لوٹانے کا اس کے لیے حکم نہیں ہے اور کتاب مذکور میں ہرگز ایسا نہ ہوگا، سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے، مکرر اس کو غور سے دیکھا جائے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۷/۴-۳۸)

---

(۱) لما قال الشیخ مولانا اشرف علی التھانوی: اسپرٹ اگر عنب زبیب، رطب تمر سے حاصل نہ کی گئی ہوتو اس میں گنجائش ہے، للاختلاف، ورنہ گنجائش نہیں، للاتفاق۔ (امداد الفتاویٰ: ۸۲/۱، باب الانجاس)

کپڑے پر دھبہ دیکھے تو کیا کرے:

سوال: امام کو احتلام ہوا، کپڑا دھوکر نماز پڑھاتا رہا، دو تین دن کے بعد کرتہ پر دھبہ منی کا پایا تو اب نمازوں کا اعادہ کرنا چاہیے، یا نہیں؟ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس کس نے اس کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں؟

الجواب

کتب فقہ میں اس صورت میں یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے کپڑے پر منی پائی بقدر درہم سے زیادہ تو آخر نوم کے بعد میں جو نماز اس نے اس کپڑے سے پڑھی ہے اس کو لوٹادے گا، مثلاً: آج بعد نماز ظہر اس نے کپڑے پر منی دیکھی تو اگر دو پہر کو بھی سویا ہے تو اسی وقت سے کپڑا ناپاک سمجھا جاوے گا اور اگر دو پہر کو نہیں سویا؛ بلکہ رات کو سویا تھا تو اس وقت سے ناپاک سمجھا جاوے گا اور اس کے بعد سے جو نمازیں پڑھی ہیں، وہ لوٹائی جائیں گی اور بقدر امکان مقتدیوں کو بھی اطلاع کرنی چاہیے، جوں جوں یاد آتے جاویں، ان کو خبر کردے۔

كما في الدر المختار: (كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) أو فاقد شرط أو ركن، إلخ. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۵-۴۶)

جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: جیب میں کوئی ناپاک چیز، یا ناپاک کپڑا، قصداً، یا سہواً رہ جائے اور نماز پڑھ لی جاوے تو نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں نماز صحیح نہ ہوگی، اس نماز کو پھر پڑھنا چاہیے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۴۲)

سیپ کے بٹن کے ساتھ نماز جائز ہے، یا نہیں:

سوال: سیپ کے بٹن کپڑے میں لگے ہونے سے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ ویسے سیپ حلال و پاک ہے۔

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة، فروع صح اقتداء متنفل بمتنفل: ۲/۳٤۰، انيس

(۲) (وعفى) الشارع (عن قدر درهم) وإن كره تحريماً ... وفوقه مبطل. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، كتاب الطهارت، باب الأنجاس: ۱/۵۲۰-۵۲۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

ففي المحيط: يكره أن يصلي ومعه قدر درهم أو دونه من النجاسة عالماً به، إلخ. (رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس: ۱/۵۲۰، مكتبة زكريا ديوبند، ظفير)

الجواب

نماز صحیح ہے اور سیپ حلال و پاک ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۵۷)

سجدہ کے وقت قطرہ آنے کا حکم:

سوال: مجھ کو مرض ہے کہ اکثر قطرہ خطا ہوجاتا ہے، جس وقت سجدہ میں جاتا ہوں، اس وقت بھی اکثر ایسی حالت ہوجاتی ہے؛ اس کے لیے کیا کیا جاوے؟

الجواب

اگر لنگوٹ باندھنے سے رک جاوے، باندھنا چاہیے اور اگر اس سے نہ رکے تو دیکھنا چاہیے کہ سجدہ میں جانے سے اگر گاہ گاہ قطرہ آتا ہے، تب تو جب آوے وضو کرے اور اگر ہمیشہ آتا ہے تو بجائے سجدہ کے اشارہ کرلیا کرے۔

فی ردالمحتار عن الذخیرة: رجل بحلقه خراج إن سجد سال وهو قادر علی الرکوع والقیام والقراءة، إلخ. (۱/۷۹۳)(۲)

۶/شعبان ۱۳۳۱ھ (تتمہ ثانیہ، ص:۶۲) (امدادالفتاویٰ جدید:۱/۴۵۱)

عدمِ طہارت میں امامت:

سوال: اگر کسی نے عدم طہارت کی حالت میں امامت کی ہو اور اس کو تعداد نمازوں اور مقتدیوں کی یاد نہ ہو تو اس کو علاوہ اپنی نماز قضا کرنے کے مقتدیوں کے لیے کیا تدبیر کرنی چاہیے؟

الجواب

اگر اس کو کچھ یاد نہیں ہے اور تعیین نمازوں کی اور مقتدیوں کی نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ اطلاع کرنا دشوار ہے؛ اس لیے ان مقتدیوں کے اوپر اس صورت میں کچھ مواخذہ نہیں اور ان کو چوں کہ علم فساد نماز کا نہیں ہوا تو ان پر اعادہ بھی واجب نہیں ہے۔

کما فی الشامی: "وأما صلاتهم فإنها وإن لم تصح أیضاً لکن لایلزمهم إعادتها لعدم علمهم". (۳)

(۱) (وشعر المیتة)...(وعظمها)...وکذا کل ما لا تحله الحیاة ... طاهر. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الطهارة، باب المیاه: ۱/۳۵۹-۳۶۳، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

(۲) ردالمحتار، صلاة المریض، تحت قول الدر: بل تعذر السجود کافٍ. (۲/۵۶۷، مکتبة زکریا، انیس)

(۳) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: المواضع التی تفسد صلاة الإمام دون المؤتم: ۲/ ۳۴۱، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(وإذا ظهر حدث إمامه)وكذا كل مفسد فى رأى مقتد(بطلت فيلزم إعادتها)لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادا(كمايلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أوجنب)أوفاقد شرط أوركن،إلخ.(۱)

صلّى جماعة،الخ،مع إمام،إلخ،فمن تيقن مخالفة إمامه فى الجهة،إلخ،لم تجز صلا ت، إلخ، ومن لم يعلم ذلك فصلاته صحيحة.(۲)

پس شخص مذکوراپنی نمازوں کولوٹالیوے اوراس گناہ سے استغفاروتوبہ کرے، جواس سے بے طہارت نماز پڑھنے کا ہوااورمقتدیوں کے لیے استغفارکرنا بھی اچھا ہے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۸۸/۳)

ناپاکی کی حالت میں امامت اوراس سے متعلق احکام:

سوال: ایک شخص پرغسل واجب تھااس نے امام بن کرنماز پڑھادی، بعدایک وقت گذرنے یادآیا،امام نے نماز قضاکرلی اورمقتدیوں کواطلاع نہیں کی تو مقتدیوں کی نماز ہوئی، یانہ؟

الجواب

قال فى الدرالمختار:(كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهومحدث أوجنب)أوفاقد شرط أوركن،وهل عليهم إعادتها إن عدلاً؟نعم إلخ(۳ر)۔

پس معلوم ہواکہ امام کوایسی حالت میں لازم ہے کہ مقتدیوں کواطلاع کرےاور بعداطلاع کےان کولوٹانااس نماز کا چاہیے،اگراطلاع نہ ہوئی تو مقتدی معذور ہیں،ان پرکچھ مواخذہ نہیں ہے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۷۰/۳)

نماز پڑھانے کے بعدامام کومعلوم ہواکہ غسل کی ضرورت تھی،اب کیاکرے:

سوال: کسی امام نے فجرکی نماز پڑھانے کے بعدمعلوم کیاکہ اس کوغسل کی ضرورت تھی،اب وقت نکل گیا تھا، اب کیاکرناچاہیے؟

الجواب

غسل کرکےخودبھی دوبارہ نماز پڑھےاوراپنے مقتدیوں میں سے جس جس کوخبرکرسکے،خبرکردے کہ وہ بھی اعادۂ نماز کریں۔(۴)فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۶۷/۳)

---

(۱)　الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار،باب الإمامة:۳۳۹/۲۔۳۴۰،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۲)　الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار،باب صفة الصلاة:۴۰۶/۱،ظفير

(۳)　الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۳۴۰/۲۔۳۴۱،مكتبة زكريا ديوبند،انيس،ظفى

(۴)　إذا ظهر حدث إمامه)وكذا كل مفسد فى رأى مقتدٍ(بطلت فيلزم إعادتها)لتضمنها صلاة المؤتم صحة==

خروج ریح کے مریض امام نے جونماز پڑھائی اس کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص کوخروج ریاح کا مرض ہے، بسا اوقات بے خبری میں بھی ریاح خارج ہوجاتے ہیں، ایسی حالت میں اس نے تین ماہ تک امامت کی، اس سے پہلے بھی کبھی کبھی نماز پڑھا دیا کرتا تھا، بعد کو جب ٹھیک معلوم ہوگیا کہ معذور ہے، نماز پڑھانی چھوڑ دی، ایسی صورت میں امام اور مقتدیوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ اگر امام کے کہنے سے وہ اپنی نماز نہ لوٹاویں تو ان پر کیا حکم ہے؟ ان نمازوں میں جو کہ اس نے کبھی کبھی کسی موقعہ پر نمازیں پڑھائی تھیں، ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر یہ معلوم اور یقین نہیں ہے کہ جو نمازیں اس نے پڑھائی ہیں، ان میں خروج ریاح ہوا ہے؛ یعنی ریح خارج ہونے کا ان میں یقین نہیں اور یاد نہیں تو نمازیں سب کی ہوگئیں، **كما في الدر المختار: وصح لو توضأ على الانقطاع وصلىّ كذلك.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(وإذاظهر حدث إمامه) وكذا كل مفسد في رأي مقتد (بطلت فيلزم إعادتها)... (كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) أوفاقد شرط أوركن وهل عليهم إعادتها إن عدلاً؟ نعم، وإلا ندبت وقيل لا لفسقه باعترافه، اه. (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۳۳۳-۳۳۴)

ناپاکی میں نماز پڑھانے کا وبال امام پر ہے:

سوال: ناواقفیت کی وجہ سے امام نے ناپاکی کی حالت میں نمازیں پڑھادیں، یہ بھی صحیح معلوم نہیں کہ کن کن لوگوں نے اس کی اقتدا کی ہے تو اب وہ کیا کرے؟

الجواب

جو نمازیں ناواقفیت کی وجہ سے ناپاکی کی حالت میں پڑھائی گئی ہیں، وہ سب بھی واجب الاعادہ ہیں۔ (۲)

== وفسادًا (كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) إلخ. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، فروع صح اقتداء متنفل بمتنفل: ۲/۳۳۹-۳۴۰، مكتبة زكريا ديوبند، ظفير)

(۱) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، فروع: صح اقتداء متنفل بمتنفل، قبيل المواضع التي تفسد صلاة الإمام دون المؤتم: ۲/۳۳۹-۳۴۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲) وإن لم يكن كذالك واحتمل أنه قال على وجه التورع والاحتياط أعادوا صلاتهم. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، قبيل الفصل الرابع في بيان ما يمنع صحة الاقتداء وما لا يمنع: ۱/۸۷، انيس)

مقتدیوں کی نمازوں کا بار بھی امام ہی پر ہے اور اگر وہ معلوم نہیں ہیں تو امام کو اللہ تعالیٰ کے سامنے صدق دل سے دعا کرنی چاہیے، ان مقتدیوں کا ذمہ بری ہے، امام کو اپنے اور ان سب مقتدیوں کے لیے دعا کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑانا اور رونا چاہیے، بجز توبہ واستغفار اور کوئی صورت نہیں۔

(مکتوبات:۱۶/۴) (فتاویٰ شیخ الاسلام:۲۳)

خون آلودنوٹوں کے ساتھ نماز ادا کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی امام کی جیب میں روپیہ ہو، جو خون آلود ہو، وہ لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے، اب امام کی نماز تو نہیں ہوئی ہے تو اب امام سب کو مطلع کرے گا کہ دوبارہ نماز پڑھیں، یا صرف امام قضا لائے گا؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: رحمت نبی ڈاک اسماعیل خیل، نوشہرہ۔ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ)

الجواب

اگر یہ خون ہتھیلی کے عرض سے زائد نہ ہو تو یہ عفو ہے۔(۱)

اور اعادہ کا حکم کسی پر نہیں اور اگر زائد ہو تو صرف امام پر اعادہ ضروری ہے، دیگر لوگوں کو اگر معلوم ہو تو اعادہ کریں اور اگر معلوم نہ ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا اور اعادہ کا اعلان ضروری نہ ہوگا۔(۲) هٰکذا فی الفتاویٰ وهو الموفق (فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ:۱۹۹/۲-۲۰۰)

---

(۱) وفی الهندية:(النجاسة)المغلظة وعفی منها قدرالدرهم... و الصحيح أن يعتبربالوزن فی النجاسة المتجسدة وهوأن يكون وزنه قدرالدرهم الكبيرالمثقال وبالمساحة فی غيرهاوهوقدر عرض الكف،هٰكذا فی التبيين والكافی وأكثرالفتاویٰ.(والمراد بعرض الكف عرض مقعد الكف و هوداخل مفاصل الأصابع).(الفتاویٰ الهندية،كتاب الطهارت،الفصل الثانی فی الأعيان والنجسة:۱/۴۵،انيس)

(۲) قال الحصكفی:(واذا ظهرحدث امامه)وكذا كل مفسد فی رأی مقتدٍ(بطلت فيلزم اعادتها)لتضمنهاصلاة المؤتم صحة وفساداً كما يلزم الإمام إخبارالقوم إذا أمهم وهومحدث)...(بالقدرالممكن)...وإلا لايلزمه،بحرعن المعراج،وصحح فی مجمع الفتاویٰ عدمه مطلقاً لكونه عن خطأ معفوعنه.(الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة ،باب الإمامة:۲/۳۴۰-۳۴۱،مكتبة زكريا ديوبند،انيس)

قال الشامی تحت قوله:صحح فی مجمع الفتاویٰ: وكذا صححه الزاهدی فی القنية والحاوی وقال: وإليه أشار أبويوسف(قوله مطلقاً)أی سواء كان الفساد مختلفاًفيه أومتفقاً عليه كما فی القنية.والحاوی فافهم (قوله لكونه عن خطأ معفو عنه)أی لأنه لم يتعمد ذلک فصلٰوته غيرصحيحة ويلزمه فعلها ثانياً لعلمه بالمفسد وأماصلا تهم فإنها و إن لم تصح أيضاً لكن لايلزمهم إعادتها لعدم علمهم ولايلزم إخبارهم لعدم تعمده فافهم.(ردالمحتار، كتاب الصلاة ،باب الإمامة،مطلب:المواضع التی تفسدصلٰوة الإمام دون المؤتم:۲/۳۴۱،مكتبة زكريا ديوبند،انيس)

عورت کے محاذات سے نماز کا فاسد ہونا:

سوال: محاذاتِ عورت سے کیا مراد ہے اور یہ اجنبیہ ہی سے ہوتا ہے، یا محرمہ سے بھی؟

الجواب

محاذاتِ عورت کی مرد سے، تین طرف سے مفسد صلوٰۃ ہے۔(۱) شامی میں ہے: "وقد صرحوا بأن المرأة الواحدة تفسد صلاة ثلثة ... من عن يمينها و من عن يسارها و من عن خلفها". (۲) اور یہ عام ہے، عورت محرمہ ہو، یا غیر محرمہ ہو۔(شامی)(۳)(قوله: غير معلول بالشهوة) أي ليست علة الفساد الشهوة ولذا أفسدنا بالعجوز الشوهاء و بالمحرم كأمه و بنته. (۴) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۵۴)

(۱) فی الدر: (واذا حاذته) ولو ببعضو واحد، خصه الزيلعي بالساق و الكعب (امرأة) ولو أمة (مشتهاة) حالاً كبنت تسع مطلقاً و ثمان و سبع لو ضخمة أو ماضيا كعجوز (ولا حائل بينهما) أقله قدر ذراع فی غلظ أصبع أو فرجه تسع رجلاً (فی صلاة) ان لم تتحد كنيّتها ظهراً بمصلی عصر علی الصحيح، سراج فإنه يصح نفلا علی المذهب، بحر (مطلقة) خرج الجنازة (مشتركة) فمحاذاة المصلية لمصل ليس فی صلاتها مكروهة لا مفسد، فتح، (تحريمة) وإن سبقت ببعضها (وأداء) ولو حكماً كلا حقين بعد فراغ الامام بخلاف المسبوقين و المحاذاة فی الطريق (واتحدت الجهة) فلو اختلف كما فی جوف الكعبة و ليلة مظلمة فلا فساد (فسدت صلاته) و مكلفاً و الا لا (ان نویٰ) الامام وقت شروعه لا بعده (أما متها) وإن لم تكن حاضرة علی الظاهر ولو نوی امرأة معينة أو النساء إلا هذه عملت نيته (والا) ينوها (فسدت صلاتها) كما لو أشار إليها بالتاخير فلم تتأخر لتركها فرض المقام، فتح، وشرطوا كونها عاقلة و كونهما فی مكان واحد فی ركن كامل فالشروط عشرة (ومحاذاة الأمرد الصبيح) المشتهی (لايفسدها علی المذهب) تضعيف لما فی جامع المحبوبی و درر البحار من الفساد، لأنه فی المرأة غير معلول بالشهوة بل بترك فرض المقام كما حققه ابن الهمام.

وفی الرد تحت قوله: (وخصه الزيلعی) حيث قال: المعتبر فی المحاذاة الساق و الكعب فی الأصح و بعضهم اعتبر القوم فعلی قول البعض لو تأخرت عن الرجل ببعض تفسد ... وعلی الأصح لا تفسد و ان كان بعض قدمها محاذيا بالبعض قدمه بأن كان أصابع قدمها عند كعبة ... وفی فتاویٰ الامام قاضی خان ... المرأة اذا صلیٰ مع زوجها فی البيت، إن كان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلا تهما بالجماعة، و ان كان قدماها خلف قدم الزوج الا أنها طويلة تقع رأس المرأة فی السجود قبل رأس الزوج جازت صلاتهما لأن العبرة للقدم ... قد صرحوا بأن المرأة الواحدة تفسد صلاة ثلاثة اذا وقفت فی الصف من يمينها و من عن يسارها و من خلفها و التفسير الصحيح للمحاذاة ما فی المجتبیٰ: المحاذاة المفسدة أن تقوم بجنب الرجل من غير حائل أو قدامه و أجاب فی النهر بأن المرأة انما تفسد صلاة من خلفها اذا كان محاذياً لها ... (قوله امرأة) مفهومه أن محاذاة الخنثیٰ المشكل لا تفسد ... (قوله صلاة الخ) أشار الیٰ تعميم الصلاة ... فريضة أو نافلة، واجبة أو سنة أی تطوع أو فريضة فی حق الامام تطوع فی حق المقتدی وفيه اشارة الیٰ أن محاذاة المجبونة لا تفسد، الخ. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب فی الكلام فی الصف الأول: ۱/۵۷۲_۵۷۶، دار الفكر بيروت، انيس)

(۲) رد المحتار، كتاب الصلا ة، باب الإمامة، مسئلة محاذاة: ۱/۵۳۵، ظفير

(۳) المرأة إذا صلت مع زوجها فی البيت إن كان قدمها بحذاء قدم الزوج لاتجوز صلاتهما بالجماعة. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الكلام الأول: ۲/۳۱۵، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۴) رد المحتار، باب الإمامة، قبيل مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبی وحده: ۲/۳۲۱، مكتبةزكريا، انيس

مجنونہ کی محاذات مفسد نماز نہیں:

سوال: مجنونہ عورت کی محاذات باعث فساد نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

نہیں؛ کیوں کہ فساد صلوٰۃ بالمحاذات کے لیے اشتراک فی الصلوٰۃ والتحریمۃ شرط ہے اور مجنونہ کی نماز ہی صحیح نہیں۔

صرح فی کتب الفقه کلها باشتراط اشتراکهما تحریمة وأداء وهو فرع صحة الصلاة والمجنون لاتجب علیه الفرائض ولا تصح منه وهٰذا ظاهر والله أعلم

وفی الشامیة عن القهستانی، قال: وفیه إشارة الٰی أنّ محاذاة المجنونة لا تفسد؛ لأن صلا تها لیست بصلاة فی الحقیقة، آه. (۱)

۱۸/ جمادی الثانیۃ ۴۷ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/ ۱۷۵)

پاگل (مجنونہ) خاتون کے محاذات سے نماز فاسد نہیں ہوتی:

سوال: ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ عورت کا نماز میں مرد کے محاذات میں آنا مفسد صلوۃ ہے تو کیا اگر کوئی پاگل (مجنونہ) عورت کسی مرد کے ساتھ نماز میں کھڑی ہو جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

نماز میں اگر چہ اجنبی عورت کا مرد کے محاذات میں آنا مفسد صلوۃ ہے؛ مگر یہ فساد چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے، جس میں تکبیر تحریمی کا ایک ہونا بھی شامل ہے، جو کہ مکلّف سے متوقع ہے، چونکہ مجنونہ عورت کی نماز سرے سے صحیح نہیں؛ اس لیے اس سے فساد صلوٰۃ بھی لازم نہیں آتا۔

لما قال العلامة ابن عابدین: تحت قوله: (فی صلٰوة وإن لم تتحد)... قال وفیه إشارة إلٰی أن محاذاة المجنونة لا تفسد؛ لأن صلا تها لیست بصلاة فی الحقیقة. (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۳/ ۲۳۱-۲۳۲)

عورت مردوں کے پہلو میں کھڑی ہو جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک عورت ظہر وعصر پنجگانہ نمازوں میں آکر خود با جماعت مردوں کے برابر کھڑی ہو جائے تو مردوں کی نماز ہوئی، یا نہیں؟

---

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب فی الکلام علی الصف الأول: ۲/ ۳۱۷، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۲) رد المحتار، باب الإمامة، مطلب فی الکلام علی الصف الأول: ۲/ ۳۱۷، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

وفی الهندیة: (ومنها) أن یکون ممن تصح منها الصلٰوة حتٰی أن المجنونة إذا حاذته لاتفسد، کذا فی الکافی. (الفتاویٰ الهندیة: ۱/ ۸۹، کتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الخامس، انیس)

الجواب

ایسی صورت میں جو مرد بالغ اس عورت کی برابر ہے،اس کی نماز نہیں ہوگی؛ یعنی ایک مرد داہنی اور ایک بائیں طرف جو اس عورت کے ہیں،ان دونوں کی نماز نہ ہوگی۔

کذا فی الدر المختار :و إذا حاذته و لو بعضو واحد ... (امرأة)...(مشتهاة)...(فسدت صلٰوته). لو مكلفاً. (۱)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۶۸/۴)

اگر مرد عورت کا بوسہ لے، یا عورت مرد کا تو نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال: مرد نماز میں تھا،عورت نے اس کا بوسہ لیا،اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی،نماز جاتی رہی،اگر چہ یہ اس کا اپنا فعل نہ تھا اور عورت نماز پڑھتی تھی،مرد نے بوسہ لیا،عورت کو خواہش ہوئی تو عورت کی نماز نہ جائے گی،اگر چہ یہ بھی اس کا اپنا فعل نہیں ہے۔زید کا یہ قول صحیح ہے،یا غلط؟

الجواب

درمختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ نماز میں لیا؛ یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے اس کا بوسہ لیا،خواہ شہوت ہو،یا نہ ہو تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا اور عورت نے اس کا بوسہ لیا اور مرد کو شہوت ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد ہوگئی اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

عبارت اس کی یہ ہے:

أو مص ثديها ثلاثاً أو مرة ونزل لبنها أو مسها بشهوة أو قبّلها بد ونها فسدت لا لو قبّلته ولم يشتهها،إلخ. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۵۴/۴، ۵۵)

قریب البلوغ لڑکی کی محاذاۃ مفسد صلوٰۃ ہے:

سوال: لڑکیاں مشتہاۃ کب کہلائیں گی؟ کیا ہر مشتہاۃ بمقابلہ مرد کھڑے ہونے سے مفسد صلوٰۃ ہوگی؟اور

(۱) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار ، كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۵۳۴/۱ ـ ۵۳۵،ظفير

(۲) والفرق أن فی تقبيله معنى الجماع وفی الرد:لو قبلها بشهوة أو بغير شهوة أو مسها؛لأنه فی معنى الجماع،أما لو قبلت المرأة المصلی ولم يشتهها لم تفسد صلاته ... فی الخلاصة الى الفرق بأن تقبيله فی معنى الجماع يعنی أن الزوج هو الفاعل للجماع فاتيانه بدواعيه فی معناه ... وكذا اذا قبلها مطلقاً؛لأنه من دواعيه وكذا وكذا لو مسها بشهوة بخلاف المرأة فانها ليست فاعلة للجماع. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار،كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها: ۶۲۸/۱ـ۶۲۹،دار الفكر بيروت،انيس)

مشتہاۃ حکم میں بالغہ کے کیا کیا چیز میں متصور ہوگی؟ اور مشتہاۃ اجنبیہ کے ساتھ خلوت کرنا اور خدمت لینا ان سے غیر مردوں کو اگر چہ استاذ ہو جائز ہے، یا نہیں؟ اور مشتہاۃ کو حاضر جماعت ہونا بغرض تعلیم جائز ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

حامدًا مصلیًا الجواب باللّٰہ التوفیق

نو سال کی عمر سے زیادہ عمر کی لڑکیاں عموماً مشتہاۃ سمجھی جائیں گی،(۱) جو نابالغہ مشتہاۃ قابل جماع ہو؛ یعنی اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصہ اور مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف نہ ہو، اس قسم کی مشتہاۃ کی محاذاۃ مفسد صلوٰۃ ہے؛ یعنی جو بلوغ کے قریب پہنچ چکی ہو اور اس کو دیکھ کر مرد کے دل میں ہیجان پیدا ہوتا ہو، کم سن لڑکیوں کی محاذاۃ مفسد صلوٰۃ نہیں۔ اجنبی مرد کا مشتہاۃ وقابل جماع لڑکیوں سے تخلیہ کرنا اور اپنے پاس بے تکلف آمد و رفت رکھنا، خواہ استاذ ہو، یا پیر ہو، ناجائز ہے، ایسی مشتہاۃ لڑکی کو جسے دیکھ کر ہیجان پیدا ہو، جماعت مسجد میں حاضر کرنا جائز نہیں؛ لیکن اگر زنانہ مدرسوں میں بچیوں کو نماز کی تعلیم دی جاتی ہو تو ایسی جماعت میں مشتہاۃ لڑکیوں کی حاضری جائز ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم علمہ اتم واحکم (مرغوب الفتاوی:۲۰۲/۲)

نماز میں مرد کا پاؤں عورت کے سر سے لگنے کا حکم:

سوال: اگر عورت کا سر مرد کے پاؤں سے بوقت سجدہ لگ جائے اور مرد میں، یا عورت میں، یا دونوں میں شہوت پیدا ہو جائے تو کیا مرد کی نماز، یا عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی؟ بینوا توجروا۔

(۱) ... (وإذا حاذتـه) ولـو بـعـضو واحد،وخصه الزيلعي بالساق والكعب (امرأة) ولوامة (مشتهاة) حالا كبنت تسع مطقًا (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۳۱٤/۲-۳۱٦،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۲) والخلوة بالأجنبية حرام والا لملازمة مديونة هربت ودخلت خربة أوكانت عجوزاً شوها أوبحائل والخلوة بالحرام مباحة الا الأخت رضاعاً،و الصهرة الشابة ... ولا يكلم الأجنبية الا عجوزاً عطست أو سلمت فيشمتها.

وفي الرد:(قوله الخلوة بالأجنبية)أى الحرة لما علمت من الخلاف في الأمة وقوله حرام.قال في القنية مكروهة كراهة تحريم وعن أبي يوسف ليس بتحريم قوله (أوكانت عجوزاً شوهاء)قال في القنية وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغير محرم فلا تخلو بتحريم شاباً أو شيخاً ... والشيخ الذى لا يجامع مثله بمنزلة المحارم ... قوله (أو بحائل)قال في القنية سكن رجل في بيت من دار وامرأة في بيت آخر منها ولكل واحد غلق على حدة لكن باب الدار واحد لا يكره ما لم يجمعهما بيت ... ولكن في امامة البحر عن الاسبيجابى يكره أن يؤم النساء في بيت ليس معهن رجل ولا محرم مثل زوجته وأمته وأخته فان كان واحدة منهن فلايكره وكذا اذا أمهن في المسجد ... الظاهر أن علة الكراهة الخلوة. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة،فصل في النظر والمس: ٣٦٨/٦، دار الفكر،انيس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

عورت کے سر پر لازماً دوپٹہ ہوگا، اس کے اوپر سے مرد کا پاؤں لگے گا، جو کسی حال میں بھی نماز کے لئے مفسد نہیں، البتہ اگر بلا حائل مس ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مرد میں شہوت پیدا ہو جائے تو مرد اور عورت دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر صرف عورت میں شہوت ہوئی تو کسی کی نماز فاسد نہ ہوگی، کتب فقہ میں اس مقام پر بلا حائل کی قید نظر سے نہیں گذری، مگر حرمت مصاہرت اور ثبوت رجعت میں یہ قید مصرح ہے؛ اس لیے یہاں بھی یہ قید ملحوظ ہوگی، **لأن العلة كونه من دواعي الجماعي،** ایک قول یہ بھی ہے کہ مس بالشہوۃ بلا حائل سے بھی عورت کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

قال في الدر: أومسها بشهوة أوقبلها بدونها فسدت لا لو قبلته ولم يشتهها والفرق أن في تقبيله معنى الجماع.

وفي الرد عن البحرعن شرح الزاهدي: أنه لوقبل المصلية لا تفسد صلاتها و مثله في الجوهرة وعليه فلا فرق. (۱) **فقط والله تعالىٰ أعلم**

۲۶ / شعبان ۱۳۹۲ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۴۲۸ـ ۴۲۹)

محاذات کی دو صورتوں کی تفصیل اور حکم:

سوال: مرسلہ فتوی نمبر: ۳۵۱/۴۵ محررہ مفتی محمد صابر صاحب مدظلہم بتاریخ: ۲۲/ ۱۲/ ۱۳۸۷ھ میں آنجناب نے جواب نمبر ۲ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر بیوی اتفاقیہ میاں کے ساتھ نماز پڑھے اور مرد کے ٹخنے اور پنڈلی سے اپنے یہ اعضا ذرا پیچھے کر کے کھڑی ہو تو کسی کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ یعنی ہو جائے گی؛ لیکن بہشتی زیور میں یہ لکھا ہے کہ اگر بیوی میاں کے پیچھے نماز پڑھے تو بالکل پیچھے (ایک صف کے فاصلہ پر) کھڑی ہو، ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی اور مرد کی نماز بھی برباد ہوگی۔

سوال: دونوں صورتوں کی الگ الگ کیا نوعیت ہے کہ پہلی صورت میں عورت (ایک مقتدی کی طرح) صرف مرد کے ٹخنے اور پنڈلی سے ذرا پیچھے ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے اور بہشتی زیور کی رو سے اسے کم از کم ایک صف کا فاصلہ چھوڑ کر کھڑا ہونا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

محاذات کی صحیح تفسیر وہی ہے کہ عورت کا ٹخنہ اور پنڈلی مرد کے کسی عضو کے برابر ہو، لہٰذا اگر کوئی عورت مرد سے اتنے

---

(۱) **الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في المشي في الصلاة: ۲/ ۳۹۰ـ ۳۹۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس**

پیچھے کھڑی ہو کہ دونوں کے ٹخنے اور پنڈلی بالکل برابر میں نہیں رہتے، خواہ عورت کے پاؤں کا کوئی حصہ مرد کے پاؤں کے کسی حصے کے برابر میں ہو تو اصح قول کی بناء پر نماز فاسد نہیں ہوگی، جس کی صورت یہ ہے:

عورت مرد

یہ صورت اصح قول کی بناء پر مفسد نہیں ہے، البتہ بعض فقہاءؒ نے ٹخنے اور پنڈلی کے بجائے پورے قدم کی محاذات کا اعتبار کیا ہے، لہٰذا ان کے نزدیک مذکورہ صورت مفسد ہے اور جواز کی صورت ان کے نزدیک یہ ہے:

عورت مرد

بہشتی زیور میں احتیاط اس آخری قول کو اختیار کر کے بالکل پیچھے کھڑے ہونے کو کہا گیا ہے، جس کا مطلب ایک صف پیچھے کھڑا ہونا نہیں ہے؛ بلکہ اتنے پیچھے کھڑا ہونا ہے کہ عورت کے قدم کا کوئی حصہ مرد کے قدم کے کسی حصے کے برابر نہ ہو۔

قال الشامي عن الزيلعي: ”المعتبر في المحاذات الساق والكعب في الأصح، وبعضهم اعتبر القدم، آه، فعلٰى قول البعض: لو تأخرت عن الرجل ببعض القدم تفسد وإن كان ساقها وكعبها متأخراً عن ساقه وكعبه، وعلى الأصح لاتفسد وإن كان بعض قدمها محاذياً لبعض قدمه بأن كان أصابع قدمها عند كعبه مثلا، تأمل. (ثم قال بعد أسطر)... المانع ليس محاذاة أي عضو منها؛ لأي عضو منه، ولامحاذاة قدمه لأي عضو منها بل المانع محاذاة قدمها فقط؛ لأي عضو منه. (۱)

احتیاط بہرحال بہشتی زیور کے قول پر عمل کرنے میں ہے تاکہ باتفاق نماز درست ہو جائے، لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا بہشتی زیور کے قول پر عمل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت ایک صف پیچھے کھڑے ہو بلکہ اس کا مطلب اتنے پیچھے کھڑا ہونا ہے کہ اس کے قدم کا کوئی حصہ مرد کے کسی عضو کے مقابل میں نہ آئے۔

”المرأة إذا صلت مع زوجها في البيت إن كان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتهما بالجماعة وإن كان قدماها خلف قدم الزوج إلا أنها طويلة تقع رأس المرأة في السجود، قبل رأس الزوج جازت صلاتهما؛ لأن العبرة للقدم. (۲) والله أعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳۸۸/۲/۲۸ھ (فتویٰ نمبر: ۱۹/۳۲۷الف)

الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ (فتاویٰ عثمانی: ۱/۴۶۳-۴۶۵)

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول: ۲/۳۱۵، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲) فتاویٰ شامیہ: ۱/۵۷۲، ایچ ایم سعید (ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول: ۲/۳۱۵، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

کون سی عورتیں اقتدا کرسکتی ہیں:

سوال: اگر عورتیں مرد کی اقتدا میں نماز پڑھنی چاہیں تو کیا ان میں رشتہ داری کی ضرورت ہے، یا ہر عورت اقتدا کرسکتی ہے؟

الجواب

اقتدا ہر عورت، خواہ اجنبی ہو، یا رشتہ دار، ذی رحم محرم ہو یا جائز النکاح کر سکتی ہے اور نماز ہر دو کی صحیح ہوگی، ہاں اس کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا ہوگا؛ یعنی اگر ایک ہی مقتدی ہے تو مردوں کی طرح امام کے داہنے نہیں کھڑی ہوسکتی، اگر چہ اپنی ماں ہی ہو۔(۱)

(مکتوبات: ۸۵/۴)(فتاوی شیخ الاسلام: ۲۵)

مقتدی اگر امام سے پہلے سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے:

سوال: تذکرۃ الرشید میں ہے کہ "اگر مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر کر فارغ ہوگیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی" اور شامی، عالمگیری، البحر الرائق وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مقتدی کی اس صورت میں ہوجائے گی؛ لیکن مع الکراہت، اس مسئلہ کو مصرح تحریر فرمایا جاوے؟

الجواب

یہ مسئلہ جو تذکرۃ الرشید سے نقل فرمایا ہے، یہ فرع ہے وجوب متابعت امام کی؛ کیوں کہ متابعت کے معنی یہ ہیں کہ امام کے ساتھ ساتھ ارکان وواجبات کو ادا کرے، یا اس کے بعد ادا کرے، پہلے نہ کرے؛ یعنی تقدیم ممنوع ہے، جیسا کہ شامی میں تحقیق متابعت میں نقل فرمایا ہے۔

نعم تكون المتابعة فرضاً بمعنى أن يأتي بالفرض مع إمامه أو بعده كما لو ركع إمامه فركع معه مقارناً أو معاقباً (إلٰى أن قال:) والحاصل أن المتابعة في ذاتها ثلثة أنواع: مقارنة لفعل الإمام مثل أن يقارن إحرامه لإحرام إمامه وركوعه لركوعه وسلامه لسلامه، إلخ.(۲)

(۱) تكره امامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه) كأخته (أو زوجته أو أمته أما اذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لا) يكره (ويقف الواحد) لوصبيا، أما الواحدة ولو رجلان فتتأخر، وفي الرد قوله (أما الواحدة فتتأخر) وفلو كان معه رجل أيضاً يقيمه عن يمينه والمرأة خلفهما ولو رجلان يقيمهما خلفه والمرأة وتأخر الواحدة محله اذا اقتدت برجل لا بامرأة مثلها) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الامامة، قبيل مطلب هل الاساءة دون الكراهة أو أفحش منها: ۵۶۶/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلٰوة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام: ۴۳۹/۱، ظفير

اور چونکہ اس میں دوقول ہیں کہ مقتدی اقتداء امام سے کس وقت خارج ہوتا ہے۔ درمختار میں مذہب مشہور یہ لکھا ہے کہ امام نے جس وقت لفظ ''السلام'' کہا تو اقتدا ختم ہو جاتی ہے، پس اس قول کے موافق تو لفظ ''السلام'' میں تقدیم نہ کرنی چاہیے، ورنہ نماز فاسد ہوجاوے گی۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ سلام ثانی سے اقتدا ختم ہوتی ہے تو اس قول کے موافق پورا ''السلام علیکم ورحمة الله'' امام کے ساتھ یا پیچھے ہونا چاہیے، اگر پہلے ختم کردے تو نماز مقتدی کی موافق اس قول کے فاسد ہوگی، پس تذکرۃ الرشید میں احتیاطاً اس قول کو اختیار فرمایا ہوگا۔

وتنقضی قدوة بالأول قبل "علیکم" علی المشهور عندنا وعلیه الشافعیة خلافاً للتکملة. (الدر المختار)

فی ردالمحتار تحت (قوله: خلافاً للتکملة) أی لشارح التکملة حیث صحح أن التحریمة إنما تنقطع بالسلام الثانی کما وجد قبله فی بعض النسخ. (۱)

اور اگر کوئی دوسری عبارت پیش نظر ہے تو اس سے مطلع فرمائیے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/ ۳۷۳-۳۷۴)

امام کے سلام پھیرنے سے قبل مقتدی کے سلام کا حکم:

سوال: مقتدی آخری قعدہ میں آدھی التحیات کے بعد اور امام کے سلام پھیرنے کے پہلے وضو جانے کے خوف سے، یا اس کے درمیان میں مرغوں نے غلہ کو کھایا، یا کسی اور چیز کا نقصان ہوا، امام کے پہلے سلام پھیرنے سے نماز صحیح اور درست ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــ

قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کے فرض ہے، جب اس نے آدھی التحیات پر سلام پھیر دیا، بوجہ ترک فرض کے نماز فاسد ہوگئی۔ (۳)

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، باب صفة الصلوٰة، مطلب واجبات الصلوٰة: ۲/ ۱۶۲، مکتبة زکریا دیوبند، ظفیر إنما تنقطع بالمیم من علیکم. (تحفة المنهاج شرح المنهاج، تابع الصلاة، صلاة الجماعة: ۲/ ۴۹۲، مطبعة مصطفی محمد بمصر انیس)

(۲) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے دوسرے قول کو اختیار کر کے جواز مع الکراہت لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔ انیس

(۳) (ومنها (فرائض الصلوٰة) القعود الأخیرة ... (قدر) أو فی قراءة (التشهد) الٰی عبده ورسوله بلا شرط موالاة وعدم فاصل لما فی الولوالجیة: صلّٰی أربعاً وجلس لحظة فظنها ثلاثاً فقام ثم تذکر فجلس ثم تکلم فان کلا الجلستین قدر التشهد صحت والا لا. وفی الرد تحت قوله (قدر أدنٰی قراءة التشهد أی أدنٰی زمن یقرأ فیه ... ==

اور اگر پوری التحیات کے بعد، مگر قبل امام سلام پھیر دیا تو فرض نماز تو ادا ہوگئی؛ لیکن بلا عذر ایسا کیا تو مکروہ کا ارتکاب کیا بوجہ ترک متابعت واجبہ کے اور اگر بعذر ایسا کیا تو کراہت بھی نہیں اور خوف حدث عذر ہے اور نقصان چیز کا اس باب میں عذر ہونا مصرح نہیں دیکھا۔

في رد المحتار: لو أتم المؤتم التشهد بأن أسرع فيه وفرغ منه قبل إتمام إمامه فأتى بما يخرجه من الصلاة كسلام أو كلام أو قيام جاز أي صحت صلاته لحصوله بعد تمام الأركان لأن الامام وان لم يكن أتم التشهد لكنه قعد قدره لأن المفروض من القعدة قدر أسرع ما يكون من قراءة التشهد وقد حصل وإنما كره للمؤتم ذلك لتركه متابعة الإمام بلا عذر و فلوبه كخوف حدث أو خروج وقت جمعة أو مرور مار بين يديه فلا كراهة. (۱)

۱۰ر رمضان ۱۳۳۲ھ (تتمہ ثانیہ، ص:۱۶۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۰۲-۴۰۳) ☆

== مع تصحيح الألفاظ ... (وقوله الى عبده ورسوله) أشار به الى أن المراد به التشهد الواجب بتمامه. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث قعود الأخير: ۱/۴٤۸، دار الفكر بيروت، انيس)

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل مطلب في وقت ادراك فضيلة الافتتاح: ۲/۲٤۰، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

☆ **امام سے قبل مقتدی کا پہلا سلام ختم کرنے سے فساد نماز:**

سوال: قطب الاقطاب حضرت مولانا گنگوہی نور اللہ مرقدہ کا ایک فتویٰ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الرشید یہ جلد اول میں ارقام فرماتے ہیں، وہ یہ ہے کہ!

''اگر مقتدی اپنے پہلے سلام کو امام سے پہلے ختم کرے تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جاوے گی۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں سننے والا دوسروں کو سنا دے''۔

اس عبارت میں اور درمختار کی اس عبارت میں تعارض ہے۔

ولو أتمه قبل إمامه فتكلم جاز وكره فلو عرض مناف تفسد صلاة الإمام. فقط (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱/۵۲۵، قبل مطلب في وقت ادراك الفريضة، انيس)

صاحب درمختار کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز فاسد نہیں ہونے کی، قول فیصل اس بارے میں کیا ہے؟

الجواب

یہی شبہ مجھ کو بھی ہوا تھا اور ہے، میرا گمان یہ ہے کہ حضرت نے کراہت فرمایا ہوگا، ناقلین نے فساد نقل کر دیا، اگر خود جامع تذکرہ سے تحقیق کیا جاوے، شاید وہ کچھ زیادہ تفصیل لکھ سکیں۔ فقط

۲۴ر صفر ۱۳۳۷ھ (تتمہ خامسہ: ۸۲) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۴۲-۴۴۳)

چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے:

سوال: چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

چلتی ریل گاڑی پر نماز جائز ہے، چلتی بیل گاڑی میں بلاعذر نماز درست نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۵۸)

اونٹ پر نماز درست ہے، یا نہیں:

سوال: سفر حجاز میں اونٹ پر بیٹھ کر نماز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

سفر حجاز میں اونٹ پر نماز درست نہیں ہے؛(۲) لیکن علمائے حنفیہ حرمین شریفین کا فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں جمع بین الصلوٰتین کر لینا درست ہے، مثلاً: مغرب کے وقت قافلہ ٹھہرتا ہے، اگر عشا کے وقت پر اترنا دشوار ہو تو مغرب کے وقت میں مغرب کی نماز کے بعد عشا کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں، اسی طرح ظہر وعصر کو جمع کر سکتے ہیں۔(۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۷۰)

---

(۱) وأما الصلاة على العجلة إن كان طرف العجلة على الدابة وهي تسير أو لا) تسير (فهي صلاة على الدابة فتجوز في حالة العذر) المذكور في التيمم (لا في غيرها) ومن العذر المطر، وطين يغيب فيه الوجه، إلخ. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ۹۸/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

قوله: (المذكور في التيمم) بأن يخاف علىٰ ماله أو نفسه أو تخاف المرأة من فاسق. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في الصلوٰة على الدابة: ۴۸۹/۲، دارالكتب العلمية، انيس)

(۲) (و) يتنفل المقيم (راكباً خارج المصر). (الدر المختار، باب الوتر والنوافل: ۹۸/۱، مكتبة زكريا، انيس)

قوله: يتنفل المقيم... و احترز بالنفل عن الفرض و الواجب بأنواعه كالوتر والمنذور ومالزم بالشروع والإفساد وصلاة الجنازة وسجدة تليت على الأرض فلايجوز على الدابة بلاعذر لعدم الحرج. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في الصلوٰة على الدابة: ۴۸۶/۲، دارالكتب العلمية، انيس)

(۳) ولا جمع بين فرضين في وقت بعذر) سفر ومطر خلافاً للشافعي ومارواه محمول على الجمع فعلاً، لا وقتاً، (فإن جمع فسد لو قدم) الفرض علىٰ وقته (وحرم لو عكس) أي أخره عنه (وإن صح) بطريق القضاء (إلا الحاج بعرفة ومزدلفة) كما سيجيء ولابأس بالتقليد عند الضرورة لكن بشرط أن يلتزم جميع مايوجبه ذلك الإمام، لما قدمنا أن الحكم الملفق باطل بالإجماع. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، قبيل باب الأذان: ۶۲/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

قوله عند الضرورة ... المسافر إذا خاف اللصوص أو قطاع الطريق و لاينتظره الرفقة ==

بحالتِ خوف شغدف میں نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال (۱) مکہ معظّمہ سے جو قافلہ مدینہ منورہ کو جاتا ہے، اس میں اگر شغدف سے اتر کر نماز پڑھیں تو قافلہ سے بعید ہونے کی حالت میں جان جوکھوں کا ڈر ہے تو شغدف میں نمازِ عصر پڑھنا کیسا ہے؟

قافلہ کے ٹھہرتے وقت شغدف میں نماز کا کیا حکم ہے:

(۲) مغرب کے وقت قافلہ کچھ دیر ٹھہرتا ہے، نماز سب زمین پر پڑھتے ہیں، مگر بعض حاجی شغدف سے اتر کر استنجا اور وضو کر کے نماز شغدف میں جا کر پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے، یا نہیں؟

بوقت رات شغدف میں نماز درست ہے، یا نہیں:

(۳) نمازِ عشا، شافعی تو مغرب ہی کے وقت پڑھ لیتے ہیں، مگر احناف شغدف میں ادا کرتے ہیں، یہ وقت نہایت خوفناک ہوتا ہے۔

عشا کی نماز شغدف میں اور عذر کی وجہ سے دیر سے پڑھنا کیسا ہے:

(۴) بعض چھوٹی منزل پر آدھی رات میں قبل از طلوع صبح صادق قیام ہوتا ہے، اس صورت میں بعض لوگ تو تاخیر عشا کر کے منزل پر پہنچ کر نماز پڑھتے ہیں اور کثرت سے وقت موعود پر شغدف میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

فجر کی نماز شغدف میں ہوتی ہے، یا نہیں:

(۵) فجر کو بھی مثل عصر کے کچھ اصحاب اونٹوں سے اتر کر نماز ادا کرتے ہیں اور اکثر شغدف پر؟

الجواب

(۱) عذر مذکور سے شغدف میں نماز صحیح ہے۔

(۲) اس وقت میں شغدف میں نماز صحیح نہیں ہے۔

(۳) اس وقت بھی شغدف میں نماز صحیح ہے۔

== جاز له تأخير الصلـ ة؛لأنه بعذر... لكن الظاهر أنه أراد بالضرورة ما فيه نوع مشقة.(ردالمحتار،قبيل باب الأذان، مطلب في الصلاة في الأرض المغصوبة ودخول البساتين وبناء المسجد في أرض الغصب: ٢ / ٤٦،دار الكتب العلمية بيروت،انيس)

یہ فتویٰ اس زمانہ میں تھا، جب حجاز میں امن وامان باقی نہ رہ گیا تھا۔ الحمدللہ اب یہ حالت نہیں ہے، اب پورا امن وامان ہے، لہٰذا اب یہ جمع بین الصلوٰتین کا فتویٰ بھی باقی نہ رہا، سوائے عرفہ اور مزدلفہ کے موقع کے۔ واللہ اعلم (محمد ظفیر الدین عفی عنہ)

(۴) جولوگ بلا انتظارِ منزل شغدف میں نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز بھی صحیح ہے۔

(۵) اس کا حکم بھی مثل جواب نمبر: ۱، کے ہے، کذا حققہ فی الشامی۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۶۶/۴۔۶۷)

بس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا:

سوال: بعض اوقات بس میں سفر کے دوران نماز کا وقت ہوتا ہے؛ لیکن نماز کے لیے بس کا ڈرائیور کسی مقام پر بس کو نہیں روکتا، اگر بس میں بیٹھ کر نماز پڑھ لی جائے تو کیا شرعاً یہ جائز ہے؟

الجواب

بس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا مع العذر جائز ہے، جب قبلہ کا رخ ابتدا میں صحیح ہو؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ انتظار کرے، ممکن ہے کہ باقاعدہ نماز کا وقت مل جائے، بشرطیکہ پہلے ڈرائیور سے بات کر لی ہو اور ڈرائیور گاڑی نہ روکنے پر مصر ہو، البتہ ڈرائیور اگر گاڑی کھڑی کر دے تو پھر جائز نہیں۔(۲)

قال الحصكفي:(صلى الفرض في فلك)جاز(قاعدًا بلا عذر صح) لغلبة العجز (وأساء) وقالا: لايصح إلا بعذر وهو الاظهر ،برهان.(۳)

(وأما الصلاة على العجلة إن كان طرف العجلة على الدابة وهي تسير أولا)تسير(فهي صلاة على الدابة فتجوز في حالة العذر)المذكور في التيمم (لا في غيرها)ومن العذر المطر و طين يغيب فيه الوجه وذهاب الرفقاء. (۴)(فتاویٰ حقانیہ:۲۲۲/۳۔۲۲۳)

(۱) واعلم أن ماعدا النوافل من الفرض والواجب بأنواعه لايصح على الدابة إلا لضرورة كخوف لص على نفسه أودابته أوثيابه لونزل وخوف سبع وطين ونحوه ممايأتي والصلٰوة على المحمل الذى على الدابة كالصلٰوة عليها فيؤمي عليها.(ردالمحتار،باب الوتر والنوافل،مطلب الصلٰوة على الدابة: ۴۸۸/۲،دارالكتب العلمية،انيس)

اب نہ شغدف کی مصیبت ہے اور نہ راستہ خطرناک اور خوفناک ہے، اب بس کے ذریعہ حجاج آتے جاتے ہیں اور نماز کے وقت سب اتر کر نماز ادا کر سکتے ہیں؛ اس لیے اب اتر کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہیے، شغدف میں نماز فرض درست نہ ہوگی؛ اس لیے کہ عذر باقی نہ رہا۔ظفیر)

(۲) عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى على راحلته في السفر حيث توجهت به.(السنن الكبرىٰ للنسائي: ۳۰۵/۱،شاملة،انيس)

عن ابن عمر قال كان كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلى على راحلته تطوعاً أينما توجهت به هو جاء من مكة إلى المدينة ثم قرأ ابن عمر هٰذه الآية ﴿ولله المشرق والمغرب﴾الآية.(سنن الترمذي،أبواب التفسير عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن سورة البقرة: ۱۲۵/۱،قديمي،انيس)

(۳) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار،باب صلٰوة المريض: ۵۷۲/۲۔۵۷۳،دارالكتب العلمية،انيس

(۴) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار،كتاب الصلاة،باب الوتر و النوافل: ۴۸۹/۲،دارالكتب العلمية،انيس

ولا تجوز المكتوبة على الدابة إلامن عذر...وأماالصلٰوة على العجلة فإن كان طرفها على الدابة وهي تسير أولا تسير فهي صلٰوة على الدابة وقدمر حكمها.(الفتاوىٰ الهندية: ۱۴۳/۱،الباب الخامس عشر في صلٰوة المسافر،فصل في التراويح،انيس)

عمل کثیر کی تعریف:

سوال: عمل کثیر جو مفسد صلوۃ ہے، اس کی کیا تعریف ہے؟ اگر مثال سے واضح فرمادیں تو سمجھنے میں سہولت ہوگی؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

عمل کثیر کی تعریف میں پانچ قول ہیں:

(۱) ایسا عمل کہ اس کے فاعل کو دور سے دیکھنے والے کو ظن غالب ہو کہ یہ شخص نماز میں نہیں، جس عمل سے نماز میں نہ ہونے کا ظن غالب نہ ہو؛ بلکہ شبہ ہو، وہ قلیل ہے۔

(۲) جو کام عادۃً دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہو، جیسے ازار بند باندھنا اور عمامہ باندھنا، وہ کثیر ہے، خواہ ایک ہی ہاتھ سے کرے اور جو عمل عادۃً ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہو، وہ دونوں ہاتھوں سے بھی کرے تو قلیل ہے، جیسے ازار بند کھولنا اور ٹوپی سر سے اتارنا۔

(۳) تین حرکات متوالیہ ہوں؛ یعنی ان کے درمیان بقدر رکن وقفہ نہ ہو تو عمل کثیر ہے، ورنہ قلیل۔

(۴) ایسا عمل کثیر ہے، جو فاعل کو ایسا مقصود ہو کہ اس کو عادۃً مستقل مجلس میں کرتا ہوں، جیسے حالت نماز میں بچہ نے عورت کا دودھ پی لیا۔

(۵) نمازی کی رائے پر موقوف ہے، وہ جس عمل کو کثیر سمجھے، وہ کثیر ہے۔

پہلے تین اقوال زیادہ مشہور ہیں اور درحقیقت تینوں کا حاصل ایک ہی ہے؛ اس لیے کہ قول ثانی وثالث میں مذکور عمل کے فاعل کو دیکھنے سے غیر نماز میں ہونے کا ظن غالب ہوتا ہے۔

قال في العلائية:(و) يفسد ها (كل عمل كثير) ليس من أعما لها و لا لاصلاحها وفيه أقوال خمسة أصحها(مالا يشك) بسببه (الناظر)من بعيد (في فاعله أنه ليس فيها) وإن شك أنه فيها أم لا فقليل.

قال في الشامية:وفي المحيط أنه الأحسن وقال الصدر الشهيد إنه الصواب وفي الخانية والخلاصة أنه اختيار العامة وقال في المحيط وغيره رواه الثلجي عن أصحابنا حلية القول الثاني:أن ما يعمل عادة باليدين كثير وإن عمل بواحدة كالتعميم وشد السراويل وما عمل بواحدة قليل وإن عمل بهما كحل السراويل و لبس القلنسوة ونزعها إلا إذا تكرر ثلاثاً متوالية وضعفه في البحر بأنه قاصر عن إفادة مالايعمل باليد كالمضغ والتقبيل، الثالث: الحركات

الثلاث مجلساً المتوالية كثيروإلا فقليل الرابع ما يكون مقصودًا للفاعل بأن يفرد له علىٰ حدة قال فى التتارخانية وهذا القائل يستدل بامرأة صلت فلمسها زوجها أوقبلها بشهوة أومص صبى ثديها وخرج اللبن تفسد صلا تها،الخامس التفويض إلىٰ رأى المصلى فإن استكثره فكثير،وإلا فقليل،قال القهستانى وهو شامل للكل وأقرب إلىٰ قول أبى حنيفة فإنه لم يقدرفى مثله بل يفوض إلىٰ رأى المبتلىٰ قال فى شرح المنية:ولكنه غير مضبوط وتفويض مثله إلىٰ رأى العوام مما لاينبغى وأكثرالفروع أوجميعها مفرع على الأولين و الظاهرأن ثانيهما ليس خارجاً عن الأول؛ لأن مايقام باليدين عادة يغلب ظن الناظرأنه ليس فى الصلوٰة وكذا قول من اعتبر التكرار ثلاثاً متوالية فإنه يغلب الظن بذلک فلذا اختاره جمهور المشائخ.(رد المحتار)(۱)

فائدہ: بعض عبارات میں ثلاث حرکات متوالیۃ کی بجائے ثلاث حرکات فی رکن ہے،اس میں رکن سے مقدار رکن مراد ہے؛ یعنی جتنے وقت میں تین بار سبحان ربي الاعلی کہا جا سکے، ظاہر ہے کہ اتنے وقت میں تین حرکات واقع ہوئیں تو وہ متوالیہ ہی ہوں گی ، یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ وحدت رکن کے ساتھ توالی بھی شرط ہے، پس کسی طویل رکن میں تین حرکات کا اس طرح وقوع کہ ان کے درمیان بقدر رکن وقفہ ہو، مفسد نہیں ،قول اول جو اصل الاقوال واصحہا ہے، اس کے مطابق بھی ثلاث حرکات متوالیہ مفسد ہوں گی ؛اس لیے کہ ثلاث حرکات غیر متوالیہ دیکھنے والے کو غیر نماز میں ہونے کا ظن غالب نہیں ہوتا ، اگر چہ یہ تینوں حرکات ایک ہی رکن میں ہوں ، بالخصوص جبکہ رکن طویل ہو اور حرکات کے درمیان وقفہ بھی زیادہ ہو۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۶/ جمادی الآخرہ ۱۳۸۹ھ (احسن الفتاوی:۳/ ۴۱۸-۴۱۹)

عمل کثیر کی مقدار:

سوال (۱) نماز کی حالت میں عمل کثیر، کی نوعیت ومقدار کیا ہے؟

(۲) ایک رکن میں دو، تین، چار بار سر کھجلانے ، یا داڑھی پر ہاتھ لے جانے ، یا کپڑوں کو درست ، یا بدن کو کھجلانے ، یا سجدہ میں جانے پر ٹوپی گر جائے تو اٹھا کر پہن لینے سے نماز باقی رہے گی ، یا فاسد ہو جائے گی؟

(۳) موبائل اگر چالو حالت میں رہ گیا تو کیا نمازی اس کا بٹن بند کر سکتا ہے؟

(۴) اگر جماعت سے نماز پڑھنے کی حالت میں ہو، موبائل ایسی جگہ (جیب میں) ہو کہ بند نہیں کر سکتا تو وہ

---

(۱) ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب مايفسد الصلاة،ومايكره فيها،مطلب فى التشبه بأهل الكتاب: ۲/ ۳۸٤- ۳۸۵، دار الكتاب العلمية،انيس

نماز توڑ کر بند کرے، یا اس کی گھنٹی بجنے دے، اس صورت میں پوری مسجد کی نمازیوں کی توجہ وخشوع میں فرق آئے گا، اگر سنت وغیرہ پڑھ رہا ہو تو سنت توڑ کر موبائل بند کر کے پھر سے نیت باندھ سکتا ہے؟

هو المصوب

(۱) عمل کثیر کی مقدار ونوعیت کے بارے میں اختلاف ہے؛ لیکن احناف کا مفتی بہ مسلک یہ ہے کہ مبتلی بہ جس کو عمل کثیر سمجھے، وہ عمل کثیر ہے،(۱) البتہ لا ابالی اور لا پرواہ شخص نہ ہو۔

(۲) اگر عمل قلیل کی صورت میں یہ اعمال کرتا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، عذر نہ ہونے کی شکل میں کراہت ضرور ہے۔

(۳) اگر موبائل عمل قلیل کے ذریعہ بند کر سکتا ہے تو موبائل بند کر دے۔

(۴) کوئی بھی نماز ہو، عمل قلیل کے ساتھ بند کر سکتا ہے تو بند کرے، نماز توڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۶۷-۴۶۸)

مسلسل تین بار کھجلانا مفسد نماز ہے:

سوال: فتاویٰ عالمگیری کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک رکن میں تین دفعہ کھجلانے سے نماز فاسد ہوگی، اگر کسی کو خارش کا مرض ہو، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ جبکہ بغیر کھجلائے نہ رہا جائے؛ کیوں کہ یہ تو معذور ہے، شرعاً اس کے لیے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب

تین دفعہ کھجلانے سے مطلقاً نماز فاسد نہیں ہوتی؛ بلکہ یہ اس وقت مفسد ہے کہ ہر دفعہ ہاتھ اٹھائی، اگر ہر دفعہ علاحدہ ہاتھ نہ اٹھائے؛ بلکہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ کھجلایا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

كذا ذكره ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ ونصه قال في الفيض: الحك بيد واحدة في ركن ثلاث مرات يفسد الصلاة إن رفع يده في كل مرة وفي الجوهرة عن الفتاوىٰ اختلفوا في الحك هل الذهاب والرجوع مرة أو الذهاب مرة والرجوع أخرىٰ. (۲)

---

(۱) ويفسدها كل عمل كثير ليس من أعمالها ولا لاصلاحها وفيه أقوال خمسة أصحها مالايشك بسببه الناظر من بعيد في فاعله أنه ليس فيها. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/۳۸۵، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۲) رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۲/۴۰۷، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

نیز اگر ایک بار کھجلانے کے بعد بقدر رکن؛ یعنی تین بار سبحان ربی الاعلی کی مقدار توقف کے بعد پھر کھجلایا تو اس طرح تین بار کھجلانا بھی مفسد نہیں۔

الثالث الحركات الثلاث المتوالية كثير وإلا فقليل. (۱)

زیادہ مجبوری کی حالت میں نماز کو اس طرح مختصر کیا جا سکتا ہے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اکتفاء کرے، سنن وآداب کو ترک کر دے، قیام میں ثناء، تعوذ، اور تسمیہ چھوڑ دے، سورہ فاتحہ اور اس کے بعد تین حروف تک قرأت کرے، رکوع اور سجود صرف ایک تسبیح کی مقدار ادا کرے، اور آخری قعدہ میں صرف تشہد اور اس کے بعد "اللھم صل علی محمد" تک پڑھ کر سلام پھیر دے، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر درود شریف فرض ہے، (۲) بہتر ہے کہ سلام سے قبل رب اغفر لی جیسی مختصر دعا بھی پڑھ لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳/ شوال ۱۳۸۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۴۱۷-۴۱۸)

نماز میں سر ہلانا اور اِدھر اُدھر جھکنا منع ہے:

سوال: اگر امام نماز میں سر ہلائے اور چھوٹی چھوٹی سورتوں میں بھی کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف بوجھ ڈال کر نماز پڑھے اور اپنے اعضا کو بھی متحرک کرے؛ بلکہ قرأت میں آوازیں: ہا، ہُو اور رونے کی نکالے تو ایسی نماز اور آواز کے حق میں کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسی حرکتیں نماز میں نہ چاہیے کہ مبنی نماز کا خشوع وخضوع پر ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/ ۱۱۹)

بارش کی وجہ سے نماز میں چلنے کا حکم:

سوال: امام نے اپنے مقتدیوں سے کہا کہ دیکھو اگر پانی برسنے لگے تو میں مسجد کے اندر ہولوں گا اور تم لوگ

---

(۱) ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في التشبه بأهل الكتاب: ۲/ ۳۸۵، دارالكتب العلمية، انيس

(۲) قال الشافعي: فعلى كل مسلم وجبت عليه الفرائض أن يتعلم التشهد والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ومن صلى صلاة لم يتشهد فيها ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يحسن التشهد فعليه اعادتها وان تشهد ولم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم أو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم ولم يتشهد فعليه الاعادة حتى يجمعهما جميعاً. (الأم، باب التشهد والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم: ۱/ ۱۱۷، انيس)

(۳) وإن من لوازمه (أى الخشوع) ظهور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسكون الأطراف. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها، مطلب في الخشوع: ۲/ ۴۰۷، دارالكتب العلمية، انيس)

میرے پیچھے آجانا، مگر رخ قبلہ سے نہ پھرنے پاوے، چنانچہ امام اور مقتدیوں نے ایسا کیا بھی تو ایسی صورت میں نماز میں فساد آوے گا، یا نہیں؟ خصوصاً جبکہ فاصلہ امام کے پہلے مقام اور دوسرے مقام کا اس مقدار سے کہیں زیادہ ہے، جتنے میں دو صفیں قائم ہوسکتی ہیں، شامی میں تلاش کیا، عذر مطر کی تخصیص ایسی صورت میں تو ملی نہیں، اگر بحوالہ شامی جواب عنایت ہو تو زیادہ سہولت ہوگی، حدث وخوف کے علاوہ اعذار میں بشرط عدم تحویل قبلہ تو عدم فساد صلوٰۃ کی طرف رجحان معلوم ہوتا ہے، مگر شبہ یہ ہے کہ مطر عذر بھی ہے، یا نہیں؟ کیوں کہ معمول علما کا ایسا نہیں دیکھا کہ پانی برسنے کے وقت نماز ہی میں مسجد کے اندر چلے جاتے ہوں، خیر دلیل شرعی ہونا ضروری ہے؟

الجواب

حدیث میں نص ہے:

’’اقتلوا الأسودین فی الصلاۃ: الحیۃ والعقرب‘‘. (۱)

اور باوجود اس کے اس قتل کو عمل کثیر مفسد صلوٰۃ علی الاصح کہا گیا ہے۔

کما فی الشامی: (قولہ: لکن صحح الحلبی الفساد) حیث قال تبعا لابن الہمام فالحق فیما یظہر ہو الفساد والأمر بالقتل لایستلزم صحۃ الصلاۃ مع وجودہ کما فی صلاۃ الخوف بل الأمر فی مثلہ لإباحۃ مباشرتہ وإن کان مفسدًا للصلاۃ، اھ، ونقل کلام ابن الہمام فی الحلیۃ والبحر والنہر وأقروہ علیہ وقالوا: إن ما ذکرہ السرخسی {من أنہ عمل رخص فیہ للمصلی فہو کالمشی بعد الحدث، بحر}ردہ فی النہایۃ بأنہ مخالف لماعلیہ عامۃ رواۃ شروح الجامع الصغیر ومبسوط شیخ الإسلام من أن الکثیر لایباح، آہ. (۲)

اور مطر تو ہر طرح اس سے اخف ہے، نہ اس میں کوئی ایسی نص ہے اور نہ اس میں ایسا خوف ضرر ہے؛ اس لیے اس کے سبب سے مشی بدرجہ اولیٰ مفسد صلوٰۃ ہوگی، البتہ اگر درمیان میں وقفات ہوتے جائیں تو اس کو عمل کثیر نہ کہا جاوے گا۔

کما فی الہندیۃ: المشی فی الصلاۃ إذا کان مستقبل القبلۃ لایفسد إذا لم یکن متلاحقاً ... ولو مشی فی صلاتہ مقدار صف واحد لم تفسد صلاتہ ولو کان مقدار صفین إن مشی دفعۃ واحدۃ فسدت صلاتہ وإن مشٰی إلی صف ووقف ثم الٰی صف لاتفسد، کذا فی فتاویٰ قاضی خان. (۳)

۲۷؍رمضان ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ: ۸۲) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۴۰-۴۴۲)

---

(۱) عن أبی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ’’اقتلوا الأسودین فی الصلاۃ: الحیۃ والعقرب. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب العمل فی الصلاۃ: ۱/۱۳۳، أشرفی بکڈپو، انیس)

(۲) ردالمحتار، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب الکلام علی اتخاذ المسجد: ۲/۴۲۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت، انیس

(۳) الفتاویٰ الہندیۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ ومایکرہ فیہا: ۱/۱۰۳، مکتبۃ زکریا دیوبند، انیس

حالت نماز میں صحن مسجد سے اندر مسجد میں جانے سے نماز فاسد ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: زید صحن مسجد میں نماز پڑھا رہا تھا، پانی جوز ور سے آیا، نیت توڑ دی، بکر مقتدی نے کہا کہ آپ اندر چلے جاتے بلا تحویل قبلہ تو مقتدی بھی اندر جا سکتے تھے، نماز توڑ نا نہ چاہیے تھا، زید نے کہا: اس طرح نماز فاسد ہو جاتی ہے؛ کیوں کہ عمل کثیر ہے، زید کا قول صحیح ہے، یا بکر کا؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

زید کا قول صحیح ہے، زید کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا؛ اس لیے کہ اس صورت میں بلا خلاف اس کی نماز صحیح ہوگئی، جبکہ از سر نو اس نے نماز پڑھ لی اور اگر نماز میں وہ اندر مسجد کے جاتا اور پھر مقتدی بھی جاتے تو اس میں سب سے عمل کثیر ہوتا اور وہ عند البعض مفسد ہے اور تفصیل اس کی شامی میں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۶/۴-۵۷)

نماز میں دونوں ہاتھوں سے ٹوپی سر پر رکھنا:

سوال: دوران نماز میں ٹوپی اگر حالت سجدہ میں گر جائے تو دونوں ہاتھوں سے سر پر رکھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر اس قسم کی ٹوپی ہو جو عادۃ ایک ہاتھ سے سر پر رکھی جاتی ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایسی ٹوپی ہو جو عادۃ دو ہاتھوں سے پہنی جاتی ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی؛ کیوں کہ یہ عمل کثیر ہے۔

---

(۱) ويفسدها كل عمل كثير ليس من أعمالها ولا لإصلاحها. الثالث الحركات الثلاث المتوالية كثير وإلا فقليل، إلخ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۳۸۴/۲-۳۸۵، دار الكتب العلمية، انيس)

مشى مستقبل القبلة هل تفسد؟ إن قدر صف ثم وقف قدر ركن ثم مشى ووقف كذلك وهكذا لا تفسد وإن كثر مالم يختلف المكان، وقيل لا تفسد حالة العذر مالم يستدبر القبلة استحساناً (الدر المختار) أما إن كان إماماً فجاوز موضع سجوده فإن بقدر مابينه وبين الصف الذى يليه لاتفسد وإن أكثر فسدت، وإن كان منفردًا فالمعتبر موضع سجوده فإن جاوزه فسدت وإلا فلا إلخ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب فى التشبه بأهل الكتاب: ۳۸۸/۲، دار الكتب العلمية، انيس)

(قوله: لا تفسد حالة العذر، الخ) ... والقياس الفساد إذا كثر، الخ، ثم اختلفوا فى تأويله، فقيل تأويله إذا لم يجاوز الصفوف أو موضع سجوده وإلا فسدت، وقيل إذا لم يكن متلاحقاً بل خطوة ثم خطوة فلو متلاحقاً تفسد إن لم يستدبر القبلة لأنه عمل كثير، إلخ. (ردالمحتار، باب يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب فى المشى فى الصلاة: ۳۸۸/۲-۳۸۹، دار الكتب العلمية، انيس)

قال فی شرح التنویر: ویفسد ها کل عمل کثیر لیس من أعمالها و لا لاصلاحها وفیه أقوال خمسة أصحها مالایشک بسببه الناظر من بعید فی فاعله أنه لیس فیها.

وفی الشامیة: القول الثانی أن ما یعمل عادة بالیدین کثیر وإن عمل بواحدة کالتعمم وشد السراویل وما عمل بواحدة قلیل.

(وبعد أسطر)عن شرح المنیة: والظاهر أن ثانیهما ... لیس فی الصلاة.(۱)فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم

۷/صفر ۱۳۹۰ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۱۹/۳-۴۲۰)

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ چڑھانا مفسد صلوٰۃ ہے، یا نہیں:

سوال: نماز میں سجدے کو جاتے وقت جو دو ہاتھ سے پاجامہ چڑھاتے ہیں، یہ فعل کثیر میں داخل ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ فعل کثیر میں داخل نہیں ہے اور نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی، البتہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔(۲)فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۶۳/۴)

حک بدن در نماز:

سوال: نماز میں کھجلانا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

فی الدرالمختار: وکره کفه ای رفعه ولو لتراب کمشر کم أوذیل وعبثه به أی بثوبه وبجسده للنهی إلا لحاجة.(۳)

فی ردالمحتار: (قوله: إلا لحاجة) کحک بدنه لشئی أکله وأضره وسلت عرق یؤلمه ویشغل

---

(۱) رد المحتار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها، مطلب فی التشبه بأهل الکتاب: ۳۸٤/۲-۳۸٥، دار الکتب العلمیة، انیس

(۲) ویفسد ها کل عمل کثیر لیس من أعمالها ولا لإصلاحها وفیه أقوال خمسة أصحها ما لایشک بسببه الناظر من بعید فی فاعله أنه لیس فیها وإن شک أنه فیها أم لا، فقلیل.(الدرالمختار)(کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها: ۹۰/۱، مکتبة زکریادیوبند، انیس)

القول الثانی أن ما یعمل عادةً بالیدین کثیر وإن عمل بواحدة، الخ، وما عمل بواحدة قلیل وإن عمل بهما کحل السراویل، إلخ.(ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها، مطلب فی التشبه بأهل الکتاب: ۳۸٥/۲، دار الکتب العلمیة، انیس)

(۳) الدرالمختار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۹۱/۱، مکتبة زکریا، دیوبند، انیس

قلبه وهذا لوبدون عمل كثير،قال في الفيض:الحك بيد واحدة في ركن ثلاث مرات يفسد الصلوٰة إن رفع يده في كل مرة،آه،وفي الجوهرة عن الفتاوىٰ: اختلفوا في الحك هل الذهاب والرجوع مرة أو الذهاب مرة والرجوع أخرىٰ.(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ضرورت سے کھجلانا جائز ہے، جب کہ عمل کثیر تک نوبت نہ پہونچ جاوے اور عمل کثیر کی تفسیر میں اختلاف مشہور ہے۔(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰/رمضان ۱۳۲۸ھ (امداد:۱/۵۷) (امدادالفتاویٰ جدید:۱/۴۲۳-۴۲۴) ☆

(۱) ردالمحتار،كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۲/۴۰۷،دارالكتب العلمية،انيس

(۲) ''عمل کثیر'' کی تعریف میں پانچ قول ہیں، اصح قول یہ ہے کہ ''دور سے دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے''۔

ويفسد ها كل عمل كثير... وفيه اقوال خمسة،أصحها مالايشك بسببه الناظر من بعيد في فاعله انه ليس فيها.(الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۹۰،زكريا ديوبند، انيس)

صححه في البدائع وتابعه الزيلعي والولوالجي،وفي المحيط،أنه الأحسن وقال الصدر الشهيد :إنه الصواب وفي الخانية والخلاصة:إنه اختيار العامة وقال في المحيط وغيره:رواه الثلجي عن أصحابنا،حلية.(ردالمحتار،باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها،مطلب في التشبه بأهل الكتاب: ۲/۳۸۵، دار الكتب العمية،انيس)

☆ سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے پائجامہ درست کرنا:

سوال: سجدہ میں جاتے وقت اکثر لوگ پائجامہ یا دھوتی ہاتھ سے اوپر کو چڑھا لیتے ہیں، کیا اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

ہاتھ سے پائجامہ وغیرہ چڑھا لینے سے نماز تو فاسد نہیں ہوتی، کیوں کہ عمل کثیر کی صحیح تعریف کی رو سے یہ عمل کثیر نہیں، اگرچہ دونوں ہاتھوں کا اس میں استعمال کیا جائے، البتہ بلا ضرورت اس سے بچنا بہتر ہے اور اگر کوئی ضرورت ہو، جیسے بعض اوقات کپڑا اتن جاتا ہے کہ سجدہ میں یا تو اس سے تکلیف ہوتی ہو اور یا پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اگر کپڑا سجدہ میں جاتے وقت درست کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

۱۰/ربیع الاولیٰ ۱۳۵۰ھ (امدادالمفتین:۲/۲۹۶)

ایک رکن میں باربار کھجلانا:

سوال: ایک ہی رکن میں تین سے زائد مرتبہ ہاتھ چھوڑ کر کھجلانا یا کپڑے کو کھینچنا، کیا ان چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً ومسلماً

تین دفعہ کھجلانے سے مطلقاً نماز فاسد نہیں ہوتی؛ بلکہ یہ اس وقت مفسد ہے کہ ہر دفعہ ہاتھ اٹھائے، اگر ہر دفعہ علیحدہ ہاتھ نہ اٹھائے؛ بلکہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ کھجلایا تو نماز فاسد نہ ہوگی؛ نیز اگر ایک بار کھجلانے کے بعد بقدر رکن؛ یعنی: تین بار ''سبحان ربي الأعلىٰ'' کی مقدار تک توقف کے بعد کھجلایا، تو اس طرح تین بار کھجلانا بھی مفسد نہیں۔ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۱۷) ==

نماز میں کپڑے سے ہوالینا:

سوال: نماز کی حالت میں پنکھے، یا آستین وغیرہ سے ہوالینا کیسا ہے؟

الجواب

عمل کثیر نہ ہونے کی صورت میں مکروہ ہے اور اگر عملِ کثیر ہو جائے تو نماز فاسد ہوگی۔ (۱) (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۲۶)

بحالت نماز نمازی کے پیر کے نیچے کپڑا دب جانا:

سوال: دو شخص قریب نماز پڑھتے ہیں، ایک کا کپڑا ایک کے پاؤں کے نیچے دَب گیا، اگر وہ شخص جس کے پاؤں کے نیچے کپڑا دب گیا، قصداً نکال دے، نماز میں نقصان اور قصور ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئولہ کا یہ ہے کہ مصلی کا بقصد اپنے کپڑا دبا ہوا دوسرے مصلی کا چھوڑ ادینا ناقص کرنے والا نماز کا نہیں ہے؛ اس لیے کہ یہ چھوڑ دینا اس کا امتثالا لامر الغیر نہیں ہے: یعنی دوسرے مصلی کے چھوڑانے سے نہیں چھوڑا؛ بلکہ قصداً اپنے سے بلا اتباع امر دوسرے کے چھوڑ دیا ہے؛ ہاں اگر بمجرد دوسرے کے چھوڑنے سے چھوڑ دے گا تو بوجہ اس کے کہ اس نے نماز میں غیر خدائے تعالیٰ کا حکم مان لیا اور یہ منافی صلوٰۃ ہے، نماز اس کی فاسد ہو جاوے گی، چناں چہ عبارت درمختار سے مستفاد ہوتا ہے:

حتٰی لو امتثل أمر غیرہ فقیل له تقدم فتقدم أو دخل فرجة الصف احد فوسع له فسدت بل یمکث ساعة ثم یتقدم برأیه. (۲)

== بلا ضرورت ایک بار بھی کھجلانا مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے، اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ بدونِ کھجلائے نماز میں یکسوئی نہ ہو تو ایک یا دو بار کھجلانا بلا کراہت جائز ہے اور تین بار اس طرح کھجلانا کہ درمیان میں بقدرِ رکن توقف نہ ہو؛ بہر حال مفسد نماز ہے، اگر چہ ضرورت ہی سے ہو۔ (ایضاً: ۴۱۶/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (محمود الفتاویٰ: ۲۲۶/۴)

(۱) **العمل الکثیر یفسد الصلاة والقلیل لا ... واختلفوا فی الفاصل بینهما علٰی ثلاثة أقوال (الأول) أن ما یقام بالیدین عادة کثیر وان فعله بید واحدة کالتعمم ولبس القمیص وشد السراویل ... وما یقام بید واحدة قلیل وان فعل بیدین کنزع القمیص وحل السراویل ... وکل ما یقام بید واحدة فهو یسیر ما لم یتکرر والثانی أن یفوض الٰی رأی المبتلٰی وهو المبتلی به وهو المصلی ... والثالث أنه لو نظر الیه ناظر من بعید ان کان لا یشک أنه فی غیر الصلاة فهو کثیر مفسد وان شک فلیس بمفسد. (الفتاوٰی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۱۰۱/۱-۱۰۲، انیس)**

(۲) **الدر المختار، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها: ۹۸/۱، مکتبة زکریا، دیوبند، انیس**

شامی میں لکھا ہے:

وحاصله أنه لافرق بين المسألتين إلا أن يدعى حمل الأولٰى علٰى ما إذا تأخر بمجرد الجذب بدون أمر. فيهما والثانية علٰى ما إذا فسخ له بأمره فتفسد فى الثانية؛لأنه امتثل أمر المخلوق وهو فعل مناف للصلوٰة بخلاف الأولٰى. فقط(۱)

حررہ محمد قاسم علی عفی عنہ، مفتی وامام شہر مرادآباد۔ محمد قاسم علی خلف مولانا محمد عالم علی

قد صح الجواب فإنه موافق للحق والصواب

محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ مسجد شاہی مرادآباد

الجواب صواب

محمود حسن مدرس مدرسہ اسلامی شاہی مسجد مرادآباد

الجواب: اگر مصلی نے اپنے قصد سے اور اپنے ارادہ سے اس کا کپڑا چھوڑا ہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (تالیفات رشیدیہ ۲۸۶-۲۸۹)

نماز میں پاؤں ہلانا:

سوال: کیا نماز میں پاؤں ہلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

الجواب

نماز میں پاؤں ہلانا جب تک عمل کثیر کے درجہ میں نہ ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، تاہم بلا ضرورت پاؤں ہلانے سے اجتناب کرنا چاہیے، البتہ دونوں پاؤں کا ہلانا عمل کثیر کے زمرے میں داخل ہے۔

وإن حرک رجلاً واحدة لا على الدوام لا تفسد صلاته وإن حرک رجليه تفسد واعتبر هٰذا القائل العمل بالرجلين بالعمل باليدين والعمل برجل واحدة بالعمل بيد واحدة وقال بعضهم: إن حرک رجليه قليلاً لاتفسد صلاته، كذا فى المحيط وهو الأوجه، هٰكذا فى البحر الرائق. (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۱۸/۳)

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب فى الكلام على الصف الأول: ۳۱۳/۲، دارالكتب العلمية، انيس

(۲) الفتاویٰ الهندية، الباب السابع فيما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها: ۱۰۳/۱، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس

قال ابن نجيم: لو حرک رجلاً واحدة لاعلى الدوام لا تفسد صلاته وإن حرک رجليه تفسد فمشكل؛ لأن الظاهر إن تحريک اليدين فى الصلوٰة لايبطلها حتٰى يلحق بهما تحريک الرجلين فالأوجه قول بعضهم أنه إن حرک رجليه قليلا لا تفسد صلوٰته وإن كان كثيرًا فسد كما فى الذخيرة. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲۲/۲، دارالكتب العمية، انيس)

بحالت نماز قرآن دیکھ کر قرأت کرنا:

سوال: اگر کوئی شخص بحالت نماز قرآن مجید سے دیکھ کر قرأت کرے تو کیا اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے؟ نیز اس میں حافظ اور غیر حافظ کا فرق ہے، یا نہیں؟

الجواب

مصحف شریف سے دیکھ کر بحالت نماز قرأت کرنا مختلف فیہ مسئلہ ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسا کرنا مفسد نماز ہے، جبکہ صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک مفسد نماز نہیں، البتہ صحیح قول یہی ہے کہ مفسد نماز ہے، اس میں حافظ اور غیر حافظ دونوں برابر ہیں۔

ویفسدها قرأته من مصحف عند أبی حنیفة وقالا: لایفسد له إن حمل المصحف وتقلیب الأوراق والنظر فیه عمل کثیر وللصلاة عنه بد وعلٰی هٰذا لو کان موضوعاً بین یدیه علٰی رحل وهو لایحمل ولا یقلب أوقرأ المکتوب فی المحراب لا تفسد ولأن التلقن من المصحف تعلم لیس من أعمال الصلاة وهٰذا یوجب التسویة بین المحمول وغیره فتفسد بکل حال وهو الصحیح، هٰکذا فی الکافی. (الفتاویٰ الهندیة: ۱۰۱/۱ ،مفسدات الصلاة)(۱)(فتاویٰ حقانیہ: ۲۱۹/۳)

سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے پیچھے والا دامن درست کرنا:

سوال: نماز پڑھنے والا شخص قومہ کے دوران سجدہ میں جانے سے پہلے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیچھے والا دامن درست کرتا ہے اور عادتاً ایسا کرتا رہتا ہے۔ کیا اس شخص کی نماز فاسد ہے یا درست ہے؟

(المستفتی: فضل احمد، مالاکنڈ ایجنسی)

الجواب

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، البتہ یہ فعل عبث ہے، اس سے بچا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، ۱۴۰۰/۱۲/۱۶ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۴۲۰/۲)

(۱) قال ابن نجیم: (قوله وقرأته من مصحف) أی یفسد ها عند أبی حنیفة وقالا هی تامة لأنها عبادة انضافت إلٰی عبادة إلا أنه یکره؛ لأنه تشبه بصنیع أهل الکتاب ولأبی حنیفة وجهان أحدهما أن حمل المصحف والنظر فیه و تقلیب الأوراق عمل کثیر الثانی أنه تلقن من المصحف فصار کما إذا تلقن من غیره وعلٰی هٰذا الثانی لافرق بین الموضوع والمحمول عنده وعلی الأول یفترقان وصحح المصنف فی الکافی الثانی وقال إنها تفسد بکل حال تبعا لما صححه شمس الأئمة السرخسی. (البحر الرائق، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها: ۱۷/۲ ، دار الکتب العلمیة، انیس)

تشہد میں دونوں ہاتھوں سے دامن پھیلانا:

سوال: ایک شخص نے تشہد کی حالت میں اپنی قمیص کا دامن دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں پر پھیلا لیا، کیا اس کی نماز ہوگئی؟
(المستفتی: عبدالواحد بھٹی ۲۵۳/ بی شاہ جمال ٹاؤن، لاہور)

الجواب

تشہد میں اس طرح دامن پھیلانے سے نماز فاسد نہیں ہوئی؛ لیکن بوجہ فعل عبث ہونے کے کراہت آجائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس (خیر الفتاویٰ: ۴۲۰/۲)

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ چڑھانا مفسد صلوٰۃ ہے، یا نہیں:

سوال: نماز میں سجدے کو جاتے وقت جو دو ہاتھ سے پاجامہ چڑھاتے ہیں، یہ فعل کثیر میں داخل ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ فعل کثیر میں داخل نہیں ہے اور نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی، البتہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔(۱) فقط
(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۶۳/۴)

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں:

سوال: قومہ سے سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کو اٹھا لیتے ہیں تو نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

بلاضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں اور نماز ادا ہو جاتی ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۹۳/۴) ☆

---

(۱) ویفسدها کل عمل کثیر لیس من أعمالها ولا لإصلاحها وفیه أقوال خمسة أصحها ما لایشک بسببه الناظر من بعید فی فاعله أنه لیس فیها وإن شک أنه فیها أم لا، فقلیل. (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۹۰/۱، مکتبة زکریادیوبند، انیس)

القول الثانی أن ما یعمل عادةً بالیدین کثیر وإن عمل بواحدة، الخ، وماعمل بواحدة قلیل وإن عمل بهما کحل السراویل، إلخ. (رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة، مطلب فی التشبه بأهل الکتاب: ۳۸۵/۲، دار الکتب العلمیة، انیس)

(۲) وکره کفه أی رفعه ولولتراب کمشمر کم أو ذیل وعبثه به أی بثوبه وبجسده للنهی إلا لحاجة ولابأس به خارج صلاة (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها: ۹۱/۱، مکتبة زکریادیوبند، انیس) ==

اگر خارش یا مچھروں کے کاٹنے کی وجہ سے، نماز میں بار بار کھجایا تو:

سوال: اگر نماز میں بہت دفعہ؛ یعنی چار پانچ مرتبہ بدن میں خارش اٹھے، یا مچھر وغیرہ نے کاٹا اور اس نے یعنی نمازی نے اتنی ہی دفعہ کھجلایا تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

[نماز] ہو جاتی ہے بسبب ضرورت کے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص: ۲۷) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۴)

== قال في النهاية: وحاصله أن كل عمل هو مفيد للمصلي فلابأس به، أصله ماروى أن النبي صلى الله عليه وسلم عرق في صلاته فسلت العرق عن جبينه أي مسحه لأنه كان يؤذيه فكان مفيدًا وفي زمن الصيف كان إذا قام من السجود نفض ثوبه يمنةً أويسرةً لأنه كان مفيدًا كي لا تبقىٰ صورةً فأما ما ليس بمفيد فهو العبث، آه. وقوله: كي لا تبقىٰ صورةً، يعني حكاية صورة الإلية، كما في الحواشي السعدية، إلخ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۲/ ۴۰٦، دار الكتب العلمية، انيس)

☆ **بلاضرورت سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کرنا خلافِ ادب ہے:**

سوال: سجدے میں جانے کے وقت پاجامہ اوپر کرنا کیسا ہے؟

الجواب

بلاضرورت اچھا نہیں ہے۔

(و) كره (كفه) أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل (وعبثه) به أي بثوبه (وبجسده) للنهي إلا لحاجة (الدر المختار) وحاصله أن كل عمل هو مفيد للمصلي فلابأس به. (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۲/ ۴۰٦، دار الكتب العلمية، انيس) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/ ۱۰۵)

نماز میں بار بار پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں:

سوال (۱) نماز میں بار بار پاجامہ کو اٹھانا کیسا ہے؟

سجدے میں پیروں کا سرکانا کیسا ہے:

(۲) سجدے میں جاتے وقت دونوں پیروں کا زمین سے اونچا ہونا، یا آگے پیچھے سرکانا کیسا ہے، اس سے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱) بار بار اٹھانا اچھا نہیں، مگر نماز صحیح ہے۔ (ويكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو بجسده، إلخ. (الهداية، فصل في مكروهات الصلاة: ۱/ ۱۱۸، مكتبة رشيدية، ديوبند، انيس)

(۲) اس میں بھی نماز صحیح ہے، مگر حتی الوسع ایسا قصداً نہ کیا جاوے۔ (ومنها السجود بجبهته وقدميه ووضع أصبع واحدة منهما شرط. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۲/ ۱۳۵، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/ ۱۰۸)

نماز میں کھجلاہٹ ہوتو کیا کرے:

سوال: نماز میں خارش کو کتنی مرتبہ ہاتھ سے دفع کرسکتا ہے؟ یا ناک سے کتنی مرتبہ جو ہے نکال سکتا ہے؟ اور تین مرتبہ کھجلانا مفسد نماز تو نہیں ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

خارش جتنی دفعہ بھی ہو، کھجانا درست ہے، مفسد نماز نہیں۔

ویفسدھا کل عمل کثیر مالایشک بسببه الناظر من بعید فی فاعله أنه لیس فیها. (۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۴۲/۴-۱۴۵)

دایاں پیر نماز میں ہل جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی:

سوال: زید کے داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل گیا تو یہ مفسد صلوٰۃ ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

نماز میں انگوٹھے کا حرکت کرنا اور ہل جانا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۳/۴)

پاؤں کے ہٹانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی:

سوال: نمازی شروع نماز میں جس جگہ کھڑا ہو حالت نماز میں ایک دفعہ، یا چند مرتبہ، عمداً یا سہواً، داہنا پیر اگر اس جگہ سے ہٹ جائے تو اس سے نماز میں کچھ کراہت ہوتی ہے اور فساد ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

داہنے، یا بائیں پیر کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا نہ مفسد صلوٰۃ ہے اور نہ مکروہ، البتہ قصداً بلاضرورت پیر کو آگے پیچھے کرنا مکروہ تنزیہی؛ یعنی خلاف اولیٰ ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۹/۴)

---

(۱) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۹۰/۱، مکتبة زکریادیوبند، انیس) (درمختار کی اس تصحیح کے پیش نظر خارش اگر چہ بدفعات ہو عمل کثیر کی تعریف سے خارج ہے۔)

(۲) وإن حرک رجلاً واحدة لاعلی الدوام لاتفسد صلاته. (الفتاوی الهندیة، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۱۰۳/۱، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۳) وأن من لوازمه ظهور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسکون الأطراف. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها، مطلب فی الخشوع: ۴۰۷/۲، انیس)

مقتدی کا خارج صلوۃ سے لقمہ لینا:

سوال: اگر کوئی مقتدی کسی خارج صلوۃ شخص سے لقمہ لے کر اپنے امام کو دے اور امام لقمہ لے کر آگے نکل جائے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

الجواب ــ

امام اور مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

قنیہ میں ہے:

ولو سمعه المؤتم ممن ليس فى الصلاة ففتحه علىٰ إمامه يجب أن تبطل صلاة الكل؛لأن التلقين من الخارج،إنتهىٰ. (۱)(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:۲۲۸)

غیر نمازی کو لقمہ دینا درست نہیں:

سوال: اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور اس نے خلیفہ مقرر کر کے وضو جدید کرنا شروع کیا، اگر نائب امام بھول جاوے تو محدث امام اول اس کو کچھ بتادے اور فتح دے تو یہ جائز ہے، یا نہیں؟ حالانکہ اس کا وضو بھی نہیں ہے اور جماعت سے خارج ہے؟

الجواب ــ

اس صورت میں فتح دینا درست نہیں ہے اور اگر امام فتح لے لے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

وكذا الأخذ أى أخذ المصلى غير الإمام بفتح من فتح عليه مفسد أيضاً،كما فى البحر عن الخلاصة أو أخذ الإمام بفتح من ليس فى صلا ته،كما فيه عن القنية. (ردالمحتار) فقط (۲)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۱۲۰)

لاحق کا لقمہ دینا درست ہے:

سوال: ایک مقتدی کا وضو ٹوٹ گیا نماز میں، جب وضو کرنے گیا، نماز سے خارج کوئی فعل نہیں کیا، اب اس کے

---

(۱) قنية المنية لتتميم الغنية،باب فى الأقوال المفسدة: ص: ۲۰،مخطوطة ملك سعود/وكذا فى رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها،مطلب المواضع التى لايجب فيها ردالسلام: ۲/۳۸۲،دارالكتب العلمية،انيس

(۲) رد المحتار،باب ما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها: ۱/۵۸۱-۵۸۲،ظفير)(كتاب الصلاة،مطلب المواضع التى لايجب فيها ردالسلام: ۲/۳۸۱،دارالكتب العلمية،انيس) آگے مفتی علامؒ نے لکھا ہے کہ لاحق حکماً نماز میں داخل ہے؛ اس لیے اس کا لقمہ دینا درست ہے۔(ظفیر)

امام کو متشابہ لگا اور اس وضو کرنے والے نے امام کو لقمہ دیا اور وہ مسجد سے خارج نہ تھا، شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا اور آپ نے لکھا ہے کہ نماز نہ ہوگی؟

الجواب

لاحق کے لقمہ دینے اور امام کو لینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا، یہی صحیح ہے؛(۱) کیوں کہ لاحق کیلئے وہ امام ہے حکماً اور امام کو لقمہ دینے اور لینے سے نماز میں فساد نہیں آتا، (۲) اور پہلا لکھنا کچھ یاد نہیں ہے، شاید وہ اس صورت میں لکھا گیا ہو کہ لاحق نے کوئی فعل مفسد صلوٰۃ کرلیا ہو۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۶۴)

بخوف طوالت رکعت ثانی امام کو رکوع میں جانے کے لیے اللہ اکبر کہنا مفسد نماز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص تراویح میں قرآن عظیم سنا رہا ہے، دوسرا سماعت کرتا ہے، جب کہ سماعت کرنے والا یہ خیال کرے کہ پہلی رکعت سے دوسری بڑھی جاتی ہے، یا ایسا بھول گیا ہے کہ دونوں سے نہیں نکلتا، یا اس سامع کا منشا آگے پڑھوانے کا نہیں ہے، ان صورتوں میں امام کو رکوع میں لانے کے واسطے سماعت کرنے والا اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں لے آئے تو نماز ہوجاوے گی، یا نہیں؟ اور سامع پر کوئی مواخذہ تو نہیں ہوگا؟

الجواب

اگر سامع کا اللہ اکبر کہتے ہی امام نے رکوع کردیا، یعنی محض اس کے حکم کی تعمیل کی تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر امام نے اس کے اللہ اکبر سے متنبہ ہوکر اپنے اختیار سے اور اپنی رائے سے رکوع کیا تو نماز صحیح ہوگئی، بہر حال سامع کا امام کو اللہ اکبر کہہ کر رکوع کی طرف لانا سخت خطرناک بات ہے، ایسا کبھی نہ کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

قال فی الدر: حتٰی لو امتثل أمر غیرہ فقیل له تقدم فتقدم أو دخل فرجة الصف فوسع له فسدت بل یمکث ساعة ثم یتقدم برأیه، قھستانی. (۳)

(۱) (ویفسد ھا التکلم)... (وفتحه علٰی غیر امامه)... بخلاف فتحه علٰی إمامه) فإنه لایفسد (مطلقاً) لفاتح و آخذ بکل حال. وفی الرد: أی سواءٌ قرأ الامام قدر ما تجوز به الصلاة أم لا ... ولو سمعه الموتم ممن لیس فی الصلاة ففتح به علٰی امامه یجب أن تبطل صلاة الکل ... ووجهه أن الموتم لما تلقن من خارج بطلت صلا ته. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها: ۱/۶۶۲، دار الفکر، بیروت، انیس)

(۲) (واللاحق من فاتته) الرکعات (کلها أو بعضها (لکن بعد اقتدائه) بعذر کغفلة وزحمة وسبق حدث وصلاة خوف ومقیم ائتم بمسافر وکذا بلا عذر بأن سبق امامه فی رکوع وسجود فانه یقضی رکعة وحکمه کمؤتم فلا یأتی بقراءة ولا سهو ولا یتغیر فرضه بنیة الاقامة ویبدأ بقضاء ما فاته، الخ. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۹۴_۵۹۵، دار الفکر بیروت، انیس)

(۳) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاةو مایکره فیها: ۱/۹۸، مکتبة زکریادیوبند، انیس

قال الشامی: هٰذا امتثال بالفعل ومثله مالوامتثل بالقول ... كما أمر المؤذن أن يجهر بالتكبير وركع الإمام للحال فجهر المؤذن إن قصد جوابه فسدت صلاته، آه. (۱)

۱۹ر رمضان ۱۳۴۷ھ (امداد الاحکام: ۲/ ۱۷۵-۱۷۶)

اگر باہری آدمی کے کہنے سے امام کچھ کرے، تو نماز فاسد ہوگی، یا نہیں:

سوال: عصر کے وقت ایک اُمی شخص نماز پڑھا رہا تھا امام نے جہر سے قرأت پڑھی، ایک شخص خارج از صلوٰۃ نے چلا کر کہا کہ دھیرے دھیرے پڑھو، عصر کے وقت زور سے نہیں پڑھا کرتے۔ یہ سن کر امام نے آہستہ پڑھ کر نماز ختم کردی، نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

خارج از صلوٰۃ کو بتلانا نہ چاہیے تھا؛ لیکن اگر امام نے اس کے کہنے کے بعد کچھ توقف سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح ہے اور اگر فوراً اس کے کہنے سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح نہ ہوگی، اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔

درمختار میں ہے:

حتٰی لو امتثل أمر غيره فقيل له تقدم فتقدم أو دخل فرجة الصف أحد فوسع له فسدت بل يمكث ساعة ثم يتقدم برأيه، إلخ. (۲) **فقط** (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/ ۳۳)

قرآن دیکھ کر اپنے امام کو لقمہ دینا:

سوال: اگر کوئی غیر حافظ کسی امام کی سماعت قرآن دیکھ کر کرتا ہے اور اسی کو دیکھ کر لقمہ دیتا ہے تو ایسی صورت میں نماز صحیح ہوگی، یا فاسد؟

الجواب

امام اعظم کے نزدیک مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ کیوں کہ بحالتِ نماز قرآن سے مدد لی اور اگر امام نے اس لقمہ کو لے لیا تو اس کی نماز بھی فاسد ہوجائے گی۔

علامہ زیلعی شرح کنز میں "**قول مصنف وقرأته من مصحف**" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

(وقراء ته من مصحف) يعني تفسد الصلاة وهٰذا عند أبي حنيفة وقال أبو يوسف ومحمد:

(۱) ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب المواضع التي لا يجب فيها ردالسلام: ۲/ ۳۸۱، دارالكتب العلمية، انيس

(۲) الدرالمختار علٰى رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/ ۳۸۱، دارالكتب العلمية، ظفير

تکرہ ولا تفسد صلاته لماروی عن ذکوان مولٰی عائشة رضی اللّٰہ تعالٰی عنها أنه کان یؤمها فی شهر رمضان وکان یقرأ من المصحف ولأن القراءۃ عبادة ان ضافت إلٰی عبادة أخرٰی وهو النظر إلی المصحف ولهٰذا کانت القراءۃ من المصحف أفضل من القراءۃ غائباً إلا أنه یکرہ فی الصلاۃ لما فیه من التشبه بفعل أهل الکتاب ولأبی حنیفة أن حمل المصحف ووضعه عند الرکوع والسجود ورفعه عند القیام وتقلیب أوراقه والنظر الیه وفهمه عمل کثیر یقطع من رآہ أنه لیس فی الصلاۃ ولأنه یتلقن من المصحف فأشبه التلقن من غیرہ ... وأثر ذکوان محمول علٰی أنه کان یقرأ قبل شروعه فی الصلاۃ ثم یقرأ فی الصلاۃ غائباً۔(۱)

اورالبحرالرائق میں ہے:

وصحح المصنف فی الکافی الثانی وقال:إنها تفسد بکل حال تبعاً ، لما صححه شمس الأئمة السرخسی،إنتهٰی۔(۲)(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ اردو:۲۲۷)

خارجی شخص کے مشورہ پر تکبیر کہنا:

سوال: مسجد میں فرض نماز جماعت سے ہورہی تھی،دورکعت بعد نمازیوں کی تعداد بڑھ جانے سے کسی نے باہر سے آواز لگائی،صاحب تکبیر زور سے کہیں،لہٰذا ایک لاحق شخص نے دورکعت بعد تکبیر بلند آواز سے کہنی شروع کی،کیا اس کی نماز ہوگئی؟

هو المصوب

اگر فوراً کہنے پر عمل کرے گا تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ کیوں کہ باہری شخص کی اقتدا ہوگی اور اگر ٹھہر کر خود بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔(۳)

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲/۴۷۰-۴۷۱)☆

(۱) تبیین الحقائق،باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها: ۱/۱۵۸-۱۵۹، مکتبة امدادیة،ملتان،انیس
قال البخاری:وکانت عائشة یؤمها عبدها ذکوان من المصحف.(صحیح البخاری،کتاب الأذان،باب امامة العبد: ۱/۹٦،قدیمی،انیس)

(۲) البحرالرائق،کتاب الصلاۃ،باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها: ۲/۱۷،دارالکتب العلمیة، انیس

(۳) والذی ینبغی أن یقال:إن حصل التذکر بسبب الفتح تفسد مطلقًا:أی سواء شرع فی التلاوۃ قبل تمام الفتح أو بعدہ لوجود التعلم وإن حصل تذکرہ من نفسه لا بسبب الفتح لا تفسد مطلقًا وکون الظاهر أنه حصل بالفتح لایؤثر بعد تحقق أنه من نفسه.(رد المحتار:۲/۳۸۲)

==

مقتدی کے کہنے پر امام چوتھی رکعت پوری کرے:

سوال: امام نے تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا، ایک مقتدی نے فورا کہا کہ حافظ جی تین ہی رکعتیں ہوئیں، نمازی نے نماز سے اس خارج مقتدی کا لقمہ لیا اور نماز مع سجدہ سہو تمام کی، کیا نماز سے خارج مقتدی کا لقمہ لینے سے نماز ہو جائے گی؟

هو المصوب

اگر مقتدی کا لقمہ دینے کے ساتھ ساتھ امام کو خود تنبیہ ہوگئی، جس کی بنیاد پر اس نے کھڑے ہو کر نماز پوری کر لی تو نماز درست ہو جائے گی اور اگر نماز سے خارج شخص کے لقمہ دینے سے ہی کھڑا ہوا تو نماز درست نہیں ہوگی۔(۱)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۷۴-۴۷۵)

== (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و مايكره فيها ، مطلب: المواضع التى لايجب فيها ردالسلام، دار الكتب العلمية بيروت،انيس)

☆ کسی شخص کے کہنے پر نماز میں تکبیر شروع کردی تو نماز فاسد ہوگئی:

سوال: مسجد میں نماز میں بہت لوگ ہوں، امام کی آواز نہ پہونچ رہی ہو، نماز کے علاوہ کسی نے زور سے کہا: ''آواز نہیں پہونچ رہی ہے''، مذکور آدمی کی بات پر ایک شخص نے تکبیر کہنا شروع کردی، اس کی نماز ہوگی، یا نہیں؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں تکبیر کہنے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

ردالمحتار میں صراحت ہے:

''مسجد كبير يجهر المؤذن فيه بالتكبيرات فدخل فيه رجل أمر المؤذن أن يجهر بالتكبير و ركع الإمام للحال فجهر المؤذن إن قصد جوابه فسدت صلاته''. (رد المحتار: ۲/۳۸۱)(كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها،مطلب:المواضع التى لايجب فيها ردالسلام،دار الكتب العلمية،انيس)

اگر وہ چند سکنڈ رک کر تکبیر بلند کرتا تو اس کی طرف سے بغیر خارج کے لقمہ کے مراد ہوتا تو جائز ہوتا۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۷۱)

(۱) والذى ينبغى أن يقال إن حصل التذكر بسبب الفتح تفسد مطلقًا أى سواء شرع فى التلاوة قبل تمام الفتح أو بعده لوجود التعلم وإن حصل تذكره من نفسه لابسبب الفتح لاتفسد مطلقًا وكون الظاهر أنه حصل بالفتح لايؤثر بعد تحقق أنه من نفسه.(رد المحتار: ۲/۳۸۲) (كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: المواضع التى لايجب فيها ردالسلام،دار الكتب العلمية،انيس)

لقمہ دینے والے کو ملامت کرنا درست نہیں:

سوال: ایک صاحب نے ﴿كَلَّا لَا وَزَرْ﴾ بسکون ''را'' پڑھا، اس پر ایک آدمی نے دومرتبہ بآواز بلند لقمہ دیا ﴿کــلا لا وزرَ﴾ بفتح ''را'' اس طرح لقمہ دینا شریعت میں کیسا ہے؟ لقمہ دینے والا شخص اس دن سے مسجد میں حاضر نہیں ہوا اور دوسرے، مصلیوں کو بھی روکتا ہے اور شہر میں چار مسجد ہوتے ہوئے دوسری جگہ مسجد بنا کر اس میں نماز پڑھتا ہے تو اس طرح نئی مسجد بنانا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

حامدًا و مصلیاً، الجواب و باللّٰہ التوفیق:

﴿ کلا لا وزر ﴾ بسکون و فتح ہر دو طرح پڑھنا جائز ہے، لہٰذا امام صاحب سے کوئی غلطی کا وقوع نہیں ہوا؛ اس لیے بلاضرورت لقمہ دیا گیا، جو مستحسن نہیں، ممکن ہے لقمہ دینے والے نے اپنے خیال میں بالسکون پڑھنے کو غلط سمجھ کر لقمہ دیا ہو، گو درحقیقت لقمہ دینے والے کا خیال و تحقیق غلط ہو؛ اس لیے لقمہ دینے والا کسی ملامت کا مستحق نہیں، لقمہ دینے کی ضرورت نہیں تھی؛ لیکن گناہ نہیں ہوا، لقمہ دینے والے نے اس دن سے مسجد چھوڑ دی، جماعت کی حاضری ترک کردی، سائل نے اس کی وجہ نہیں لکھی، ممکن ہے امام صاحب لقمہ دینے والے پر برس پڑے ہوں اور نزع ہو گیا ہو؛ اس لیے موجودہ امام سے بوجہ نزع جماعت کی حاضری ترک کردی ہو اور دوسری مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتا ہو، اگر یہی وجہ ہو تو کوئی گناہ نہیں، امام صاحب کو لازم ہے کہ لقمہ دینے والے کو جماعت میں حقیر و ذلیل نہ کرے اور آپس میں محبت ایمانی اور اخوت دینی قائم کرے، مسجد کسی دینی یا دنیوی مصلحت سے بنائی جائے تو درست ہے اور اگر بلاضرورت دینی، یا دنیوی آسانی و راحت رسانی کے لیے بناتے ہوں تو یہ بیکار اور اضاعت مال ہے اور اگر بلاضرورت صرف تفریق بین المسلمین کے لئے مسجد بناتا ہو تو ناجائز ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم علمہ اتم احکم (مرغوب الفتاویٰ:۲/۲۱۸-۲۱۹)

امام سورۂ فاتحہ کے بعد خاموش رہے تو لقمہ کس طرح دے:

سوال: اگر امام سورہ فاتحہ ختم کرنے کے بعد ضم سورت کے تفکر میں پڑ گیا کہ کونسی سورت پڑھے، زیادہ تاخیر کی وجہ سے امام کو لقمہ کس طرح دیا جائے؟

---

(۱) ... (والـذيـن اتـخـذوا مسجدًا) ... (ضرارًا) مضارة لأهل مسجد قباء (وكفرًا) ... (وتفريقًا بين المؤمنين) الذين يصلون بقباء بصلاة بعضهم في مسجدهم "إلخ. (تفسير الجلالين ص: ١٦٦، سورة التوبة، انيس)

الجواب

حامدًا و مصلیاً، الجواب و باللّٰہ التوفیق:

اگر لقمہ دینے کی ضرورت محسوس ہو تو ''سبحان اللہ'' کہے، ورنہ خاموش رہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

(مرغوب الفتاوی:۲/۲۱۹)

امام کی غلطی جس سے نماز فاسد نہ ہو، کب بتلائی جائے:

سوال: اگر امام صاحب سے نماز میں ایسی غلطی ہوئی، جس سے نماز کی فرضیت ووجوبیت میں کسی قسم کا نقص نہ ہو، ایسی غلطی سلام پھیرتے ہی جماعت کے بیچ میں بتلانا چاہیے، یا تنہائی میں؟

الجواب

حامدًا و مصلیًا، الجواب و باللّٰہ التوفیق:

اگر امام سے کوئی ایسی غلطی نماز میں ہو جائے کہ جس سے نماز میں کوئی قباحت یا کراہت لازم نہیں آتی ہو تو اسے بعد میں بتلانے کی ضرورت نہیں، اگر کسی مناسب بات پر امام کو متوجہ کرنا ہو تو تنہائی میں کہنا چاہئے مجمع میں کہنا نازیبا ہے اور امام کو بلا وجہ مقتدیوں کی نظروں میں شرمندہ و ہلکا کرنا مناسب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم احکم

(مرغوب الفتاوی:۲/۲۱۹-۲۲۰)

---

(۱) ...أو يدفع بالتسبيح لما روينا من قبل. (الهداية، باب مايفسد الصلاة: ۱/۱۱۸-۱۱۹، مكتبة رشيدية

وفي الحاشية: يعني قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا نابت أحدكم نائبة وهو في الصلوٰة فليسبح. (حاشية العلامه عبدالحيء رقم:۲۳)

عن سهل بن سعد الساعدي أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذهب إلىٰ بني عمرو ابن عوف ليصلح بينهم فحانت الصلاة فجاء المؤذن الى أبي بكر فقال أتصلي للناس؟ فأقيم قال نعم! فصلىٰ أبو بكر فجاء رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم والناس في الصلاة، فتخلص حتىٰ وقف في الصف، وتقدم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فصفق الناس وكان أبوبكر لا يلتفت في صلاته فلما أكثر الناس التصفيق التفت فراى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأشار اليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ان أمكث مكانك فرفع أبوبكر يديه فحمد اللّٰه علىٰ ما أمره به رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من ذلك ثم استأخر أبوبكر حتى استوىٰ في الصف وتقدم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فصلىٰ فلما انصرف قال يا أبا بكر ما منعك أن تثبت اذا أمرتك فقال أبوبكر ما كان لابن أبي قحافة أن يصلي بين يدي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما لي رأيتكم أكثرتم التصفيق من نابه شيئ في صلاته فليسبح فانه اذا سبح التفت إليه وإنما التصفيق للنساء. (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب من دخل ليؤم الناس، الخ: ۱/۹٤، قديمي، انيس)

ضرورت شدیدہ سے مقتدی لقمہ دے سکتا ہے اور ضرورت شدیدہ کیا ہیں:

سوال: امام کی نماز میں تین آیت پڑھ چکنے کے بجائے ﴿سابقوا إلٰی مغفرة من ربکم﴾ (۱) کے ﴿سابقوا إلٰی ربکم مغفرة﴾ پڑھے تو لقمہ دینا چاہیے، یا نہیں؟ اور لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگی؟

الجواب

صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی، (۲) اور مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک ضرورت شدیدہ پیش نہ آئے، امام کو لقمہ نہ دیں، ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو، یا رکوع نہ کرتا ہو، یا چپ چاپ کھڑا ہو جائے۔ (۳)

صورت مسئولہ میں اس طرح پڑھنے سے معنی میں کچھ خلل نہیں آیا؛ لیکن چونکہ قرآن غلط پڑھ گیا، اس لیے لقمہ دیا گیا تو گو لقمہ دینا ضروری نہیں تھا؛ لیکن لقمہ دینے سے اور لقمہ لینے سے نہ مقتدی کی نماز میں نقصان آئے گا اور نہ امام کی نماز میں لقمہ لینے سے خرابی پیدا ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم علمہ اتم واحکم (مرغوب الفتاوی: ۲/۲۱۷-۲۱۸)

فرض نماز میں لقمہ دینا:

سوال: ایک شخص فرض نماز پڑھا رہا تھا، سورہ فاتحہ کے بعد جو اس نے سورہ پڑھی، اس میں اس کو سہو ہو گیا، ایک مقتدی نے اس کو لقمہ دیا تو دوسرے شخص نے اعتراض کیا کہ فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا نہیں چاہیے؟ تراویح میں اگر امام قرأت بھول جاوے تو لقمہ دینا جائز ہے؟ آیا فرض نماز میں لقمہ دینا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

لقمہ دینا فرض نماز میں بھی درست ہے اور نماز صحیح ہے اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے، درمختار و شامی وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۲۱۹)

---

(۱) سورة الحديد: ۲۱، انيس

(۲) بخلاف فتحه علٰى إمامه مطلقًا. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/ ۹۰، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۳) بأن يقف ساكناً بعد الحصر أو يكرر الآية. (البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة، إلخ: ۲/ ۶)

(۴) (بخلاف فتحه علٰى إمامه) فإنه لا يفسد (مطلقاً) لفاتح وآخذ بكل حال. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/ ۳۸۲، دار الكتب العلمية، انيس)

کب لقمہ دینا چاہیے:

سوال: امام نے قرأت میں بھول کر دوسری سورت شروع کردی، دو دفعہ لقمہ دیا، مگر امام نے لقمہ نہ لیا، لقمہ کس وقت دینا چاہیے اور لقمہ دینے والے کی نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

اگر امام بقدر تین آیت کے، بعد سورۂ فاتحہ کے پڑھ چکا ہے تو لقمہ دینے کا انتظار کرنا مکروہ ہے؛ بلکہ فوراً رکوع کرنا چاہیے اور اگر تین سے پہلے بھول گیا تو بہتر یہ ہے کہ کسی دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کرے، اگر ایسا نہ کیا تو جب مقتدی پر ثابت ہو جائے کہ امام کو آگے یاد نہیں آتا تو لقمہ دیدیوے، بدونِ مہلت کے فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے۔ (کما فی الشامی: ۱/۶۵۰)(۱) اور نماز بہر حال صحیح ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۱۰۵-۱۰۶)

امام کو لقمہ دینا مفسد صلوٰۃ نہیں، گرچہ تین آیت کے بعد ہو:

سوال: بعد پڑھے جانے تین آیت کے نماز فرائض میں امام کو اگر لقمہ لگے اور مقتدی لقمہ دیدے تو نماز فاسد، یا مکروہ تو نہیں ہوتی اور اگر فاسد ہوئی تو کس کی ہوئی اب مکرر پڑھنی چاہیے؟

الجواب

فوراً بتلا دینا یا امام کو منتظر رہنا کہ مجھ کو کوئی بتلا دے بہتر تو نہیں ہے؛ بلکہ بہتر یہ ہے کہ دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کردے، یا اگر بقدر کافی پڑھ چکا ہو تو رکوع کردے؛ لیکن پھر بھی اگر مقتدی نے بتلا دیا اور امام نے لے لیا تو نماز میں کسی کی خلل نہیں۔

فی الدرالمختار باب ما یفسد الصلاۃ: (بخلاف فتحه علی إمامه) فإنه لایفسد (مطلقاً) لفاتح وآخذ بکل حال. (۱)

---

(۱) یکره أن یفتح من ساعته کما یکره للإمام أن یلجئه إلیه بل ینتقل إلیٰ آیة أخریٰ لایلزم من وصلها ما یفسد الصلاة أو إلیٰ سورة أخریٰ أویرکع إذا قرأ قدرالفرض، کما جزم به الزیلعي وغیره، وفي روایة: قدرالمستحب کما رجحه الکمال، إلخ. (رد المحتار کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها، مطلب: الموضع التی لایجب فیها ردالسلام: ۲/۳۸۲، دارالکتب العلمیة، انیس)

(۲) (بخلاف فتحه علیٰ إمامه) فإنه لایفسد (مطلقًا) لفاتح وآخذ بکل حال. (الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۱/۵۸۲، ظفیر)

(۳) الدرالمختار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۱/۹۰، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

فی ردالمحتار: قوله بكل حال أى سواء قرأ الإمام قدرما تجوز به الصلاة أم لا، انتقل إلٰى آية أخرٰى أم لا، تكرر الفتح أم لا، هو الأصح، نهر (ثم قال بعد أسطر) تتمة: يكره أن يفتح من ساعته كما يكره للإمام أن يلجئه إليه بل ينتقل إلٰى آية أخرٰى لايلزم من وصلها ما يفسد الصلاة أو إلٰى سورة أخرٰى أو يركع إذا قرأ قدر الفرض كما جزم به الزيلعي وغيره وفى رواية: قدر المستحب كما رجحه الكمال بأنه الظاهر من الدليل وأقره فى البحر والنهر. (۱) فقط والله تعالٰى أعلم

۵/شعبان ۱۳۲۲ھ (امداد: ۱/۵۵) (امدادالفتاویٰ جدید: ۱/۴۲۱-۴۲۲)

چند آیت پڑھ کر بھول جانے پر مقتدی کا لقمہ دینا مفسد صلوٰۃ نہیں:

سوال: اگر امام تین آیت سے زیادہ پڑھ کر بھول جائے، مقتدی اس کو لقمہ دے تو امام لے لے یا نہ لے، مشہور یہ ہے کہ اگر لقمہ لے لے تو نماز نہیں ہوتی، پھر دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے، اگر امام نے لقمہ نہیں لیا تو بتانے والے کو پھر دوبارہ نماز پڑھنا چاہیے، میں نے کہا نماز ہو جاتی ہے۔ ایک صاحب بولے کہ شافعی مذہب میں ہو جاتی ہوگی، حنفی مذہب میں نہیں ہوتی، کیا حنفی مذہب میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے؟

الجواب

ہاں اختلاف ہے؛ مگر صحیح یہی ہے کہ نہ مقتدی کی نماز فاسد ہوگی، نہ امام کی۔

فی الهندية: وإن فتح علٰى إمامه لم تفسد إلٰى قوله قالوا هٰذا إذا أرتج عليه قبل أن يقرأ قدرما تجوز به الصلاة أو بعد ما قرأ ولم يتحول إلٰى آية أخرٰى وأما إذا قرأ أو تحول ففتح عليه تفسد صلاة الفاتح والصحيح أنها لاتفسد صلاة الفاتح بكل حال ولا صلاة الإمام لو أخذ منه على الصحيح، هٰكذا فى الكافى. (۲)

۵ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ (تتمہ خامسہ، ص: ۲۵۷) (امدادالفتاویٰ جدید: ۱/۴۲۲)

زیر زبر کی غلطی پر لقمہ دینا درست ہے:

سوال: اگر امام سے زیر زبر کی غلطی ہو جائے کہ جس سے معنی میں کوئی فرق نہ ہو تو ایسی حالت میں لقمہ دینے سے کراہت ہوگی، یا نہیں؟

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: المواضع التى لايجب فيها ردالسلام: ۳۸۲/۲، دارالكتب العلمية بيروت، انيس

(۲) الفتاوىٰ الهندية، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۹۹/۱، مكتبة زكرياديوبند، انيس

الجواب

اس صورت میں لقمہ دینے سے کچھ کراہت نہیں ہے، غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۱۰۴)

لقمہ دینا لینا یا کسی آیت کا چھوٹ جانا کیسا ہے:

سوال: زید امام مسجد ہے انہوں نے عشا کی نماز میں آیت ﴿وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ الآیة پڑھی اور ﴿فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ پر ٹھہر گیا، پھر یہاں سے کسی دوسری سورت کی آیت کو ﴿فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ کے ساتھ ضم کر کے آگے پڑھتا چلا تو عمر نے جو حافظ قرآن ہے، نیز ما تجوز وما تفسد به الصلاة سے واقف تھا، لقمہ دیا ﴿وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا﴾، زید نے پھر شروع سے دہرایا اور اسی جگہ آن ٹھہرا، پھر عمر نے لقمہ دیا، زید پھر تیسری دفعہ دہراتا ہوا بمشکل آگے بڑھا، مگر ﴿وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا﴾ کو چھوڑ کر سورۃ زمر ختم کی اور بغیر سجدہ سہو نماز تمام کی اور یہ فعل تقریباً ایک سو مصلیوں کے درمیان زید سے صادر ہوا ہے، نماز لوٹانی چاہیے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں نماز امام اور مقتدیوں کی صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اعادہ اس نماز کا لازم نہیں ہے، **کما صرح به في الدر المختار والشامي:**

بخلاف فتحه علىٰ إمامه فإنه لايفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بكل حال. (الدر المختار)(۲)

(قوله بكل حال) أي سواء قرأ الإمام قدرماتجوز به الصلاة أم لا، انتقل إلىٰ اٰية أخرىٰ أم لا تكرر الفتح أم لا هو الأصح، نهر. (۳)

پس معلوم ہوا کہ اصح یہ ہے کہ تکرار فتح سے بھی نماز میں فساد نہیں آتا اور سجدہ سہو کے واجب ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے؛ کیوں کہ قرأت کے تکرار سے جو تاخیر کسی رکن میں ہو، وہ موجب سجدہ سہو نہیں ہے، **كما في الدر المختار:**

واعلم أنه إذا شغله ذلك الشك فتفكر قدر أداء ركن لم يشتغل حالة الشك بقراءة، إلخ، وجب عليه سجود السهو. (۴)

---

(۱) (بخلاف فتحه علىٰ إمامه) فإنه لايفسد (مطلقاً) لفاتح وآخذ بكل حال. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها: ۳۸۱/۲-۳۸۲، دار الكتب العلمية، انيس)

(۲) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۹۰/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۳) رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب المواضع التي لايجب فيها رد السلام: ۳۸۲/۲، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

(۴) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۷۰۶/۱، ظفير

اس سے واضح ہوا کہ اشتغال بالقراءۃ کی صورت میں سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا، البتہ یہ بھی شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جیسا کہ مقتدی کو یہ مکروہ ہے کہ فوراً لقمہ دیوے، اسی طرح امام کو یہ مکروہ ہے کہ مقتدی کو لقمہ دینے کی طرف مضطر کرے؛ بلکہ اس کو چاہیے کہ دوسری آیت مناسبہ یا دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جاوے، یا اگر مقدار واجب، یا مستحب پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دیوے، **کما قال فی الشامی:**

یکره أن یفتح من ساعته کما یکره للإمام أن یلجئه إلیه بل ینتقل إلٰی آیة أخریٰ لایلزم من وصلها ما یفسد الصلٰوة أوإلٰی سورة أخریٰ أویرکع إذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی وغیره وفی روایة قدرالمستحب کما رجحه الکمال بأنه الظاهرمن الدلیل،إلخ. (۱)فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۹/۴-۴۰)

امام کے بھولنے پر لقمہ دینا درست ہے:

سوال (۱) امام جہری نماز میں ﴿ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ پڑھ کر بھول گیا، مقتدی نے لقمہ دیا، تب امام نے آگے پڑھ کر رکوع کیا، پھر آخر میں سجدۂ سہو بھی کر لیا تو نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی صحیح ہوئی، یا نہ؟

امام لقمہ نہ لے تو دینے والے کی نماز فاسد ہوگی، یا نہیں:

(۲) اگر امام لقمہ نہ لے تو لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱) نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی اس صورت میں صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہ تھی؛ لیکن اگر سجدہ سہو غلطی سے کر لیا گیا، تب بھی نماز ہوگئی۔ **(کذا فی الدر المختار)** (۲)

(۲) نماز فاسد نہیں ہوتی۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۸/۴)

غلط قرآن پڑھنے پر لقمہ دینا درست ہے:

سوال: ایک حافظ صاحب نے تراویح پڑھائی اور ستائیسویں شب کو قرآن شریف ختم کر دیا، بعض لوگ جو اسی

---

(۱) رد المحتار،باب مایفسدالصلاة: ۵۸۲/۱،ظفیر (کتاب الصلاة، مطلب:المواضع التی لایجب فیها رد السلام تتمة: ۳۸۲/۲،دارالکتب العلمیة،انیس)

(۲) بخلاف فتحه علٰی إمامه)فإنه لایفسد (مطلقاً)لفاتح وآخذ بکل حال.(الدرالمختارعلٰی هامش رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۵۸۲/۱ ،ظفیر)(کتاب الصلاة: ۳۸۱/۲-۳۸۲،دارالکتب العمیة،انیس)

محلّہ میں جس میں وہ مسجد تھی نماز پڑھتے تھے، ایک شب کسی وجہ سے شریک نہ ہوسکے بعد ختم قرآن شریف تراویح میں وہ پارہ سنا، جس کو وہ نہ سن سکے تھے، اس صورت میں اگر امام کوئی غلط پڑھے تو سامع کو غلطی بتلانا جائز ہے، یا نہیں؟ اگر لقمہ دیا گیا اور انہوں نے لقمہ لے لیا تو نماز جائز ہوگی، یا نہ؟

الجواب

سامع کو ان کی غلطی بتلانا اور لقمہ دینا اور ان کو لقمہ لینا درست ہے، کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔
درمختار میں ہے:

(بخلاف فتحه علىٰ إمامه) فإنه لايفسد (مطلقاً) لفاتح وآخذ بكل حال، إلخ. (۱) **فقط**

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۸/۴-۱۱۹)

لقمہ دینے پر امام کا نیت توڑ کر ڈانٹنا کیسا ہے:

سوال: زید نے عمر کو تراویح کی نماز میں لقمہ دیا عمر نے زید کو نیت توڑ کر ڈانٹا تو کیا عمر کا زید کو اس طرح نماز توڑ کر ڈانٹنا شرعاً جائز ہے؟ نیز جس نماز میں نیت توڑ کر ڈانٹا گیا، اس کو پھر پڑھنا ضروری ہے، یا نہیں؟

الجواب وباللّٰه التوفيق

جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ لقمہ صحیح دیا گیا، یا غلط تب تک کیسے بتایا جائے کہ ڈانٹا مناسب تھا، یا نہیں؟ ہوتا یہ ہے کہ بعض دفعہ لقمہ دینے والوں کی نیت حافظ کو تنگ کرنے اور اسے ذلیل کرنے کی ہوتی ہے اور اس کے لئے لوگ باضابطہ محاذ بناتے ہیں؛ تاکہ حافظ صاحب امام کی وقعت وعزت لوگوں کی نگاہ میں کم ہو، ایسا کرنے والے بہرحال ڈانٹ سننے کے مستحق ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ امام صاحب کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں چاہے غلط پڑھ کر نکل جاؤں، مگر مجھے کوئی نہ ٹوکے، اس طرح میری عزت عوام میں کم ہوجاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے امام ڈانٹ کے مستحق ہیں، صحیح مسئلہ تو یہ ہے کہ مقتدی کو دیکھنا چاہیے کہ اگر حافظ امام خود سنبھل جائے تو سبحان اللہ، ورنہ اگر غلط پڑھ کر نکل رہا ہو، یا پریشان ہورہا ہو تو ایسے موقع پر بدرجۂ مجبوری لقمہ دینا چاہیے اور امام کو بھی چاہیے کہ وہ اگر غلطی کررہا ہو تو ٹوکنے والے کے ٹوکنے کو بُرا نہ مانے؛ بلکہ وسیع القلبی کے ساتھ لقمہ قبول کرے کہ اس کی اصلاح ہورہی ہے۔ (۲)

---

(۱) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۳۸۱/۲، ۳۸۲، دار الكتب العلمية، ظفير

(۲) (بخلاف فتحه علىٰ إمامه) فإنه لايفسد (مطلقا) لفاتح وآخذ بكل حال. (الدر المختار) (كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۹۰/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

==

اورعوام کوتو دھوکا میں رکھا جاسکتا ہے اللہ کونہیں، خودعوام کو یہ سمجھنا چاہیے کہ حافظ انسان ہی ہے، اس سے بھول چوک ہوسکتی ہے اورتیس پاروں کو یادرکھنا کچھ آسان کام نہیں ہے، محض اللہ کا فضل ہے؛ اس لیے ذرا کوئی حافظ بھولا اور اس کے پیچھے پڑ گئے، یہ روش کسی طرح مناسب نہیں۔

رہا سوال نماز کا تو ظاہر ہے کہ جب امام نے نیت ہی توڑ دی تو نماز ختم ہوگئی، ان دورکعتوں کوتو دہرانا پڑے گا ہی۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خالدسیف اللہ رحمانی، ۴/۶/۷ ۱۳۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۱۱-۴۱۳)

جمعہ میں لقمہ دینا درست ہے، یا نہیں:

سوال: زید جمعہ کی نماز میں امام تھا، اس نے سورہ ''هَلْ اَتٰی'' شروع کی اور اخیر میں بھول گیا، بکر مقتدی نے اس کو بتایا، اس صورت میں نماز ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں نماز ہوگئی۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۶۶)

قعدہ اولی کے ترک پر لقمہ دینا:

سوال: رسالہ رکن دین بحوالہ دُرمختار لکھا ہوا کہ سجدۂ سہو تلاوت وقعدۂ اولیٰ وتکبیر زائد عیدین اور دعائے قنوت اگر پیش امام ترک کردے تو مقتدی کے اوپر بھی ترک لازم آتا ہے اور دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ دیکھا گیا ہے کہ سجدۂ سہو کے لیے امام کو لقمہ دیدو، اگرچہ دونوں طرف سلام پھیر چکا ہو، اب اگر قعدہ اولیٰ چھوڑ کر امام کھڑا ہو جائے اور مقتدی لقمہ دیکر قعدۂ اولیٰ میں لوٹا دے تو نماز فاسد ہوگی، یا نہیں؟ سلام پھیرنے کے قبل لقمہ دیکر امام سے سجدہ سہو کرایا تو نماز فاسد ہوئی، یا نہیں؟

(المستفتی: محمد صغیر خاں میانجی مقام اوسیا ضلع غازیپور)

== یکره أن یفتح من ساعته کما یکره للإمام أن یلجئه إلیه، بل ینتقل إلیٰ آیة أخریٰ لایلزم من وصلها مایفسد الصلاة أو إلیٰ سورة أخریٰ، أویرکع إذا قرأ قدر الفرض، إلخ. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب: المواضع التی لایجب فیها ردالسلام تتمة: ۲/۳۸۲، دارالکتب العلمیة، انیس)

(۱) یفسدها التکلم) هو النطق بحرفین أوحرف مفهم کع وق أمراً. (الدرالمحتار: ۲/۳۷۰) (کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها: ۱/۸۹، مکتبة زکریا، انیس)

(۲) (بخلاف فتحه علیٰ إمامه) فإنه لایفسد (مطلقاً) لفاتح وآخذ بکل حال. (الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها: ۱/۵۸۲) نیز دیکھئے: عالمگیری کشوری: ۱/۹۸، ظفیر)

الجواب

اگرامام نے قعدۂ اولیٰ ترک کیا اور مقتدی نے لقمہ دیا اور امام قعدہ کے لیے لوٹ آیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی، اسی طرح اگر امام سجدۂ سہو بھول گیا اور مقتدی نے لقمہ دیکر سجدۂ سہو کرایا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۴۳۱/۳)

لقمہ دینے کا طریقہ کیا ہے:

سوال: نماز میں اگر امام کو سہو ہو جائے تو لقمہ دینے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب

سبحان اللہ کہہ کر امام کو لقمہ دے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۲/۴)

قنوت کی تکبیر میں امام کو لقمہ دینے کا حکم:

سوال: تراویح پڑھنے کے بعد وتروں میں یہ واقعہ پیش آیا کہ امام تیسری رکعت میں بلا تکبیر کہے ہوئے اور رفع یدین کئے ہوئے دعائے قنوت پڑھنے لگا کسی مقتدی نے اسے اللہ اکبر کہہ کر آگاہ کیا چنانچہ اس نے اللہ اکبر کہہ کر اور رفع یدین کر کے پھر قنوت پڑھی اور نماز تمام کر کے سجدۂ سہو کیا تو نماز میں کوئی خرابی تو نہیں رہی؟

الجواب

فی الدرالمختار فی واجبات الصلاة:وقراءة قنوت الوتر وهومطلق الدعاء وكذا تكبير قنوته.

فی ردالمحتار:أی الوتر،قال فی البحر فی باب سجود السهو:ومما الحق به أی بالقنوت تكبيره وجزم الزيلعی بوجوب السجود بتركه إلٰی قولهٖ وينبغی ترجيح عدم الوجوب،إلخ.(۴۸۸/۱)(۳)

(۱) وان فتح علٰی امامه لم يكن كلاماً استحساناً)لأنه مضطر الٰی اصلاح صلاته فكان هٰذا من أعمال صلاته معنی(وينوی الفتح علٰ امامه دون القراءة)هو الصحيح لأنه مرخص وقراءته ممنوع عنها.وفی الحاشية الكلام علٰی ثلاثة أقسام أحدهما ما لا يكون عينه ولامعناه كلاماً بل ذاكراً وثانيها أن يكون عينه كلاماً وكذا معناه.وثالثها مايكون عينه ذاكراً ومعناه كلاماً أما الذی يكون عينه ومعناه ذاكراً فلا تفسد به الصلٰوة وان وقع فی غيرمحله.(الهداية مع حاشيته، كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱۱۶/۱-۱۱۷،ثاقب بکڈپو دیوبند،انیس)

(۲) أويدفع بالتسبيح لمارويناه من قبل.(الهداية)قوله لمارويناه من قبل يعنی قول النبی صلی اللّٰه عليه وسلم:"إذا نابت أحدكم نائبة وهوفی الصلاة فليسبح".(حاشية الهداية،باب ما يفسد الصلاة: ۱۲۴/۱،ظفير)(۱۱۸/۱-۱۱۹، مكتبة رشيدية ديوبند،انيس)

(۳) الدرالمختار مع ردالمحتارواجبات الصلاة: ۴۶۸/۱ (كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،مطلب:لاينبغی أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية: ۱۶۳/۲،دارالكتب العلمية،انيس)

پس روایت وجوب پر تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ بتلانا ٹھیک ہوا اور دوسری روایت یعنی عدم وجوب پر یہ بتلانا زائد ہوا، مگر مفسد صلوٰۃ نہیں ہے اور نماز ہر حال میں صحیح ہوگئی، جیسے قرأت میں بلا حاجت بتلانے سے نماز صحیح ہوجاتی ہے، اگر چہ امام لقمہ لے لے اور چونکہ کوئی امر موجب سجدہ سہو کا نہیں پایا گیا؛ اس لیے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔

۸/رمضان ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ ۳۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۵۱)

''سبحان اللّٰہ'' کہہ کر لقمہ دینا حدیث سے ثابت ہے:

سوال: ایک شخص امام کے سہو پر ہر موقع میں ''سبحان اللّٰہ'' سے لقمہ دینا افضل بتاتا ہے، حدیث سے ثابت ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/۶۲-۶۳)

ایک سجدہ کر کے دوسرا سجدہ جب امام بھول جائے تو لقمہ کیسے دیا جائے:

سوال: امام نے ایک رکعت پڑھ کر ایک سجدہ کیا اور تشہد پڑھنے کو بیٹھ گیا، دوسرے سجدہ کو کس طور سے مقتدی کو یاد دلانا چاہئے؟ اگر مقتدی ''اللّٰہ أکبر'' یا ''سبحان اللّٰہ'' کہتا ہے تو امام کھڑا ہوتا ہے؟

الجواب

یاد دلانے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ '' سبحان اللّٰہ '' وغیرہ کہہ کر امام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ کچھ کمی وبیشی نماز میں ہوگئی ہے، اس پر وہ خود غور کر کے یاد کرے گا کہ کیا فعل رہا ہے، نہ یہ کہ بعینہٖ وہ فعل بتلایا جاوے، جو کہ فوت ہوا ہے، لہٰذا تنبیہ کے لئے ''سبحان اللّٰہ'' کہہ دینا کافی ہے، اگر اس کو یاد آ گیا فبہا، ورنہ بعد نماز کے معلوم ہونے پر نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/۱۶۱-۱۶۲)

''التحیات'' چھوڑ کر اٹھنے والے کو ''التحیات'' کہہ کر یاد دلانا کیسا ہے:

سوال: اگر قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھنے کو بھول کر کھڑا ہونے لگے اور مقتدی التحیات کہہ کر یاد دلا دے تو کچھ حرج تو نماز میں نہ ہوگا؟

---

(۱) قال علیه الصلاة والسلام: " التسبیح للرجال والتصفیق للنساء ". (ردالمحتار، باب شروط الصلاة: ۱/۳۷۷، ظفیر) (کتاب الصلاة، مطلب: فی ستر العورة: ۲/۷۸-۷۹، دارالکتب العلمیة/والحدیث رواه البخاری، باب التصفیق للنساء، رقم الحدیث: ۱۲۰۳، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــ

"سبحان اللّٰه" کہنا چاہیے اور اگر لفظ "التحیات" کہہ دے، تب بھی نماز صحیح ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۶۲/۴)

قعدہ اخیرہ کرنے کے بعد "السلام علیکم" کہہ کر لقمہ دینا کیسا ہے:

سوال (۱) امام نے چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ میں سلام ادا نہیں کیا اور قیام کیا، زید نے امام کو "السلام علیکم" کہا، اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی، یا نہیں؟

دوسری رکعت میں اخیر قعدہ سمجھ کر لقمہ دے تو کیا حکم ہے:

(۲) امام نے تین رکعت والی نماز پڑھائی، زید کو دوسری رکعت کے قعدہ میں خیال ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اور امام کو "السلام علیکم" یا فقط "السلام" کہہ کر بٹھانا چاہا، اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

(۱-۲) دونوں صورتوں میں زید کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا، کیونکہ غرض اس کی امام کو تلقین کے لیے "السلام علیکم" کہنا تھا؛ یعنی یہ کہ یہ سلام پھیرنے کا وقت ہے اور اخیر میں بیٹھنے کا وقت ہے، سو اگر چہ ایسے موقع پر زید کو "سبحان اللّٰه" کہنا چاہیے تھا؛(۲) لیکن "السلام" الخ کے لفظ کہنے سے بھی نماز میں کچھ فساد اور خلل نہیں آیا۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۶۸/۴-۶۹)

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد امام سہواً کھڑا ہوا مقتدی کے لقمہ دینے پر بیٹھ گیا اور تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو کیا اور پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا تو نماز ہوگئی، یا نہیں:

سوال: ایک شخص قعدۂ اخیرہ میں بیٹھا اور تشہد پڑھنے لگا اور تشہد پڑھنے کے بعد یہ سمجھ کر کھڑا ہوا کہ شاید دوسری

---

(۱) (وان فتح علٰی امامه لم يكن كلاماً استحساناً) لأنه مضطر الٰى اصلاح صلاته فكان هٰذا من أعمال صلاته معنى (وينوى الفتح علىٰ امامه دون القراءة) هو الصحيح لأنه مرخص وقراءته ممنوع عنها وفى حاشية الكلام علٰى ثلاثة أقسام: أحدهما ما لا يكون عينه ولامعناه كلاماً بل ذاكراً وثانيها أن يكون عينه كلاماً وكذا معناه وثالثها مايكون عينه ذاكراً ومعناه كلاماً أما الذى يكون عينه ومعناه ذاكراً فلا تفسد به الصلاة وان وقع فى غير محله. (الهداية مع حاشيته، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱۱۶/۱-۱۱۷، ثاقب بکڈپو دیوبند، انیس)

(۲) قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "من نابه شيء فى صلاته فليسبح" فإنه إذا سبح التفت إليه وإنما التصفيق للنساء". (نصب الراية: ۷۶/۲، ظفير) (كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۷۴/۲، دار الكتب العلمية، بيروت، انيس)

رکعت یعنی قعدۂ اولیٰ ہے، مگر مقتدی کے آواز دینے سے بیٹھا اور پھر التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کیا اور سجدۂ سہو کرنے کے بعد پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرا، ایسی حالت میں اس کی نماز کیسی ہوئی؟

الجواب

قال في الدر المختار: (وإن قعد في الرابعة) مثلا قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم) ولو سلم قائمًا صح، آه. (۱)

قال الشامي: أي عاد للجلوس لمامر أن مادون الركعة محل للرفض وفيه إشارة إلىٰ أنه لايعيد التشهد وبه صرح في البحر: قال في الإمداد: والعود للتسليم جالسا سنة؛ لأن السنة التسليم جالسا والتسليم حالة القيام غير مشروع في الصلوٰة المطلقة بلا عذر فيأتي به على الوجه المشروع فلو سلم قائمًا لم تفسد صلاته وكان تاركا للسنة، آه. (۷۸۲/۱) (۲)

قلت: ومثال العذر ما إذا انتقض وضوءه وهو قائم فيسلم قائماً ولا ينتظر القعود فإن المضي في الصلاة بعد انتقاض الوضوء لايجوز والله أعلم وذكرت هٰذه المسئلة استطرادا للحاجة إليها والله تعالىٰ أعلم.

اس صورت میں دوبارہ تشہد پڑھنے کی ضرورت نہ تھی؛ بلکہ بیٹھے ہی سلام پھیر کر سجدۂ سہو کر لینا چاہیے تھا؛ لیکن اگر بیٹھنے کے بعد دوبارہ تشہد پڑھ لیا، پھر سلام پھیر کر سجدۂ سہو کیا، جب بھی نماز صحیح ہوگئی اور سجدۂ سہو اس تاخیر کا بھی جائز ہوگیا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

یکم محرم الحرام ۱۳۴۶ھ (امداد الاحکام: ۲/ ۱۷۰-۱۷۱)

☆ ☆ ☆

(۱) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۱۰۲/۱، مكتبة زكريا، انیس

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ۵۵۳/۲، دار الكتب العلمية، انیس